۲
تاریخ اسلام
پیغمبر اکرم کی زندگی

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

نام کتاب: تاریخ اسلام (زندگی پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (۲)

مؤلف: مرکز تحقیقات اسلامي

مترجم: معارف اسلام پبلشرز

ناشر: نور مطاف

جلد: دوم

اشاعت: تیسری

تاریخ اشاعت: ذی القعدہ ۱۴۲۷ ھ_ق

جملہ حقوق طبع بحق معارف اسلام پبلشرز محفوظ ہیں_

عرض ناشر:

ادارہ معارف اسلام پبلشرز اپنی اصلی ذمہ داری کو انجام دیتے ہوئے مختلف اسلامی علوم و معارف جیسے تفسیر، فقہ، عقائد، اخلاق اور سیرت معصومین (علیہم السلام) کے بارے میں جانے پہچانے محققین کی قیمتی اور اہم تالیفات کے ترجمے اور طباعت کے کام کو انجام دے رہا ہے۔

یہ کتاب (عہد رسالت ۲) جو قارئین کے سامنے ہے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) اور آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار (علیہم السلام) کی سیرت اور تاریخ پر لکھی جانے والی کتابوں کے سلسلے کی ایک کڑی ہے جسے گذشتہ سالوں میں ترجمہ کرواکر طبع کیا گیا تھا۔ اس ترجمہ کے دستیاب نہ ہونے اور معزز قارئین کے مسلسل اصرار کے باوجود اس پر نظر ثانی اور اسے دوبارہ چھپوانے کا موقع نہ مل سکا۔

خداوند عالم کے لطف و کرم سے اس سال کہ جسے رہبر معظم (دام ظلہ) کی جانب سے رسول اعظم ﷺ کا سال قرار دیا گیا ہے، اس نفیس سلسلے کی دوسری جلد کو، نظر ثانی اور تصحیح کے بعد دوبارہ زیور طبع سے آراستہ کیا جارہا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ خداوند متعال کے فضل و کرم، امام زمان (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کی خاص عنایت اور ادارے کے ساتھ تعاون کرنے والے محترم فضلاء کے مزید اہتمام و توجہ سے اس سلسلے کی بعد والی جلدوں کو بھی جلد از جلد چھپوا کر مطالعہ کے شائقین کی خدمت میں پیش کرسکیں گے۔

ان شاء اللہ تعالی

معارف اسلام پبلشرز

مقدمہ

سیرت نگاری کی مختصر تاریخ

علم تاریخ، تمام اقوام میں رائج فنون میں سے ایک فن ہے۔ مورخین ،تاریخ لکھنے کے لئے سفر کرتے اور دنیا بھر میں گھومتے رہتے ہیںجبکہ عوام اس کی معرفت کے شوقین اور علماء و مفکرین اس کی شناخت کے سلسلے میں اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔

مسلمان مورخین نے تاریخ اسلام اور ماضی میں رونما ہونے والے واقعات کو اکٹھا کرکے تاریخ کے صفحات پر قلمبند کیا ہے۔

چونکہ تاریخی حقائق کو شروع ہی سے خفیہ طاقتوں نے اپنے پنجوں میں جکڑ کر جھوٹ اور فریب کے ساتھ مخلوط کردیا ہے لہذا تاریخی کتب و اسناد کی انتہائی دقت کے ساتھ چھان بین، معتبر اور غیر معتبر کی شناخت اور تاریخی حقائق کو افسانوی و بے بنیاد مطالب سے جدا کرنا ہر محقق و مصنف کا فریضہ ہے۔

مورخین اسلام نے تاریخی واقعات کو محفوظ کئے جانے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے آغاز ہی سے تاریخ نگاری کا کام شروع کردیا تھا۔ سب سے پہلے سیرت پیغمبر اکرم ﷺ پر عروۃ بن زُبیر (متولد ۲۳ھ، متوفی ۹۴ھ) نے کتاب تحریر کی۔ اس کے بعد عاصم بن قتادہ (متوفی

۱۲۰ھ) محمد بن مسلم بن شہاب زہری (متولد ۵۱ھ، متوفی ۱۲۴ھ)، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم انصاری (متوفی ۱۳۵) اور پھر محمد بن اسحاق بن یسار (متولد ۸۵ھ، متوفی ۱۵۲ھ) کہ جن کی کتاب بعد میں ابن ہشام کے کام کی بنیاد قرار پائی۔ پھر ان کے بعد کتاب "المغازي" کہ مصنف واقدی (متولد ۱۵۱ھ، متوفی ۲۰۷ھ) اور ابن سعد (متوفی ۲۳۰) کا نام لیا جاسکتا ہے۔ مذکورہ مورخین کی کتب میں سے اب سیرت ابن اسحاق کا کچھ حصّہ، جبکہ واقدی کی "المغازي" سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد ہماری دسترس میں ہیں۔

دوسرے مشہور اسلامی مورخین میں یعقوبی (متوفی ۲۹۲ھ) طبری (متولد ۲۲۴، متوفی ۳۱۰ھ) مسعودی (متولد ۲۸۷، متوفی ۳۴۶ھ) کا نام لیا جاسکتا ہے۔ جن کی کتابیں تاریخ کی قدیمی کتب شمار ہوتی ہیں انہی کتب کی جانب محققین رجوع کرتے ہیںاور انہیںبطور حوالہ پیش کرتے ہیں۔

هدف تالیف

تاریخ پیغمبر اکرم ﷺ کے بارے میں اب تک بہت سی کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی جاچکی ہیں اور ہر لکھنے والے نے ایک خاص زاویہ سے پیغمبر اکرم ﷺ کی زندگی کا جائزہ لیا ہے۔

پیغمبر اکرم ﷺ کی سیرت پر قلم اٹھانے والوں کی کاوشیں لائق تحسین ہیں مگر یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک ایسی کتاب کی کمی محسوس ہوتی ہے جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ کی زندگی کے اہم واقعات کا تجزیہ بھی کرے۔

چونکہ موجودہ کتابیں درسی کتب کے عنوان سے قابل استفادہ نہیں ہیں لہذا اس کمی کو پورا کرنے کے لیے انتہائی سعی و کوشش کی گئي، جس کا نتیجہ موجودہ کتاب ہے، یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلا حصّہ "پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی کے آغاز سے جنگ بدر تک "اور دوسرا حصّہ "احد سے رحلت رسول خدا ﷺ تک" کے حالات اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کتاب کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مطالب کو جمع کرتے وقت اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ ایسے اصلی منابع اور قدیم کتب سے استفادہ کیا جائے جو صدر اسلام سے قریب تر زمانہ میں تالیف کی گئي ہوں۔

۲۔ کتاب میں بیان کئۓ گئۓ واقعات کی صحت کے بارے میں مزید اطمینان کے لئۓ متعدد مصادر سے رجوع کیا گیا ہے۔

۳۔ کتاب میں واقعات نقل کرنے کے علاوہ، واقعات کا تجزیہ اور زمانہ پیغمبر اکرم ﷺ کی جنگوں میں شکست و فتح کے اسباب کا جائزہ لیا گیا ہے۔ نیز یہود، منافقین اور مشرکین کی اسلام دشمن کارروائیوں پر بھی روشنی ڈالی گئي ہے۔

۴۔ تاریخی واقعات کے ضمن میں شان نزول کی مناسبت سے قرآنی آیات ذکر کرنے کی کوشش کی گئي ہے۔

۵۔ قمری تاریخوں کے ساتھ ساتھ شمسی اور عیسوی تاریخوں کو بھی ذکر کیا گیا ہے تاکہ جنگوں اور صدر اسلام کے دیگر اہم واقعات کے دوران موسمی حالات واضح رہیں۔

۶۔ فاصلہ اور دوری بعض جنگوں اور واقعات کا محل وقوع مدینہ سے دوری کیلومٹر میں معین کی گئي ہے۔

۷۔ افراد اور مختلف مقامات کے نام پر اعراب لگادیئۓ ہیں تاکہ پڑھنے والوں کے لئۓ ان الفاظ کی صحیح تلفظ کے ساتھ ادائیگی ممکن ہوجائۓ۔

۸۔ کتاب کے مطالب کو اسباق کی شکل میں بیان کیا گیا ہے جبکہ ہر سبق کے بعد کچھ سوالات بھی پیش کئۓ گئۓ ہیں۔

۹۔ اس کتاب میں بہت سے نئۓ مطالب پیش کئۓ گئۓ ہیں جسکی وجہ سے یہ کتاب منفرد، انتہائي مفید اور دلچسپ ہوگئي ہے۔

پہلا سبق

غزوہ بنی قینقاع

حضرت فاطمہ زہرا (ع) کا حضرت علی (ع) کے ساتھ عقد

غزوہ سویق

غزوہ بنی سلیم

"قَرَدَۃ"میں سرّیہ زید بن حارثہ

غزوہ غَطفَان

جنگ احد کے مقدمات

جنگ رونما ہونے کے اسباب

پہلا قدم: جنگی بجٹ کی فراہمي

لشکر کی جمع آوري--سیاسی پناہ گزین

لشکر قریش کی مدینہ روانگي--عباس کی خبر رساني

سپاہ قریش راستہ میں

معلومات کی فراہمی

لشکر ٹھڑنے کی خبر

مدینہ میں ہنگامی حالت

فوجی شورای کی تشکیل

آخری فیصلہ

سوالات

حوالہ جات

غزوہ بنی قَینُقاع

بدر کی زبردست لڑائي نے علاقہ کے جنگی توازن کو مسلمانوں کے حق میں کردیا_ جنگ کے بعد منافقین اوریہودی ، مسلمانوں کی فتح مبین سے حسد کرنے لگے اس لئے کہ وہ مسلمانوں کی ترقی سے سخت خائف تھے_ انھوں نے رسول خدا -- ﷺ سے کئے گئے معاہدوں کے برخلاف مسلمانوں اور اسلام کو بدگوئي اور دشنام طرازی کا نشانہ بنایا اور مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہوئے قریش کو مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے بھڑکانے لگے_ ان کے شعراء ہجویہ نظموںمیں کفار کے لیے مسلمان خواتین کے اوصاف بیان کرکے مسلمانوں کی ناموس کی اہانت کرتے تھے_

رسول خدا نے مذکورہ " مفسدین فی الارض" (زمین پر فساد پھیلانے والوں) کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور وہ لوگ قتل کردیئے گئے_ (۱)

پیغمبر اکرم ﷺ بخوبی جانتے تھے کہ یہودی آئندہ انتقامی جنگ میں مدینہ سے باہر کے دشمنوں کے لئے راستہ ہموار اور اسلام کی پیٹھ پر خنجر کا وار کریں گے_ اس لئے آپ ﷺ اس مشکل سے بچنے کے لئے راستہ ڈھونڈتے رہے اور سیاسی و دفاعی طاقت کو زیادہ سے زیادہ

مضبوط کرنے کی کوشش فرماتے رہے_

مدینہ کے یہودیوں میں بنی قینقاع کے یہودیوں نے سب سے بڑھ چڑھ کر پیغمبر اکرم ﷺ کے خلاف سرد جنگ چھیڑ رکھی تھی، انہوں نے نازیبا اور توہین آمیز نعرے بلند کر کے عملی طور پر عہد و پیمان کو لغو کر دیا تھا_

رسول خدا ﷺ نے حجت تمام کرنے کی غرض سے بنی قینقاع کے بازار میں مجمع سے خطاب کے دوران انہیں نصیحت کی اور اُس اجتماعی معاہدئے پر کاربند رہنے کی تاکید فرمائي جو دونوں طرف سے کیا گیا تھا_ اور فرمایا کہ "قریش کی سرگذشت سے عبرت حاصل کرو اس لئۓ کہ مجھے ڈر ہے کہ جن مصیبتوں نے قریش کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا وہ تمھیں بھی نہ جکڑ لیں"_

پیغمبر اکرم ﷺ کی نصیحتیں یہودیوں کے لئے بے اثر ثابت ہوئیں انہوں نے گستاخانہ جواب دیا: "اے محمد ﷺ کیا آپ ﷺ نے ہمیں قریش سمجھ رکھا ہے؟ ناتجربہ کاروں سے جنگ میں کامیابی کے بعد آپ ﷺ مغرور ہوگئے ہیں (معاذ اللہ) خدا کی قسم اگر ہم تمہارے خلاف جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ ---- ﷺ کو معلوم ہو جائے گا کہ مرد میدان ہم ہیں یا کوئی اور؟

رسول خدا ﷺ نے ان کی تمام گستاخیوں اور جسارتوں کے باوجود اپنے غصّہ کو پی لیا اور انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا، مسلمانوں نے بھی بردباری سے کام لیا تاکہ دیکھیں آئندہ کیا ہوتا ہے؟

ابھی چند دن بھی نہ گذرے تھے کہ فتنہ کی آگ بھڑک اُٹھی_ ایک مسلمان عورت بنی قینقاع کے بازار میں زیورات خریدنے کی غرض سے ایک سُنار کی دُکان کے سامنے بیٹھ گئي، یہودیوں نے اس عورت کے چہرے سے نقاب اتروانا چاہا لیکن اس نے انکار کر دیا

اس یہودی سنار نے چپکے سے اس عورت کی لاعلمی میں اس کے کپڑے کے کنارہ کو اس کی پشت پر باندھ دیا جب وہ عورت کھڑی ہوئي تو اس کا جسم عریان ہوگیا تمام یہودی ہنسنے لگے، عورت نے فریاد شروع کی اور مسلمانوں کو مدد کے لئے پکارا ایک مسلمان نے اس یہودی سنار کو قتل کرڈالا ،یہودیوں نے بھی حملہ کرکے اس مسلمان کو قتل کردیا_

بات بڑھ گئي اور مسلمان انتقام لینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے ،بنی قینقاع کے یہودی دکانیں بند کرکے اپنے قلعوں میں چھپ گئے_

رسول ﷺ خدا نے مدینہ میں " ابولبابہ"[۲] کو اپنا جانشین معیّن فرمایا اور لشکر اسلام کے ہمراہ ۱۵ شوال بروز ہفتہ ۲ ھ (ہجرت کے ۲۰ ماہ بعد اور جنگ بدر کے ۳۸ دن بعد) بنی قینقاع کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا، یہ محاصرہ پندرہ روز تک جاری رہا یہاں تک کہ یہودیوں نے تنگ آکر خود کو مسلمانوں کے حوالہ کردیا_

رسول خدا ﷺ نے منافقین کے سربراہ "عبداللہ بن اُبَيّ "کی منّت و سماجت کی وجہ سے ان کے قتل سے درگزر فرمایا اور انھیں شام کے مقام "اذراعات" کی جانب ملک بدر کردیا، ان کے اموال کو مسلمانوں کے لئے مال غنیمت قرار دیا اور خمس نکالنے کے بعد مسلمانوں کے درمیان تقسیم کردیا_[۳]

حضرت فاطمہ زہرا (ع) کا حضرت علي (ع) کے ساتھ عقد

اسلام کی عظیم ترین خاتون حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا عقد ہجرت کے دوسرے سال بدر کی لڑائي کے دو ماہ بعد حضرت علی علیہ السلام سے ہوا_

شادی کی تقریب نہایت سادہ مگر معنوی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوئي

، حضرت فاطمہ زہرا (ع) کا مہر ۵۰۰ درہم [۴] تھا جو حضرت علی (ع) نے اپنی زرہ فروخت کرکے پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا_

آنحضرت ﷺ نے اس میں سے کچھ درہم اپنے اصحاب کو دیئے تا کہ بازار سے حضرت فاطمہ زہرا (ع) کے لیے جہیز کا سامان خرید لائیں_

مندرجہ ذیل چیزیں جہیز کے عنوان سے خریدی گئیں:

۱_ سات درہم کا ایک پیراہن

۲_ ایک درہم کی سر پر اوڑھنے والی چھوٹی چادر

۳_ ایک کالی چادر (قطیفہ)

۴_ ایک عربی چارپائی جو لکڑی اور کھجور کے پتوں کی بنی ہوئي تھي

۵_ دو توشک جن کا اوپر والا حصّہ مصری کتان کا بنا ہوا تھا اور ایک میں اون اور دوسرے میں کھجور کے پتّے بھرے ہوئے تھے_

٦_ چار تکیے جن میں سے دو اون اور دو کھجور کی چھال سے بھرے ہوئے تھے_

۷_ پردہ

۸_ چٹائي

۹_ چکی (ہاتھ سے چلانے والي)

۱۰_ ایک بڑا طشت

۱۱_ کھال کی ایک مشک

۱۲_ ایک لکڑی کا پیالہ (دودھ کے لئے)

۱۳_ ایک کھال کا برتن (پانی کے لئے)

۱۴_ لوٹا

۱۵_ تابنے کے چند بڑے برتن

۱۶_ مٹی کے چند کوزے

۱۷_ چاندی کا دست بند

پیغمبر اسلام ﷺ کے اصحاب جب بازار سے لوٹے تو انھوں نے سامان آنحضرت ﷺ کے سامنے رکھا آپ ﷺ نے جب اپنی بیٹی کا جہیز دیکھا تو فرمایا: " خدایا ان لوگوں کی زندگی کو مبارک قرار دے جن کے زیادہ تر ظروف مٹی کے ہیں"(۵)

اس با برکت شادی کا پہلا ثمرہ حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام ہیں آپ ۱۵ رمضان المبارک تین ہجری کو جنگ احد سے پہلے متولد ہوئے_(۶)

غزوہ سویق

پانچ ذی الّجہ ۳ ھ، ق بمطابق ۵ جون ۶۲۴ ئجنگ بدر یعنذلّت آمیز شکست کے بعد ابو سفیان نے یہ نذر کی کہ جب تک محمد ﷺ سے جنگ اور بدر کا انتقام نہیںلوں گا اس وقت تک عورتوں کے پاس نہیں جاونگا_ لہذا اس نے قبیلہ قریش کے دو سو، سواروں کو جمع کر کے مدینہ کی جانب کوچ کیا_

چونکہ دو سو، سواروں کے ذریعہ مدینہ پر حملہ کرنے کی جرات اسمیں نہیں تھی اس لئے شہر سے دور اس نے لشکر کو ٹھہرایا اور رات کی تاریکی سے فائدہ اُٹھا کر "سلاّم بن مشکم "کے پاس پہنچا جو کہ بنی نُضَیر کےیہودیونکا ایک بڑا آدمی تھا_ اس نے ابو سفیان کو مسلمانوں کی دفاعی کمزوریوں سے آگاہ کیا_

ابو سفیان لشکر گاہ کی طرف پلٹ آیا اور کچھ سپاہیوں کے ہمراہ حملے کی نیت سے مدینہ کی طرف بڑھا اور "عُرَیض'' نامی جگہ پر لوٹ مار کي، دو گھروں، کھجور کے چند درختوں یا کھیتوں میں آگ لگائي اور نخلستان میں کام کرنے والے دو مسلمانوں کو قتل کر دیا_

جب دشمنوںکے حملے کی خبر پیغمبر اسلام ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے بغیر کسی تاخیر کے "ابو لبابہ" کومدینہ میں اپنا جانشین بنایا اور مہاجرین و انصار میں سے دو سو آدمیوں کا لشکر لے کر دشمن کے تعاقب میں نکل پڑے، رسول خدا ﷺ نے "قَرقَرۃُ الکُدر' 'تک دشمن کا پیچھا کیا لیکن دشمن فرار ہو چکا تھا اور بھاگتے ہوئے "سویق (۷) کے تھیلے "کو گرانباری سے بچنے کے لئے راستہ ہی میںپھینک گیا تھا_ اس وجہ سے یہ غزوہ' غزوہ سویق کے نام سے مشہور ہوا_ (۸)

غزوہ بنی سُلَیم

۱۵ محرم ۳ ھق بمطابق ۱۵ جولائي ۶۲۴ئ رسول خدا ﷺ کو یہ خبر ملی کہ غطفان و بنی سلیم کے قبائل مکہ اور شام کے درمیان بخاری کے راستے میں (اطراف قرقرا الکدر میں) مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں_

رسول خدا ﷺ دو سو افراد کے ساتھ ان کی طرف بڑھے دشمن نے جب لشکر اسلام کو نزدیک ہوتے ہوئے محسوس کیا تو رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے_

لشکر اسلام نے دشمنوں کے پانچ سو اونٹ غنیمت میں حاصل کئے اور مدینہ کی طرف لوٹ آئے_ (۹)

"قَرَدَۃ" میں سرّیہ زید بن حارثہ

یکم جمادی الثانی ۳ ھ ق بمطابق ۲۲ نومبر ۶۲۴ئ جنگ بدر اور یثرب میں اسلامی تحریک کے نفوذ کے بعد 'قریش کا مغربی تجارتی راستہ جو مکہ سے شام کی طرف جاتا تھا مسلمانوں کے زیر نگین آجانے کی وجہ سے غیر محفوظ ہو گیا تھا_ قریش نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے اورقافلہ کے تحفظ کے لئے اس راستہ کو چھوڑ کر طویل مشرقی راستہ اپنائیں_ یہ راستہ نجد کی آبادیوں سے ہوکر، عراق اور عراق سے شام جاتا تھا_ انھوں نے اس راستہ سے گزرنے کے لئے "راہنما" کا انتظام کیا_

اس راستے سے پہلا قافلہ "صفوان بن اُمیّہ "اور قریش کے دیگر سرداروں کی سربراہی میں شام گیا_

رسول خدا ﷺ نے قافلے کی روانگی سے باخبر ہوتے ہی بلاتاخیر ایک سو سواروں پر مشتمل ایک مضبوط لشکر تشکیل دیا اور "زیدبن حارثہ "کو اس کا کمانڈر بنا کر حکم دیا کہ اس نئے راستے پر پہلے سے پہنچ کر قریش کے قافلے کا راستہ بند کردیں_ جناب زید نجد کی طرف روانہ ہوئے اور اونٹوں کے نشان قدم کے ذریعہ قافلے کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ مقام "قَرَدہ "پر کارواں کو جالیا_

قافلے کے نگران اور سربراہ افراد بھاگ کھڑے ہوئے اور پورا قافلہ بغیر کسی خونریزی کے مسلمانوں کے ہاتھ آگیا اور قافلے کے دو نگہبان اسیر ہوگئے_

خمس نکالنے کے بعد بقیہ مال " جو کہ اسی "۸۰ "ہزار درہم تھے" جنگی دستے کے سپاہیوں کے درمیان تقسیم دیا گیا_ (۱۰)

غزوہ غَطفان

نجد میں "ذی امرّ" کے مقام پر ریاض سے ۱۱ کیلومیٹر شمال مغرب میں ۱۲ ربیع الاول ۳ ھ۔ق بمطابق ۵ ستمبر ۶۲۴ء کو یہ غزوہ ہوا۔ رسول خدا ﷺ کو خبر ملی کہ "بنی ثَعلَبَہ" اور "بنی مُحارب" کی ایک بڑی جمعیت نے "ذی امرّ" کے مقام پر ڈیرہ ڈال رکھا ہے اور دُعثور بن حارث نامی شخص کی کمان میں مدینہ پر حملے کا ارادہ رکھتے ہیں رسول خدا ﷺ چارسوپچاس جنگجو افراد کو جمع کرکے دشمن کی طرف بڑھے۔ یہ اطلاع ملتے ہی دشمن پہاڑیوں کی جانب بھاگ گیا۔ غرض کہ کوئی ٹکراؤ نہیں ہوا۔[۱۱]

جنگ احد کے مقدمات

بروز ہفتہ ۷ شوال ۳ ھ ق بمطابق ۲۶ مارچ ۶۲۵ئ

جنگ رونما ہونے کے اسباب

اسلامی مرکز "مدینہ" پر قریش کے فوجی حملے کے مختلف اسباب ہیں جنکی جانب مختصر طور پر اشارہ کیا جا رہا ہے۔

۱۔ جنگ بدر میںمسلمانوں کی شاندار فتح، قریش، یہود اور منافقین کے لئے باعث ننگ اور ناگوار تھي۔ قریش نہ صرف اپنے سرداربلکہ اپنی سرداری، ہیبت اور عربوں کے درمیان موجود اثر و رسوخ کوبھی کھوبیٹھے اور یہ زمانہ جاہلیت کے عربوں کے لئے نہایت رنج کا باعث تھا جو سرداری کو اپنا قومی فخر سمجھتے تھے۔

۲_ کینہ و انتقام کی آگ ; قریش اور ان کے مقتولین کے وارثوں کے دلوں میں کینہ اور انتقام کی آگ شعلہ ور تھی اور قریش کے سرداروں نے کشتگان بدر پر رونے کو حرام قرار دیا تھا تا کہ مناسب موقع پر ان کے جذبات بھڑکا کر منظم طریقے سے اسلام اور مسلمانوں سے انتقام لیا جاسکے_

۳_ یہودیوں کا بھڑکانا ;یہودیوں کے لئے اسلام کا پھیلنا خوش آئند نہ تھا_ لہذا انھوں نے مشرکین قریش کو بھڑکانے میں بڑا زبردست کردار ادا کیا_ بطور نمونہ ملاحظہ ہو_ "کعب بن اشرف "جنگ بدر کے بعد مدینہ سے مکہ کی طرف دوڑا اور وہاں قریش کے مقتولین کے لئے مرثیہ کہا اور مگر مچھ کے آنسو بہا کر ان کے زخم تازہ کردیئے_ یہاں تک کہ انہیں جنگ پر آمادہ کرنے کے لئے پاک باز مسلمان عورتوں کی خوبصورتی کا نقشہ اشعار کے قالب میں ڈھال کر پیش کیا تا کہ مشرکین کو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے، اور ان کی عورتوں اور لڑکیوں کو اسیر بنانے پر اُکسائے_

۴_ اقتصادی محاصرے کا توڑ; قریش کی اقتصادی و معاشی زندگی کا دار و مدار تجارت پر تھا، تجارتی راستے غیر محفوظ ہونے اور مسلمانوں کے حملے کے ڈر سے ان کی تجارت خطرے میں پڑ گئي تھی اور اقتصادی و معاشی زندگی جاری رکھنا مشکل ہوگیا تھا اس لئے اس محاصرے کو توڑنا اور ان مشکلات سے جان چھڑوانا بہت ضروری ہوگیا تھا_

۵_ آئندہ کے لئے پیش بندي: قریش اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ اگر مسلمانوں کو قدرت حاصل ہوگئي تو وہ انہیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے اور گذشتہ چند سالہ آزار و اذیت کا جواب ضرور دیں گے_ اس کے علاوہ بُت پرستوں کے ہاتھوں سے مسجد الحرام کو آزاد کروانے کے لئے کسی بھی کوشش سے دریغ نہیں کریں گے_

یہ ساری باتیں سبب بنیں کہ قریش حملہ کرنے میں پیش قدمی کریں اور بزعم خود اسلام اور پیغمبراکرم ﷺ کا کام تمام کردیں_

پہلا قدم ، جنگی بجٹ کی فراہمي

اس وسیع فوج کشی کے سلسلے میں سب سے پہلا عملی اقدام جنگی مشقوں اور دیگر امور کے لئے زیادہ سے زیادہ بجٹ کی فراہمی تھا ، قریش ، دارالندوہ (قریش کے مشورہ کرنے کی جگہ) میں جمع ہوئے اور بحث و مباحثہ کے بعد آخر میں یہ طے پایا کہ پچاس ہزار طلائي دینار(تقریباً ساڑھے سات کروڑ تومان) ہونا چاہیئےوریہ رقم اس تجارتی کارواں کے منافع سے مہیّا کی گئي جس کو جنگ بدر سے پہلے ابوسفیان مکّہ میں صحیح و سالم لے آیا تھا_(۱۲)

قرآن اس سلسلے میں کہتا ہے کہ "بیشک کافر اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں تا کہ (لوگوں کو) خدا کے راستہ سے باز رکھیں وہ لوگ ان اموال کو خرچ کررہے ہیں لیکن یہ ان کی حسرت کا باعث ہوگا_ اس کے بعد ان کو شکست ہوگی اور آخرت میں کافر جہنّم میں جائیں گے_(۱۳)

لشکر کی جمع آوري

کفار قریش ، جنہوں نے نزدیک سے اسلامی سپاہیوں کی شجاعت اور جذبہ شہادت کو دیکھا تھا ، انھوں نے تہیّہ کیا کہ پوری توانائي کے ساتھ جنگ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں اور قریش کے علاوہ مکّہ کے اطراف و جوانب میں موجود قبائل کے بہادروں کو بھی

جنگ میں شرکت کی دعوت دیں_

چار آدمیوں کو عرب کے بادیہ نشین قبائل کے درمیان بھیجا گیا تا کہ انھیں لڑنے اور مدد کرنے کی دعوت دیں، یہ چار آدمی ، عَمرو بن عَاص ، ہُبَیرہ بن ابو وَہَب ، ابن الزِّبَعری اور ابو عَزّہ تھے_

ابو عزہ شروع میں اس ذمّہ داری کو قبول نہیں کر رہا تھا ، وہ کہتا تھا کہ "جنگ بدر کے بعد محمد ﷺ نے تنہا مجھ پر احسان کیا اور مجھ کو بغیر تاوان کے آزاد کردیا میں نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ ان کے مقابل آنے والے کسی بھی دشمن کی مدد نہیں کروں گا_ میں اپنے پیمان کا وفادار ہوں"_

لیکن لوگوں نے اس کو قانع کیا تو وہ بادیہ نشین قبائل کے درمیان جاکر اشعار کے ذریعہ لوگوں کو رسول خدا ﷺ کے خلاف جنگ کرنے پر اکساتا اور لشکر اکٹھا کرتا رہا_ دوسرے تین آدمیوں نے بھی قبائل کو لڑائي پر اکسا کر جمع کیا اور انجام کار قبائل کنَانہ اور تھامہ کے کچھ لوگ قریش کے ساتھ مل کر آنحضرت ﷺ کے خلاف جنگ کرنے پر تیار ہوگئے_ (۱۴)

سیاسی پناہ گزین

رسول ﷺ خدا کے مدینہ ہجرت کے بعد ابو عامر فاسق ، قبیلہ اَوس کے ۵۰ افراد کے ساتھ مشرکین کے سربرآوردہ افراد کی پناہ میں آگیا تھا وہ مشرکین مکّہ کو رسول خدا ﷺ کے خلاف جنگ کرنے پر اکساتا رہتا تھا اور اپنے قبیلے کے افراد کے ساتھ مشرکین کی تیاریوں میں شریک تھا اس نے کہا کہ یہ ۵۰ افراد میرے قبیلے کے ہیںّاور جس وقت ہم سرزمین مدینہ پر

پہنچیں گے اس وقت قبیلہ اوس کے تمام افراد ہماری طرفداری کے لئے اُٹھ کھڑے ہونگے۔

لشکر قریش کی مدینہ روانگی

مکمل تیاری کے بعد قریش نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا، یہ لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا جس میں سات سو زرہ پوش، دو سو گھڑ سوار، تین ہزار اونٹ اور بے پناہ اسلحہ کے علاوہ دوران جنگ گا بجا کر سپاہیوں کو تازہ دم کرنے کے لیے ۱۵ عورتیں بھی شریک تھیں۔

مشرکین کے لشکر کا سپہ سالار ابوسفیان تھا، سواروں کی کمان خالد بن ولید کے ہاتھ میں تھی اور "عکرمہ بن ابی جہل" خالد کے نائب کی حیثیت سے شریک تھا اس بار لشکر مشرکین ہر ایسے اختلاف سے اجتناب کر رہا تھا جو ان کو دو گروہوں میں بانٹ دیتا۔

عبّاس کی خبر رسانی

جب لشکر نے کوچ کا ارادہ کیا تو پیغمبر اکرم ﷺ کے چچا عبّاس بن عبد المطلب نے "جو مخفی طور پر مسلمان ہو چکے تھے اور بہت قریب سے قریش کی تیاریوں اور کوچ پر نظر رکھے ہوئے تھے" پیغمبر اسلام ﷺ کو مشرکین کے لشکر کی جنگی صورتحال کی اطلاع دینے کے لیے ایک خط تحریر کیا۔

اور قبیلہ بنی غفار کے ایک قابل اعتماد شخص کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ یہ فرستادہ اتنی تیزی سے روانہ ہوا کہ مکّہ اور مدینہ کا درمیانی فاصلہ صرف تین دن میں طے کر لیا۔

جب یہ سوار مدینہ پہنچا تو اس وقت پیغمبر اکرم ﷺ ''قُبا'' میں تھے_ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچا اور خط دیا_ رسول خدا ﷺ نے خط ایک شخص کو دیا تا کہ آنحضرت ﷺ کو سُنائے پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس کا مضمون کسی کو نہ بتانا_ مدینہ کے یہودی اور منافقین نامہ بَر کے آنے سے آگاہ ہوچکے تھے_ اور انھوں نے مشہور کردیا کہ محمد ﷺ کے پاس بُری خبر پہنچی ہے_ تھوڑی ہی دیر میں لوگ قریش کی لشکرکشی سے باخبر ہوگئے_[۱۵]

سپاہ قریش راستہ میں

راستہ میں جہاں کہیں پڑاؤ ہوتا لشکر کے ہمراہ موجود عورتیں گانا بجانا شروع کردیتیں اور مقتولین قریش کی یاد دلاکر سپاہیوں کو بھڑکاتی قریش کے سپاہی جہاں کہیں پانی کے کنارے رُکتے اونٹوں کو ذبح کرکے اُن کا گوشت کھاتے_[۱۶]

عمروبن سالم خزاعی نے مکّہ اور مدینہ کے درمیان مقام "ذی طوی" میں قریش کو خیمہ زن دیکھا تو مدینہ آئے اور جو کچھ دیکھا تھا اس کی خبر پیغمبراکرم ﷺ کو دي[۱۷]_

معلومات کی فراہمي

پیغمبر اکرم ﷺ نے جمعرات کی رات ۵ شوال ۳ ھ ق،.بمطابق ۲۳ مارچ ۶۲۵ کو فضالہ کے سراغ رساں بیٹوں "انس اور مونس "کو دشمن کی نقل و حرکت کے بارے میں معلومات اکھٹی کرنے کے لئے بھیجا_ انھوں نے قریش کو "عقیق" کے مقام پر دیکھا اور ان کے پیچھے ہولئے جب لشکر نے "وطاء" کے مقام پر پڑاؤ ڈالا تو وہاں سے پیغمبراکرم ﷺ کی خدمت میں

رپورٹ پیش کرنے کے لئے واپس آگئے_ (۱۸)

لشکر ٹھہرنے کی خبر

جیسے ہی سپاہ مشرکین نے احد کے نزدیک وطاء کے مقام پر پڑاؤ ڈالا تو پیغمبر اکرم ﷺ نے "حُباب بن مُنذر" کو پوشیدہ طور پر مامور فرمایا کہ دشمن کی قوت کا اندازہ کریں اور ضروری معلومات جمع کرکے اس کی رپورٹ دیں_ رسول خدا ﷺ نے اس بات کی تاکید کی کہ اپنی رپورٹ دوسروں کی موجودگی میں پیش نہ کریں مگر یہ کہ دشمن کی تعداد کم ہو (تو اس وقت کوئی حرج نہیں ہے)_

"حُباب" دشمن کے لشکر کے قریب پہنچے اور نہایت دقت نظر سے جائزہ لے کر واپس آئے اور پیغمبر اکرم ﷺ سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا کہ "اے رسول خدا ﷺ میں نے ایک بڑا لشکر دیکھا ہے میرا اندازہ ہے کہ کم و بیش تین ہزار افراد، دو سو گھوڑے اور زرہ پوش سپاہیوں کی تعداد تقریباً سات سو کے قریب ہوگی، رسول خدا ﷺ نے پوچھا کہ تم نے عورتوں کو بھی دیکھا؟ حباب نے کہا کہ ایسی عورتیں دیکھی ہیں جن کے پاس گانے بجانے کا سامان ہے_ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "یہ عورتیں مردوں کو لڑائی پر اُکسانا اور مقتولین بدر کی یاد دلانا چاہتی ہیں، اس سلسلہ میںتم کسی سے کوئی بات نہ کرنا خدا ہماری مدد کے لئے کافی اور بہترین حفاظت کرنے والا ہے اے خدا ہماری روانگی اور حملہ تیری مدد سے ہوگا_ (۱۹)

مدینہ میں ہنگامی حالت

شب جمعہ ٦ شوال ٣ ھ ق، بمطابق ٢٥ مارچ ٦٢٥ ئ_ اوس و خزرج کے برجستہ افراد سعد بن معاذ، اُسَید بن حُضَیر اور سعد بن عُبادة چند مسلح افراد کے ہمراہ مسجد اور پیغمبر ﷺ خدا کے گھر کے دروازہ پر حفاظت کے لئے کھڑے ہوگئے_
مشرکین کے شب خون مارنے کے خوف سے صبح تک شہر مدینہ کی نگرانی کی جاتی رہي_ (٢٠)

فوجی شوری کی تشکیل

رسول خدا ﷺ اس فکر میں تھے کہ اگر مسلمان مدینہ میں رہ کر شہر کا دفاع کریں گے تو مسلمانوں کی فوجی شان و شوکت کمزور پڑ جائے گی اور دشمن جری ہوجائے گا اور ممکن ہے دشمن کے شہر کے قریب ہوتے ہی منافقین ویہود اندرونی سازش (یا بغاوت) کے ذریعہ دشمن کی کامیابی کی راہ ہموار کریں دوسری طرف شہر میں رہنے کا فائدہ یہ ہے کہ قریش مجبور ہوں گے کہ شہر پر حملہ کریں اور اس صورت میں دست بدست لڑائي کے حربوں کو بروئے کار لاکر دشمن پر میدان تنگ اور شکست سے دوچار کیا جاسکتا ہے اور شہر میں رہنا سپاہیوں میں دفاع کے لئے زیادہ سے زیادہ جوش پیدا کرے گا_
قریش بھی اسی فکر میں تھے کہ اگر مسلمان مدینہ میں رہے تو درختوں کو کاٹ کر اور نخلستان میں آگ لگا کر ناقابل تلافی اقتصادی نقصان پہنچایا جائے گا_
رسول خدا ﷺ نے دفاعی حکمت عملی کی تعیین کے لئے اجلاس بلایا اور اصحاب سے مشورہ طلب کیا اجلاس میں حضوراکرم ﷺ نے اعلان کیا کہ اگر آپ لوگ مصلحت سمجھیں تو ہم مدینہ

میں رہیں اور دشمنوں کو اسی جگہ چھوڑدیا جائے جہاں وہ اُترے ہیں تا کہ اگر وہ وہیں رہیں تو زحمت میں بتلا رہیں اور اگر مدینہ پر حملہ کریں تو ہم ان کے ساتھ جنگ کریں۔

عبداللہ بن اُبی نے اُٹھ کر کہا کہ "یا رسول اللہ ﷺ ابھی تک کوئی دشمن اس شہر پر فتحیاب نہیں ہوسکا ماضی میں ہم نے دشمن کے ساتھ جب بھی میدان میں لڑائی کی شکست سے دوچار ہوئے اور جب بھی دشمن نے چاہا ہمارے شہر میں آئے تو ہم نے شکست دی لہذا آپ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ اس لئے کہ اگر وہ وہیں رہے تو بدترین قید میں ہیں اور اگر حملہ آور ہوئے تو ہمارے بہادر ان سے لڑیں گے، ہماری عورتیں اور بچّے چھتوں سے ان پر پتھراؤ کریں گے اور اگر پلٹ گئے تو شرمندہ رسوا، نااُمید اور بغیر کسی کامیابی کے واپس جائیں گے" مہاجرین و انصار کے بزرگ افراد حسن نیّت کے ساتھ اسی خیال کے حامی تھے لیکن شہادت کے شوقین نوجوانوں کی بڑی تعداد خصوصاً وہ لوگ جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہوسکے تھے دشمن سے روبرو لڑنے کے لئے بے قرار تھے اور رسول خدا ﷺ سے یہ خواہش ظاہر کر رہے تھے کہ دشمن کے مقابل میدان کارزار میں لے چلیں۔

اس اکثریت میں لشکر اسلام کے دلیر سردار حضرت حمزہ (ع) بھی تھے انھوں نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس نے قرآن کو نازل فرمایا ہم اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے جب تک شہر سے باہر دشمنوں سے نبرد آزمائی نہ کرلیں۔

جواں سال افراد کچھ اس طرح کا استدلال پیش کر رہے تھے کہ: اے خدا کے پیغمبر ﷺ ہم اس بات سے ڈر رہے ہیں کہ کہیں دشمن یہ خیال نہ کر بیٹھیں کہ ہم ان کے سامنے آنے سے ڈرتے ہیںاور شہر سے باہر نکلنا نہیں چاہتے۔ ہمیں اچھا نہیں لگتا قریش اپنے رشتہ داروں کی طرف واپس جاکر کہیں کہ ہم نے محمد ﷺ کو یثرب میں محصور کردیا; اور (اس طرح) اعراب

کو ہمارے مقابلے میں دلیر بنادیں_[۲۱]

آخری فیصلہ

جوانوں کے اصرار پر رسول خدا ﷺ نے اکثریت کی رائے کو قبول فرمایا اور مسلمانوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی، خطبہ میں انہیں جانفشانی اور جہاد کی دعوت دی اور حکم دیا کہ دشمن سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوجائیں، پھر آپ ﷺ نے نماز عصر جماعت کے ساتھ پڑھائي، اس کے بعد فوراً گھر کے اندر تشریف لے گئے، جنگی لباس زیب تن فرمایا "خود" سر پر رکھی تلوار حمائل کی اور جب اس حلیہ میں گھر سے باہر تشریف لائے تو وہ لوگ جو باہر نکلنے کے سلسلہ میں اصرار کر رہے تھے، شرمندہ ہوئے اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ "جس بات کی طرف پیغمبر ﷺ کا میلان نہیں تھا ہمیں اس کے خلاف اصرار کرنے کا حق نہیں تھا"_ اس وجہ سے وہ رسول خدا ﷺ کے قریب آئے اور کہا کہ "اگر آپ چاہیں تو مدینہ میں رہیں" رسول ﷺ خدا نے فرمایا "یہ مناسب نہیں ہے کہ پیغمبر ﷺ لباس جنگ پہن لے اور قبل اس کے کہ خدا دشمنوں کے ساتھ جنگ کی سرنوشت کو روشن کردے وہ لباس جنگ کو اُتار پھینکے_

اب ہم جو کہہ رہے ہیں وہ کرتے جائیں خدا کا نام لے کر راستہ پرگامزن ہوجاؤ اگر صبر کروگے تو کامیاب رہوگے"_[۲۲]

سوالات:

۱_ غزوہ بنی قینقاع کب واقع ہوا اور اس کا نتیجہ کیا رہا؟

۲_ "ذی قرد" کے مقام پر سرّیہ "زید بن حارثہ "کس مقصد کے تحت انجام پایا؟

۳_ حضرت علی (ع) و حضرت فاطمہ (ع) کا عقد مبارک کس سال ہوا؟

۴_ جنگ احد شروع ہونے کے اسباب کیا تھے؟

۵_ جنگ احد کا بجٹ کفّار نے کس طرح پورا کیا؟

٦_ راہ خدا سے روکنے کی خاطر مال خرچ کرنے کے سلسلہ میں قرآن کیا کہتا ہے؟

۷_ رسول خدا ﷺ قریش کی روانگی سے کیسے واقف ہوئے؟

۸_ دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے مسلمانوں نے آخری فیصلہ کیا کیا ؟

حوالہ جات

۱_ان شعراء کے نام حسب ذیل ہیں:

کعب بن اشرف یہودی ، ابی عفک یہودی اور مشرکین میں سے ایک عورت عصماء بنت مروان ، طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۲۸/۲۷_

۲_ ابن ہشام کی تحریر کے مطابق بشیر بن عبدالمنذر (ابولبابہ) اور ابن اسحاق کی تحریر کے مطابق عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت_

۳_ مغازی واقعدی جلد ۱ ص ۱۷٦، سیرۃ ابن ہشام جلد ۳ ص ۴۷، تاریخ طبری جلد ۲ ص ۴۹۷، طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۲۷_

۴_ ہر درہم ۱۲ نخود کے یعنی آدھا مثقال چاندی کے برابر ہے اس حساب سے آپ کا مہر ۲۵۰ مثقال چاندی ہے_

۵_ اللہم بارک لقوم: جُلّ انیتہم الخزف_ کشف الغمہ جلد ۱ ص ۳۵۹_

٦_مزید معلومات کے لئے کشف الغمہ کی طرف رجوع کریں ج ۱ ص ۳۷۴/۳۳۸، بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۳۵/ ۹۲ مطبوعہ بیروت ،سیرۃ المصطفی ص ۳۲۹_۳۲٦_

۷_ انشاء اللہ حضرت علي(ع) و فاطمہ (ع) کے عقد کا تفصیلی حال امامت کی تاریخ میں بیان کیا جائے گا_

۸_ سویق ایک غذا ہے جو چاول اور جو کے آٹے، شہد اور دودھ سے یا پھر خرمے آٹے اور روغن سے بنتی ہے_ جیسے ستّو_

۹_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۱۸۱_ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۱۳۰_ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ ص ۴۴، دلائل النبوۃ بیہقی جلد ۲ ص ۳۲۲_

۱۰_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۱۸۳_ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۵_ سیرۃ ابن ہشام جلد ۳/۴ ص ۴۳_

۱۱_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۱۹۷_ طبقات جلد ۲ ص ۳۶_ متاع الاسماع ص ۱۱۲_

۱۲_ مغازی واقعدی جلد ۱ ص ۱۹۰_۱۹۳_ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۴_

۱۳_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۰_

۱۴_ سوره انفال آیت ۳۶_

۱۵_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰_

۱۶_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۴_

۱۷_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۵،۲۰۶_

۱۸_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۵_

۱۹_ مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۰۷،۲۰۶_

۲۰_ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۲۰۸،۲۷۰_

۲۱_ مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۰۸_

۲۲_ مغازی واقدی جلد ۱، ص ۲۰۹،۲۱۹_

۲۳_ مغازی واقدی جلد ۳، ص ۲۱۳،۲۳۱_

دوسرا سبق

لشکر اسلام کی روانگي

لشکر توحید کا پڑاؤ

منافقین کی خیانت

صف آرائي

دشمن اپنی صفوں کو منظم کرتا ہے

جنگی توازن

جنگ کیسے شروع ہوئي؟

دشمن کے حوصلے بلند کرنے میں موسیقی کا کردار

اجتماعی حملہ

فتح کے بعد شکست

پیغمبر اسلام ﷺ کا دفاع کرنیوالوں کی شجاعت

ام عمارہ شیر دل خاتون

لشکر کی جمع آوري

سوالات

حوالہ جات

لشکر اسلام کی روانگي

روانگی کے وقت رسول خدا ﷺ نے تین نیزے طلب فرمائے اور تین پرچم تیار کیئے لشکر کا عَلَم علی بن طالب(ع)، قبیلہ "اوس" کا پرچم "اُسَید بن حُضَیر" اور قبیلہ خزرج کا پرچم "سعد بن عبادۃ" کے سپرُد کیا_ رسول خدا ﷺ جمعہ کے دن عصر کے وقت ایک ہزار افراد کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے آپ ﷺ گھوڑے پر سوار اور ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے تھے_ مسلمانوں کے درمیان صرف سو افراد کے جسم پر زرہ تھي_

لشکر اسلام مقام "شیخان" پر پہنچا تو ناگہاں ایک گروہ شور و غل کرتا ہوا پیچھے سے آن پہنچا رسول خدا ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ "یہ عبید اللہ بن اُبیّ کے ہم پیمان یہودی ہیں"_ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ان تک یہ بات پہنچا دو کہ ہم ان کی مدد سے بے نیاز ہیں" اس کے بعد فرمایا کہ "مشرکین سے جنگ کرنے کے لئے مشرکین سے مدد نہ لی جائے"_ (۱)

لشکر توحید کا پڑاؤ

رسول خدا ﷺ نے شیخان کے پاس پڑاؤ ڈالا اور محمد بن مسلمہ کو ۵۰ افراد کے ساتھ لشکر اسلام

کے خیموں کی حفاظت پر مامور فرمایا۔

اس مقام پر جنگ میں شرکت کے خواہشمند نوجوان آپ ﷺ کے پاس آئے اور جنگ میں شرکت کی اجازت چاہی، رسول خدا ﷺ نے انہیں جنگ میں شرکت کرنے کی اجازت نہ دی، انہوں آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ رافع بن خَدیج ایک ماہر تیرانداز ہے اور رافع نے بھی اونچی ایڑی والے جوتے پہن کر اپنے قد کی بلندی کا مظاہرہ کیا رسول خدا ﷺ نے رافع کو شرکت کی اجازت دے دي۔ سُمرَۃ بن جُندُب نے عرض کیا کہ میں رافع سے زیادہ قوی ہوں، میں ان سے کشتی لڑنے کے لئے تیار ہوں رسول خدا ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے، کُشتی لڑو۔ سمرہ نے رافع کو پٹخ دیا تو رسول خدا ﷺ نے اسے بھی شرکت کی اجازت دیدي۔ [۲]

عبداللہ بن جحش نے پیغمبر اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ: اے رسول ﷺ خدا دشمنوں نے وہاں ڈیرہ ڈال رکھا ہے۔ میں نے پہلے ہی خدا کی بارگاہ میں دُعا کی ہے کہ کل جب دشمن سے مقابلہ ہوتو وہ مجھے قتل کردیں، میرا پیٹ پھاڑ ڈالیں، میرے جسم کو مثلہ کردیں تاکہ اسی حالت میں خدا کا دیدار کروں اور جس وقت خدا مجھ سے پوچھے کہ کس راہ میں تیری یہ حالت کی گئي؟ تو میں کہہ سکوں کہ اے خدا تیری راہ میں۔ [۳]

عمرو بن جموح ایک پاؤں سے اپاہج تھے جن کے چار بیٹے پیغمبر اکرم ﷺ کے ہمراہ جنگوں میں شیر کی طرح لڑتے تھے، جب جنگ اُحد پیش آئي تو عزیز و اقارب نے عمرو بن جموح کو شرکت سے منع کیا اور کہا کہ چونکہ تم پاؤں سے اپاہج ہو لہذا فریضہ جہاد کا بار تمہارے دوش پر نہیں ہے، اس کے علاوہ تمہارے بیٹے تو پیغمبر اکرم ﷺ کے ہمراہ جنگ کیلئے جارہے ہیں۔ اس نے کہا کہ "وہ لوگ تو جنّت میں چلے جائیں۔ اور میں یہاں تمہارے پاس رہ جاؤں؟" ان کی بیوی نے دیکھا کہ وہ ہتھیاروں سے لیس ہوتے ہوئے زیر لب یہ دعا کر

رہے ہیں کہ " خدایا مجھے گھر واپس نہ پلٹا_ "بیٹوں نے اصرار کیا کہ جنگ میں شرکت سے اجتناب کریں تو وہ پیغمبر اکرم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا" اے رسول ﷺ خدا میرے بیٹے نہیں چاہتے کہ مجھے آپ ﷺ کے ساتھ اس جنگ میں شرکت کرنے دیں، بخدا میری خواہش ہے کہ اس ناقص پاؤں کو بہشت کی سرزمین سے مَس کروں_"

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

" خدا نے تمہیںجنگ سے معاف رکھا ہے اور فریضہ جہاد تمہارے کندھوں سے اٹھالیا ہے_"

وہ نہیں مانے تو رسول خدا ﷺ نے ان کے بیٹوں سے فرمایا کہ " اگر تم ان کو نہ روکو تو تمہارے اوپر کوئي گناہ نہیں ہے_ شاید خدا ان کو شہادت نصیب کردے_ (۴)

آفتاب غروب ہوا ،جناب بلال نے اذان دي، رسول خدا ﷺ نے مجاہدین اسلام کے ساتھ نماز جماعت اداکي_

دوسری طرف دشمن کے لشکر میں عکرمہ بن ابی جہل کو چند سواروں کے ساتھ خیموں کی حفاظت پر مامور کردیا گیا_ (۵)

منافقین کی خیانت

رسول خدا ﷺ صبح سویرے شیخان سے احد (مدینہ سے ۶کلومیٹردور) کی طرف روانہ ہوئے_ مقام شوط پر منافقین کا سرغنہ عبداللہ بن ابی بن سلول اپنے تین سو ساتھیوں سمیت مدینہ واپس لوٹ گیا_ اس نے اپنے بہانہ کی توجیہ کے لئے کہا کہ " محمد ﷺ نے جوانوں کی بات سنی ہماری بات نہیں سنی اے لوگو ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کس لئے اپنے آپ کو قتل کئے

جانے کے لئے پیش کردیں:؟ عبداللہ بن عمرو بن حرام ان کے پیچھے گئے اور کہا کہ " اے قوم خدا سے ڈرو، ایسے موقع پر کہ جب دشمن نزدیک ہے اپنے قبیلے اور پیغمبر خدا ﷺ کو تنہا نہ چھوڑو" منافقین نے جواب دیا " اگر ہمیں یقین ہوتا کہ جنگ ہوگی تو ہم تمہیں نہ چھوڑتے، لیکن ہمیں معلوم ہے کہ کسی طرح کی جنگ نہیں ہوگي"_

عبداللہ بن عمرو جوکہ ان سے نا امید ہوچکے تھے ان سے کہنے لگے، اے دشمنان خدا خدا تمہیں اپنی رحمت سے دور کرے اور بہت جلد خدا اپنے پیغمبر ﷺ کو تم سے بے نیاز کردے گا_

ان تین سو افراد کے چلے جانے کے بعد قبیلہ بنی حارثہ اور قبیلہ بنی سلمہ کے افراد بھی سست پڑگئے اور واپس جانے کیلئے سوچنے لگے مگر خدا نے انھیں استوار رکھا_ (۶)

صف آرائي

۷/ شوال ۳ ھ ق بمطابق ۲۶ مارچ ۶۲۵ ئبروز ہفتہ رسول خدا ﷺ نے احد میں نماز صبح ادا کرنے کے بعد لشکر کی صف آرائي شروع کردي_ کوہ احد کو پیچھے اور مدینہ کو اپنے سامنے قرار دیا_ سپاہیوں کو مکمل طورپر ترتیب دینے کے بعد آپ ﷺ نے تقریر فرمائي اور کہا کہ "تعریف اور جزاء اس شخص کے لئے ہے جو اپنے فریضے کو صبر و سکون اور متانت و یقین کے ساتھ انجام دیتا ہے، اس لئے کہ جہاد انتہائي دشوار کام اور بہت سی مشکلات و پریشانیوں کا حامل ہے_ ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اس میں ثابت قدم ہیں، مگر وہ لوگ جن کو خدا ہدایت و پائیداری عطا فرمائے، خدا اس کا دوست ہے جو اس کا فرماں بردار ہے اور شیطان اس کا دوست ہے جو اس کی پیروی کرتا ہے"_

"ہر چیز سے پہلے جہاد میں ثابت قدم رہو اور اس وسیلے سے ان سعادتوں کو اپنے لئے

فراہم کرو جن کا خدا نے وعدہ کیا ہے_ اختلاف، کشمکش اور ایک دوسرے کو کمزور بنانے کا ارادہ ترک کردو کیونکہ یہ باتیں حقارت و ناتوانی کا سبب ہیں"_

پیغمبر اکرم ﷺ نے "عبداللہ بن جُبَیر" کو ۵۰ تیراندازوں کے ساتھ درّہ کوہ عینین کی نگرانی پر معین فرمایا اور درّہ کی حفاظت کے لئے جنگی حکمت عملی بتاتے ہوئے فرمایا: ہم فتحیاب ہوں یا شکست کھائیں تم اپنی جگہ ڈٹے رہنا اور دشمن کے سواروں کو تیراندازی کے ذریعہ ہم سے دور کرتے رہنا_ تا کہ وہ پیچھے سے ہم پر حملہ نہ کریں اگر ہم قتل کردیئے ائیں تو ہماری مدد نہ کرنا اور اگر ہم فتحیاب ہوجائیں اور مال غنیمت حاصل کرنے لگیں پھر بھی تم ہمارے پاس نہ آنا تم اپنی جگہ مضبوطی سے ڈٹے رہنا یہاں تک کہ ہمارا کوئی حکم تمہارے پاس آجائے_ (۷)

دشمن اپنی صفوں کو منظم کرتا ہے

ابوسفیان نے بھی اپنی فوج کی صفوں کو منظم کیا پیادہ زرہ پوش لشکر کو درمیان میں "خالد بن ولید" کی کمان میں سواروں کا ایک دستہ دائیں جانب اور دوسرا دستہ "عکرمہ بن ابی جہل" کی سرکردگی میں بائیں جانب ترتیب دیا، سیاہ پرچم قبیلہ "بنی عبدالدّار" کے افراد کے سپرد کیا اور شرک و الحاد کے وجود کی حفاظت کے لئے حکم دیتے ہوئے کہا کہ " لشکر کی کامیابی پرچم داروں کی استقامت میں پوشیدہ ہے ہم نے بدر کے دن اسی وجہ سے شکست کھائی تھی اب اگر اپنے آپ کو تم اس کے لائق ثابت نہیں کروگے تو پرچم داری کا فخر کسی اور قبیلے کو نصیب ہوگا، ان باتوں سے اس نے "بنی عبدالدار" کے جاہلی احساسات کو ابھارا یہاں تک کہ وہ آخری دم تک جان کی بازی لگانے کیلئے آمادہ ہوگئے_ (۸)

جنگی توازن

اب ایک ہولناک جنگ کے دہانہ پر لشکر توحید و شرک ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہیں اور ان دونوں لشکروں کا جنگی توازن مندرجہ ذیل ہے۔[۹]

تفصیل لشکر اسلام لشکر مشرکین باہمی نسبت

فوجی ۷۰۰ ۳۰۰۰ مسلمانوں کی نسبت ۷/۴:۲ زیادہ

زرہ پوش ۱۰۰ ۷۰۰ مشرکین ۷ گنا زیادہ

نیزہ بردار ۱۰۰ ۷۰۰ مشرکین ۷ گنا زیادہ

شہ سوار ۲ ۲۰۰ مشرکین ۱۰۰ گنا زیادہ

جنگ کیسے شروع ہوئی؟

دونوں لشکروں کے درمیان ٹکراؤ کا باعث بننے والا پہلا شخص "ابوعامر" تھا۔ احد کے دن آگے بڑھتا ہوا لشکر اسلام کے مقابل آیا اور آواز دے کر کہنے لگا، اے اوس میں ابوعامر ہوں، لوگوں نے کہا "اے فاسق تیری آنکھیں اندھی ہوجائیں" ابوعامر اس غیر متوقع جواب کے سننے سے اہل مکّہ کے درمیان ذلیل ہوگیا۔ اس نے کہا کہ "میری غیر موجودگی میں میرا قبیلہ فتنہ و فساد میں بتلا ہوگیا ہے۔" اسکے بعد اس نے مسلمانوں سے جنگ کا آغاز کردیا لشکر اسلام نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر سنگ باری کی اس کے بیٹے" حنظلہ "جو کہ لشکر اسلام میں تھے، انھوں نے رسول خدا ﷺ سے اجازت مانگی تا کہ اپنے باپ کو قتل کردیں لیکن رسول خدا ﷺ نے اجازت نہیں دي۔[۱۰]

"ابوعامر"کی عقب نشینی کے بعد مشرکوں کا پرچمدار" طلحہ بن ابی طلحہ" جسے لشکر کا مینڈھا کہا جاتا تھا، مغرورانہ انداز میں آگے بڑھا اور چلّا کر کہا کہ "تم کہتے ہو کہ ہمارے

مقتولین دوزخ میں اور تمہارے مقتولین بہشت میں جائیں گے _ اس صورت میں آیا کوئي ہے جسے میں بہشت میں بھیجوں یا وہ مجھے دوزخ میں پہنچادے ؟" حضرت علی علیہ السلام مقابلے کے لئے آگے بڑھے_

جنگ شروع ہوئي اور تھوڑی ہی دیر میں مشرکین کا پرچم دار شمشیر علی (ع) کی بدولت کیفر کردار کو پہنچا_ رسول خدا ﷺ خوش ہوگئے اور مجاہدین اسلام نے صدائے تکبر بلند کی_

طلحہ کے بھائي نے پرچم اُٹھالیا اور آگے بڑھاجبکہ دوسرے چند افراد بھی پرچم سرنگوں ہوجانے کی صورت میں شرک کا دفاع کرنے اور دوبارہ پرچم اٹھانے کے لئے تیار بیٹھے تھے_ (۱۱)

دشمن کے حوصلے بلند کرنے میں موسیقی کا کردار

اسلام کے مجاہد اپنے مقدّس دین کے دفاع کے لئے لڑرہے تھے اور اپنے دل و دماغ میں شہادت کی آرزو کو پروان چڑھارہے تھے لیکن مشرکین کے سپاہیوں کا مقصد پست مادّی آرزوؤں کا حصول اور انتقام کے سوا کچھ نہ تھا_ مشرکین کے نامور افراد جنگ کے دوران سپاہیو ںکے ان ہی جذبات کو بھڑکارہے تھے اور یہ ذمّہ داری ان آوارہ عورتوں کی تھی جو آلات موسیقی بجاتیں اور مخصوص آواز میں ترانے گاتی تھیں تا کہ ایک طرف لشکر کے جنسی جذبات بھڑکائیں اور دوسری طرف انتقام کی آگ شعلہ ور کریں تا کہ وہ لوگ نفسیاتی دباؤ کے تحت جنگ جاری رکھیں_

جو شعریہ بدقماش عورتیں پڑھ رہی تھیں ان کا مطلب کچھ اس طرح تھا" ہم طارق کی بیٹیاں (وقت سحر طلوع ہونے والا ستارہ) ہیں اور بہترین فرش پر قدم رکھتی ہیں_ اگر دشمن

کی طرف بڑھوگے تو ہم تمہارے ساتھ بغل گیر ہوگئیں، اگر دشمن کو پیٹھ دکھاؤ گے اور فرار کرو گے تو ہم تم سے جدا ہوجائے گئیں (۱۲)_

اجتماعی حملہ

حضرت علي(ع) نے نئے پرچم دار پر حملہ کیا اور وہ بھی اپنے گندے خون میں لوٹنے لگا_ رسول خدا ﷺ کے حکم سے اجتماعی حملہ شروع ہوا، مجاہدین اسلام ایسی شجاعت سے لڑرہے تھے جس کی تعریف بیان سے باہر ہے_ اس دوران علی (ع)، حمزہ(ع) اور ابودجانہ بے خوفی کی عظیم مثال تاریخ بشریت میں ثبت کرتے ہوئے سپاہ دشمن پر بجلیاں گرارہے تھے ان کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ پرچم داروں کے پیر اُکھاڑدیں اس لیے جنگ زیادہ تر اسی حصّہ میں ہو رہی تھی_ چونکہ اس زمانے میں پرچم کا سرنگوں ہوجانا شکست اور خاتمہ جنگ سمجھا جاتا تھا اسی وجہ سے مشرکین کے پرچم دار انتہائی شجاعت کا مظاہرہ کر رہے تھے اور بنی عبدالدار کے قبیلہ کے افراد نہایت غیظ و غضب کے عالم میںاپنے پرچم دار کے اردگرد جنگ کرتے جاتے تھے اور جب کوئی پرچم دار قتل ہوجاتا تو احتیاطی فوجیں بلافاصلہ جلدی سے بڑھ کر پرچم کھول دیتی تھیں_ اس دوران دشمن کے شہ سواروں نے تین مرتبہ سپاہیان اسلام کے محاصرہ کو توڑنا چاہا اور ہربار عبداللہ بن جبیر کے دستے نے مردانہ وار، نہایت بہادری کے ساتھ تیراندازی کے ذریعے ان کو پیچھے دھکیل دیا_

حضرت علی (ع) کی تلوار، حمزہ (ع) کی دلیری اور عاصم بن ثابت کی تیراندازی سے "بنی عبدالدار" کے نو پرچم داریکے بعد دیگرے ہوا ہوگئے اور رعب و وحشت نے مشرکین کے سپاہیوں کو گھیر لیا_ آخری بار انہوں نے "صؤاب "نامی غلام کو پرچم دیا_ صواب سیاہ چہرے

اور وحشت ناک حُلیے کے ساتھ پیغمبراکرم ﷺ کی طرف بڑھا، شدت غضب سے آنکھیں سرخ اور منہ سے کف جاری تھا_ لیکن علی (ع) نے حملہ کیا اور تلوار کی ایسی ضربت اس کی کمر پر لگائي کہ وہ وہیں ڈھیر ہوگیا_
مسلمانوں نے مشرکین کی صفوف کو درہم برہم کردیا وہ عورتیں، جودف بجارہی تھیں اور گانے گارہی تھیں، دف پھینک کر پہاڑوں کی طرف بھاگیں، مشرکین کے لشکر میں فرار اور شکست شروع ہوئي اور تھوڑی ہی دیر میں زیادہ تر لوگ بھاگ گئے اور اس طرح جنگ کا پہلا مرحلہ مشرکین کی شکست اور مجاہدین اسلام کی کامیابی پر ختم ہوا_

فتح کے بعد شکست

راہ خدا میںجہاد، رضائے خدا کی طلب، آئین اسلام کی نشر و اشاعت کے علاوہ مجاہدین اسلام کا کوئي اور مقصد نہ تھا وہ آخری وقت تک بہادری کے ساتھ جنگ کرتے رہے اور نتیجہ میں فتحیاب ہوئے_ لیکن فتح کے بعد بہت سے مسلمان مقصد سے ہٹ گئے اور ان کی نیت بدل گئي_ قریش نے جو مال غنیمت چھوڑا تھا اس نے بہت سے لوگوں کے اخلاص کی بنیادیں ہلادیں انہوں نے فرمان رسول خدا ﷺ اور جنگ کے مقصد کو بُھلا دیا_ دشمنوں کے تعاقب سے چشم پوشی کرکے مال غنیمت کی جمع آوری میں مشغول ہوگئے_ انہوں نے اپنی جگہ یہ سوچ لیا تھا کہ دشمن کا کام تمام ہوگیا ہے_
درّہ کی پشت پر موجود محافظوں نے جب دشمن کو فرار اور مجاہدین کو مال غنیمت جمع کرتے ہوئے دیکھا تو جنگی حکمت عملی کے اعتبار سے اس اہم درّے کی حفاظت کی حساس ذمّہ داری کو بُھلا دیا اور کہا کہ " ہم یہاں کیوں رُکے رہیں؟ خدا نے دشمن کو شکست دی اور اب تمہارے بھائي مال غنیمت جمع کررہے ہیں_ چلو تاکہ ہم بھی ان کے ساتھ شرکت

کریں"۔ عبداللہ بن جبیر نے یاد دلایا کہ رسول خدا ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ "اگر ہم قتل کردیئے ائیں تو ہماری مدد نہ کرنا اور اگر ہم کامیاب ہوگئے اور مال غنیمت جمع کرنے لگے تب بھی ہمارے ساتھ شرکت نہ کرنا بلکہ عقب سے ہماری حفاظت کرتے رہنا؟" عبداللہ نے بہت سمجھایا کہ کمانڈر کے حکم سے سرتابی نہ کرو، لیکن کوئي فائدہ نہیں ہوا۔ انہوں نے غنیمت کے لالچ میں اپنی جگہ کو چھوڑدیا اوردرّے سے نکل آئے عبداللہ صرف دس ۱۰ افراد کے ساتھ وہاں باقی رہ گئے۔

مشرکین کی فوج کے شہ سواروں کے سردار "خالدبن ولید "نے جب درّے کو خالی دیکھا تو اپنے ماتحت فوجیوں کو لیکر وہاں حملہ کردیا اورچند بچے ہوئے تیراندازوں پر ٹوٹ پڑا "عکرمہ بن ابی جہل "نے اپنی ٹولی کے ساتھ خالدبن ولید کی پشت پناہی کی، جن تیراندازوں نے درّہ نہیں چھوڑا تھا انھوں نے مردانہ وار مقابلہ کیا یہاں تک کہ ان کے ترکش کے تمام تیر خالی ہوگئے اس کے بعد انھوں نے نیزے اور پھر آخر میں شمشیر سے جنگ کی یہاں تک کہ سب شہید ہوگئے۔

سپاہیان اسلام اطمینان کے ساتھ مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول تھے کہ یکایک خالدبن ولید لشکر اسلام کی پشت پر آپہنچا اور جنگی حکمت عملی والے اہم حصّہ کو فتح کرلیا۔ دوسری طرف سے مشرکین اپنے فرار کو جاری رکھے ہوئے تھے جبکہ خالدبن ولید چلّا چلّاکر شکست خوردہ لشکر قریش کو مدد کے لیے پکار رہا تھا۔ اسی دوران بھاگنے والوں میں پیچھے رہ جانے والی ایک عورت نے کُفر کے سرنگوں پرچم کو لہرادیا۔ تھوڑی ہی دیر میں قریش کا بھاگا ہوا لشکر واپس آگیا اور شکست خوردہ لشکر پھر سے منظم ہوگیا۔

سپاہ اسلام افراتفری اوربدنظمی کی وجہ سے تھوڑی ہی دیر میں سامنے اورپیچھے سے محاصرہ

میں آگئیںاور پھر نئے سرے سے دو لشکروں کے درمیان جنگ شروع ہوگئی۔

مسلمان حواس باختہ ہوگئے اور نہ صرف دشمن کے ہاتھ سے مارے جانے لگے بلکہ ایک دوسرے کو بھی مارنے لگ گئے۔

دوبارہ شروع ہونے والی غیر مساوی جنگ کے شور و غوغہ کے دوران "ابن قمئہ "نے پیغمبر اکرم ﷺ کے دفاع میں مصروف اسلامی لشکر کے اہم سردار "مصعب بن عُمیر"پر حملہ کردیا اور وہ خدا سے عہد و پیمان نبھاتے ہوئے اپنے خون میں غلطان ہوگئے۔

"مصعب "نے لڑائي کے وقت چہرے کو چھپا رکھا تھا تاکہ پہچانے نہ جائیں۔ "ابن قمئہ "نے سمجھا کہ اس نے پیغمبر اسلام ﷺ کو قتل کردیا ہے۔ اس وجہ سے چلّایا کہ " اے لوگو محمد ﷺ قتل ہوگئے "۔ اس خبر سے قریش کے سردار اس قدر خوش ہوئے کہ ہم آواز ہوکر چلّانے لگے "محمد ﷺ قتل ہوگئے محمد ﷺ قتل ہوگئے"۔ [۱۳]

اس بے بنیاد خبر کا پھیلنا دشمن کی جرات کا باعث بنا اور لشکر قریش سیلاب کی طرح اُمنڈپڑا، مشرکین کی عورتوں نے مصعب کے پاک جسم اور شہدا میں سے بہت سے افراد کے اجساد اطہار کو مثلہ کردیا۔

دوسری طرف اس خبر نے جنگ میں مصروف مجاہدین اسلام کو بہت بڑا روحانی صدمہ پہنچایا، اکثر لوگوں نے ہاتھ روک لیا اور پہاڑ پر پناہ لینے کے لئے بھاگ گئے۔ بعض ایسے حواس باختہ ہوئے کہ انھوں نے یہ سوچا کہ کسی کو فوراً مدینہ میں عبداللہ بن اُبیّ کے پاس بھیجیں تاکہ وہ واسطہ بن جائے اور قریش سے ان کے لئے امان مانگے۔

پیغمبر اسلام ﷺ مسلمانوں کو اپنی طرف بُلا رہے تھے اور فرماتے تھے" اے بندگان خدا میری طرف آؤ اے فلاںفلاں میری طرف آؤ" لیکن جو لوگ ایمان سے بے بہرہ

تھے اپني جان بچانے کے ليے جيسے بھاگ رہے تھے ويسے ہي بھاگتے رہے_ ان ميں سے بعض پہاڑ کے دامن ميں بھاگتے ہوئے خدا کي جانب سے کئے گئے وعدہ فتح سے بدگمان ہوگئے زمانہ جاہليت کے افکار و خيالات نے ان کا پيچھا کرنا شروع کرديا بعض نے قرار پر فرار کو ترجيح دي اور مدينہ چلے گئے اور تين دن تک اپنے آپ کو چھپائے رکھا_(۱۴)

پيغمبر اسلام ﷺ کا دفاع کرنيوالوں کي شجاعت

درّے ميںچند افراد باقي رہ گئے اور ايسي شجاعت کے ساتھ دشمن کے پے درپے حملوں کو روک کر پيغمبر اسلام ﷺ کا دفاع کر رہے تھے جس کي تعريف نہيں کي جاسکتي_ علي(ع) نے ايک لحہ کے لئے بھي ميدان نہيں چھوڑا_ آپ اپني تلوار سے مسلسل دشمن کے سَر پر مَوت برسا رہے تھے اور بعض کو موت کے گھاٹ اتار کردوسروں کو فرار پر مجبور کر رہے تھے_

حضرت علي (ع) نے بہت زخم کھائے ليکن پھر بھي نہايت تيزي کے ساتھ شير کي طرح غُرا کر شکار پر حملہ کرتے اورپروانہ وار پيغمبر اکرم ﷺ کے گرد چکّر لگاتے کہ مبادا کوئي نور خدا کي اس شمع کے وجود کو خاموش کردے ايسا منظر باربار آتا رہا کہ خدا اس بہادري کا گواہ ہے_

جبرئيل (ع) نے آسمان سے آواز بلندکي_

لا فتي الا علي لا سيف الا ذوالفقار(۱۵)

تاريخ بھي اس حقيقت کي گواہ ہے_ اہل سنت کے مورخ ابن ہشام لکھتے ہيںکہ " احد کي جنگ ميں قريش کے زيادہ تر افراد حضرت علي(ع) کے ہاتھوں قتل ہوئے"(۱۶)

احد کے معرکہ ميں بہادري کا جوہر دکھانيوالوں ميں لشکر اسلام کے دلير سردار جناب حمزہ

بن عبدالمطلب بھی تھے جنھوں نے رسول خدا ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے دلاورانہ جنگ میں بہت سے مشرکین کو واصل جہنم کیا _ ابوسفیان کی بیوی ہند نے جبیر ابن مطعم کے "وحشي" نامی غلام سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم محمد ﷺ ، حمزہ (ع) یا علی (ع) کو قتل کردو تو آزاد ہوجاؤ گے_ وہ رسول خدا ﷺ تک تو نہ پہنچ سکا اور علي (ع) بھی میدان جنگ میں ہر طرف سے چوکنّے تھے_ اس نے جب جناب حمزہ کو دیکھا کہ وہ شدّت غیظ و غضب میں ارد گرد سے بے خبرہیں تو اپنے ذہن میں ان کے قتل کا نقشہ ترتیب دینے لگا جناب حمزہ شیر کی طرح قلب لشکر پر حملہ آور ہوتے اور جس شخص تک پہنچتے اس کو خاک و خون میں غلطان کردیتے _

وحشی ایک پتّھر کی آڑ میں چھپ گیا اور جب جناب حمزہ مصروف جنگ تھے اس وقت اُس نے اپنے نیزے کا نشانہ ان کی طرف لگا کر ان کو شہید کردیا_ جبکہ ابوسفیان کی بیوی ہندنے جناب حمزہ (ع) کے جسمَ پاک کو مثلہ کیا_

پیغمبر اکرم ﷺ کا دفاع کرنے والوں میں سے ایک ابو دجانہ بھی تھے مسلمانوں کے میدان جنگ میں واپس آجانے کے بعد جب آتش جنگ دوبارہ بھڑکی تو رسول خدا ﷺ نے ایک تلوار لی اور فرمایا کہ "کون ہے جو اس تلوار کو لے اور اس کا حق ادا کرے؟" چند افراد اٹھے، لیکن ان میں سے کسی کو آپ ﷺ نے تلوار نہیں دی اور پھر اپنی بات دُہرائی_ اس دفعہ ابودجانہ اٹھے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آمادہ ہوں_

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس شمشیر کا حق یہ ہے کہ اسے دشمن کے سرپر اتنا مارو کہ یہ ٹیڑھی ہوجائے اور اس بات سے مکمل طور پر ہوشیار رہو کہ کہیں دھوکے میں تم کسی مسلمان کو قتل نہ کردینا_ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے وہ تلوار ان کو عطا فرمائي_ [۱۷]

ابودجانہ نے ایک سُرخ رنگ کا کپڑا اپنے سَرپر باندھا اور دشمن کی طرف مغرورانہ

انداز میں بڑھے رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ "اس طرح کی چال کو خدا پسند نہیں کرتا مگر یہ کہ جنگ کا ہنگام ہو، ابودجانہ نے راہ خدا میں قلب دشمن پر حملہ کیا اور ان کے سروں پر تلوار کے اتنے وار کئے کہ تلوار ٹیڑھی ہوگئی۔

اُمّ عمارہ شیردل خاتون

اُمّ عمارہ وہ شیر دل خاتون ہیں جو مدینہ سے سپاہ اسلام کے ساتھ آئي تھیں تاکہ محاذ کے پیچھے رہ کر دیگر خواتین کے ساتھ لشکر اسلام کیلئے امدادی کاموں میں شرکت کریں، ان کے زخموں کی مرہم پٹی کا انتظام کریں، زخمیوں کے زخموں پر پٹی باندھیں اور مجاہدین کو پانی پہنچائیں۔

اگرچہ جہاد عورتوں پر واجب نہ تھا مگر جب اُمّ عمارہ نے دیکھا کہ لوگ رسول خدا ﷺ کے پاس سے پراگندہ ہوگئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کو آگ و خون کے درمیان تنہا اور بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے اور ان کی جان خطرے میں ہے تو ام عمارہ نے وجود اسلام خطرے میں گھرا ہوا دیکھ کر ایک بھاگنے والے کی تلوار اُچک لی اور مردانہ وار دشمن کے لشکر کی طرف بڑھیں اور ہر طرف لڑنے لگیں تاکہ رسول خدا ﷺ کی جان محفوظ رہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ اس شیر دل خاتون کی شجاعت سے بہت خوش ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ نُسَیبہ (اُمّ عمارہ) دختر کعب کی منزلت آج کے دن میرے نزدیک فلاں فلاں سے زیادہ بلند ہے۔[(۱۸)]

رسول خدا ﷺ کے لئے سپَر بنے ہوئے چند افراد کی بے مثال فداکاری کے باوجود آپ ﷺ شدید زخمی ہوئے۔

"عتبہ" نے چار پتّھر پھینک کر آپ ﷺ کے چند دانت شہید کر دیئے۔ "ابن قمئۃ" نے

آپ ﷺ کے چہرے پر ایسا شدید زخم لگایا کہ آپ کے خود کی کڑیاں آپ کے رخساروںمیں پیوست ہو گئیںپیغمبر اکرم ﷺ زخموں کی بنا پر کافی کمزور ہو گئے اور آپ ﷺ نے ظہر کی نماز بیٹھ کر ادا کی۔

میدان چھوڑ دینے والوں میں سے سب سے پہلے کعب بن مالک نے رسول ﷺ خدا کو پہچانا اور چلّا کر کہا "پیغمبر ﷺ زندہ ہیں" لیکن رسول خدا ﷺ نے اسے خاموش رہنے کا حکم دیا۔

آنحضرت ﷺ کو درّے کے دہانے تک لے جایا گیا جب آپ ﷺ وہاں پہنچے تو بھاگ کر وہاں آئے ہوئے مسلمان بہت شرمندہ ہوئے۔ "ابو عبیدہ جراح" نے رسول خدا ﷺ کے چہرہ مبارک میں در آنے والی زنجیر کی کڑیوں کو باہر نکالا حضرت علی (ع) اپنی سپر میں پانی بھرا اور رسول ﷺ خدا نے اپنا خون آلود سر اور چہرہ دھویا۔

لشکر کی جمع آوري

رسول خدا ﷺ درّے کے دہانے پر پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو بلایا ،جب لشکر اسلام نے رسول خدا ﷺ کو زندہ دیکھا تو گروہ گروہ اور فرد فرد اکٹھے ہونے لگے رسول خدا ﷺ نے ان کو راہ خدا میں جنگ و جہاد اور پہلی جگہوں پر واپسی کی دعوت دی۔

شکست کے بعد پھر سے اسلامی فوجیں منظم ہوگئیں، افراد اور سامان جنگ کی کمی کے باوجود دوبارہ حملہ شروع کردیا گیا اور جنگ کی آگ بھڑکانے والوں کو پھر سے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مشرکین کی فوج نے عقب نشینی شروع کی اور مسلمان دوبارہ اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ گئے۔

اسلامی لشکر کی شجاعت و بہادری نے دوبارہ دشمن کے سیاہ قلب کو خوف و وحشت میں

مبتلا کردیا، مشرکین کے لشکر کے سردار ابوسفیان نے اس خطرے کے باعث کہ کہیں مجاہدین اسلام آغاز جنگ کی طرح دوبارہ ان پر جھپٹ پڑیں، جنگ بندی کے حکم کے ساتھ جنگ کے خاتمے کا اعلان کردیا۔

سوالات

۱_ منافقین نے جنگ میں کیسے خیانت کی؟

۲_ لشکر اسلام اور شرک کا جنگی توازن بیان فرمائیں؟

۳_ کیا وجہ تھی کہ دشمن نے سپاہ اسلام کا محاصرہ کرلیا تھا؟

۴_ کن لوگوں نے رسول ﷺ خدا کا دفاع کرنے میں جواں مردی کا ثبوت دیا؟

حوالہ جات

١_ الصحیح مین سیرة النبی ج ۴، ص ١٩٣ و مغازی واقدی ج ١ ، ص ٢١٥_

٢_ مغازی واقدی ج ١ ، ص ٢١٦_

٣_ مغازی واقدی ج ١، ص ٢١٩_

۴_ مغازی واقدی ج ١ ص ٢٦۴_

۵_ مغازی واقدی ج ١ ص ٣١٧_

٦_﴿اذهمّت طائفتَان منکُم اَن تفشَلا و الله ولیُّهما و علی الله فلیَتَوکَّل المؤمنون﴾_(آل عمران١٢٢) مغازی واقدی ج ١ ص ٣١٩_جوامع السیرة ص ١۵٩_تاریخ پیامبر دکتر آیتی ص ٢٨٦ طبع ششم اعیان الشیعہ ج ١ ص ٢۵۴_

٧_ مغازی واقدی ج ١، ص ٢٢٠ سے ٢٢۴تک _

٩_ یہ نقشہ جنرل طلاس کی کتاب "پیامبر و آئین نبرد" سے استفادہ کرتے ہوئے تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ تیار کیا گیا ہے_

١٠_ مغازی واقدی ج ١_ ص ٢٢٣_

١١_ مغازی واقدی ج ١ ص ٢٢٣_

١٢_ نحن بنات الطارق_ نمشی علی النَّمارق_ ان تقبلو_ او تُدبر و الفارق_ مغازی واقدی ج ١، ص ٢٢٣/ ٢٢۵_

١٣_ مغازی واقدی ج ١ ص ٢٣٢، ٢٢٩_

١۴_ مغازی واقدی ج ١ ص ٢٣٧، الصحیح ج ٣، ص ٢٢٦_ کامل ج ٢، ص ١٠٩_

١۵_ علی (ع) جیسا کوئی جواں مرد اور ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں ہے_

١٦_ سیرة ابن ہشام ج ٢ ، ص ١٠٠_ تفسیر البرہان ج ١ ، ص ٣١٣_

١٨_ سیرة ابن ہشام ج ٢، ص ٦٨_ مغازی واقدی ج ٢ ، ص ٢۵٩_

١٩_ مغازی واقدی ج ١، ص ٢٦٩_ تفسیر علی ابن ابراہیم ج ١ ، ص ١١٦_ اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۴ ، ص ٢٦٦_

تیسرا سبق

شہیدوں کے پاکیزہ جسم کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟

طرفین کے نقصانات

مفہوم شہادت

نفسیاتی جنگ

کہاں جارہے ہیں؟

احد میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب کا جائزہ

شہداء کی لاشیں

ان کو یہیں دفن کروانیکی دعا مستجاب ہوگیٔ

مدینہ کی طرف

نماز مغرب کا وقت آن پہنچا

شہیدوں کی ایک جھلک

ایک عقلمند صاحب ثروت کی شہادت

بوڑھے عارف کی شہادت

حجلہ خون

مدینہ میں منافقین کی ریشہ دوانیاں

مدینے سے ۲۰ کیلومیٹر دور "حمراء الاسد" میں جنگی مشق

ابو عزّہ شاعر کی گرفتاري

سوالات

حوالہ جات

شہیدوں کے پاکیزہ جسم کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟

جنگ کے خاتمہ اور میدان جنگ کے خالی ہوجانے کے بعد قریش کی اوباش عورتیں اور مشرکین کے سپاہي، شہیدوں کے پاکیزہ اجسام کی طرف بڑھے اور انتقام کی آگ بجھانے کے لئے انہوں نے لرزادینے والے مظالم ڈھائے اور شہیدوں کے پاکیزہ اجسام کو مثلہ کیا ، ابوسفیان کی بیوی ہند اس گروہ میں شامل عورتوں میں پیش پیش تھی اس نے جناب حمزہ اور تمام شہیدوں کے اعضا کاٹ کر گلوبند اور دست بند بنایا اور جب جناب حمزہ کے جسد اطہر کے پاس پہنچی اُن کے سینہ کو چاک کرکے جگر نکال کر دانت سے چبانا چاہا لیکن کوشش کے باوجود چبانہ سکی بالآخر زمین پر پھینک دیا_

اس بدترین جُرم کے ارتکاب کے بعد وہ "ہند جگر خوار" کے نام سے مشہور ہوگئی_

حنظلہ کے علاوہ کہ جن کا باپ (ابوعامر) سپاہ مشرکین میں تھا، تمام شہیدوں کے جسموں کو مثلہ کردیا گیا_ (۱)

طرفین کے نقصانات

جنگ احد میں مسلمانوں کی طرف سے ستّر (۷۰) آدمیوں نے جام شہادت نوش فرمایا

ان میں چار افراد مہاجرین اور بقیہ انصاریں سے تھے اور تقریباً ستر (۷۰) افراد زخمی ہوئے_ مشرکین میں سے بائیس [۲۲] سے لیکر چھبیس [۲۶] افراد تک ہلاک ہوئے جن میں سے آدھے حضرت علی (ع) کی تلوار کا نشانہ بنے_ [۲]

مفہوم شہادت

منافقین مدینہ میں سے "قزمان" نامی ایک شخص تھا_ جب بھی رسول خدا ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا جاتا تو آپ ﷺ فرماتے کہ " وہ جہنمّی ہے"_

جب جنگ احد کا آغاز ہوا تو قزمان لشکر اسلام سے روگردانی کر کے عبداللہ بن ابیّ اور دیگر منافقین سے جاملا_ جب وہ مدینہ پہنچا تو عورتوں نے اس کو لعنت و ملامت کی اسے غیرت محسوس ہوئي تو وہ اسلحہ سے لیس ہو کر احد کی طرف روانہ ہوا، مردانہ وار جنگ کی اور نہایت شجاعت اور دلیری کے ساتھ چند مشرکین کو قتل اور زخمی کیا_ جنگ کے آخری لمحات میں بہت زیادہ زخمی ہوکر میدان جنگ میں گرپڑا مسلمان اس کی طرف دوڑے اور کہا" خوش ہوجاؤ کہ جنت تمہارا ٹھکانہ ہے" اس نے کہا کہ میں کیوں خوش ہوں؟ میں نے صرف اپنے قبیلے کی عزت کے لئے جنگ کی ہے اگر میرا قبیلہ نہ ہوتا تو میں جنگ نہ کرتا زخموں کے درد کو اس سے زیادہ برداشت نہ کرسکا اور ترکش سے ایک تیر نکال کے خودکشی کرلی_ [۳]

نفسیاتی جنگ

لوگوں کے افکار و عقائد میں نفوذ کرنے کے لئے مناسب وقت کی ضرورت ہوتی ہے

جبکہ افکار و عقائد کو خراب کرنے کے لیے شکست اور مصیبتوں میں مبتلا ہونے والے زمانے جیسا مناسب اور کوئی زمانہ نہیںہوتا، موقع کی تلاش میں رہنے والے دشمن نے اس اصول کے تحت شکست کے آخری لمحات کو اپنے عقائد کی نشر و اشاعت کے لئے غنیمت سمجھا اور مخالف اسلام نعروں کے ذریعہ سادہ لوح افراد کو دھوکہ دینے اور انہیں متاثر کرنے کی کوشش کی_ کیونکہ یہ ایسا موقع تھا جب غلط پروپیگنڈہ نہایت آسانی کے ساتھ شکست خوردہ قوم کے دلوں پر اثر کر سکتا تھا_

ابوسفیان اور عکرمہ بن ابی جہل نے "اُعلُ هُبل" (هبل سرفراز رہے) کا نعرہ بلند کیا_ یعنی ہمارے بتوں نے ہمیں کامیاب کیا_ رسول خدا ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم کہو "اللّٰہ اَعلی وَ اَجَلّ" خدا برتر اور بزرگ ہے_ مشکرین کا نعرہ تبدیل ہوا اور ابوسفیان چلایا: "نَحنُ لَنا العُزّی وَ لا عزّی لَکُم" ہمارے پاس عُزّی نامی بُت ہے لیکن تمہارے پاس نہیں ہے_ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی بلند آواز سے کہو "اللّٰہ مَولانَا وَ لا مَولی لَکُم" اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں ہے_

مشرکین کا نعرہ دوبارہ بدل گیا ابوسفیان نے نعرہ بلند کیا کہ "یہ دن روز بدر کا بدل ہے"_ مسلمانوں نے پیغمبر اکرم ﷺ کے حکم سے کہا کہ "یہ دونوں دن آپس میں برابر نہیں ہیں" ہمارے مقتولین بہشت میں اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہیں_ ابوسفیان نے کہا کہ "ہمارا اور تمہارا آئندہ سال مقام بدر میں وعدہ رہا"_ (۴)

کہاں جارہے ہیں؟

جنگ کی آگ بجھ گئی، دونوں لشکر ایک دوسرے سے جُدا ہوگئے، مشرکین کے لشکر نے

کوچ کا ارادہ کیا پیغمبر اکرم ﷺ سوچنے لگے ، دیکھیں یہ لوگ کہاں جاتے ہیں؟ کیا یہ لوگ موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں یا مکّہ کا راستہ اختیار کرتے ہیں؟ حالات سے آگاہی کے لئے رسول خدا ﷺ نے حضرت علی (ع) سے فرمایا "اے علی (ع) تم جاکر دشمن کی خبر لاؤ اگر تم نے دیکھا کہ یہ لوگ گھوڑوں پر سوار اونٹوں کو کھینچتے ہوئے لے جاتے ہیں تو سمجھنا کہ مدینہ پر حملہ کا ارادہ ہے_ اس صورت میں خدا کی قسم ہم ان سے لڑیں گے_ اور اگر وہ اونٹوں پر سوار ہوکر گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے لے چلے تو سمجھنا کہ مکّہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں"(۵)_

حضرت علی (ع) دور سے دشمن پر نظر رکھے ہوئے دیکھ رہے تھے کہ وہ انٹوں پر سوار ہوکر اپنے دیار پلٹ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں_

احد میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب کا جائزہ

جنگ کے پہلے مرحلے میں سپاہ اسلام کی فتح اور بعد کے مرحلہ میں ان کی شکست کی وجہ احد کے واقعات دیکھنے کے بعد بڑی آسانی سے واضح ہوجاتی ہے_ لیکن وحی کی زبان سے مسلمانوں کی شکست کے اسباب مختصراً بیان کیئے جاتے ہیں_

۱_ جنگی نظم و ضبط کی کمی ، سردار کی نافرمانی اور جنگی اعتبار سے اہم جگہ کو چھوڑ دینا مسلمانوں کی شکست کی اہم وجوہات ہیں_

قرآن کہتا ہے کہ " خدا نے (احد میں دشمنوں پر) فتحیابی کا تم سے سچّا وعدہ کیا _ اس موقع پر تم اس کے فرمان کے مطابق جنگ کر رہے تھے (اور یہ کامیابی جاری تھي)_یہاں تک کہ تم سست ہوگئے اور اپنے کام میں نزاع کرنے لگے_ جس چیز کو تم دوست رکھتے تھے (دشمن پر غلبہ کو) تمہیں دکھا دیا گیا پھر اس کے بعد تم نے نافرمانی کی_ (۶)

۲_ ایمان کی کمزوری اور دنیا پرستي، نئے نئے مسلمان ہونے والوں میں ایک گروہ نے دشمن کا پیچھا کرنے کی بجائے مال غنیمت جمع کرنے کو ترجیح دی اور اسلحہ رکھ کرمال غنیمت جمع کرنے لگا_ قرآن مندرجہ بالا آیات کے آخر میں کہتا ہے کہ "تم میں سے بعض دُنیا طلب تھے اور بعض آخرت کے خواہاں، اس کے بعد اللہ نے تم کو ان سے منصرف کردیا (اور تمہاری کامیابی شکست پر تمام ہوئي) تاکہ تم کو آزمائے_[۷]

دوران جنگ ایک بڑی تعداد کا اپنی جان بچانے کیلئے میدان فرار اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا دشمن کے نرغے میں دشمن کے حوالے کرنا، ان افراد کے دنیا پرست اور ضعیف ایمان کا بہت بڑا نمونہ ہے_

پیغمبر کے قتل کی افواہ، اور وہ اس طرح کہ بعض مسلمان تو اسلام کی بنیاد ہی سے ناامید ہوگئے تھے قرآن اس سلسلہ میں کہتا ہے کہ " محمد نہیں ہیں مگر فرستادہ خدا کہ اُن سے پہلے بہت سے پیامبر ہوچکے اور اس دنیا سے جاچکے ہیں_ اگر وہ بھی مرجائیں یا شہادت پاجائیں تو کیا تم اپنے جاہلیت کے دین پر پلٹ جاؤ گے؟[۸]

شہداء کی لاشیں

مشرکین کے لشکر کے میدان جنگ سے نکل جانے کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر اسلام کے مجاہدین کے ساتھ شہیدوں کی میّت پر حاضر ہوئے تاکہ ان کو سُپرد خاک کریں_ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہیدوں کے مُثلہ شدہ اجسام، خصوصاً سیّد الشہداء حضرت حمزہ کے پارہ پارہ بدن کو دیکھا تو دل غم سے پاش پاش ہوگیا اور مشرکین کی طرف سے آپ کے دل میں مزید غصّہ اور نفرت کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا_ وہاں مسلمانوں نے یہ عہد کیا کہ اگر دوسری لڑائي میں وہ مشرکین پر فتح پائیں گے تو ایک آدمی کی تلافی میں کافروں کے تیس اجسام کو

مثلہ کریں گے لیکن مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئي اور مسلمانوں نے اس خیال کو ترک کردیا۔

"اگر تم چاہتے ہو کہ ان کو سزا دو تو اپنی سزا میں میانہ روی اختیار کرو اور حد اعتدال سے خارج نہ ہوجاؤ اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرینوالوں کے لئے بہتر ہے۔(۹)

پھر رسول خدا ﷺ نے حضرت حمزہ کے پاکیزہ جسم پر نماز پڑھی اور ان کے پہلو میں ایک ایک شہید کو لٹا کر ہر ایک پر الگ الگ نماز پڑھی اس طرح ستر نمازیں پڑھی گئیں۔(۱۰)

حضرت حمزہ کی بہن "صفیہ" اپنے شہید بھائي کا جنازہ دیکھنے آئیں تو ان کے بیٹے زبیر نے روکنا چاہا (تا کہ بہن اس حال میں بھائي کو نہ دیکھے) لیکن جناب صفیہ نے فرمایا کہ "مجھے معلوم ہے میری بھائي کو مثلہ کیا گیا ہے۔ بخدا اگر میں ان کے سرہانے پہنچوں گی تو اپنے غمگین ہونے کا اظہار نہیں کروں گی اور راہ خدا میں اس مصیبت کو برداشت کروں گي" لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا وہ اپنے بھائي کے سرہانے آئیں اور ان کے لئے خدا سے دُعائے مغفرت کي۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حکم دیا کہ قبریں کھودی جائیں اور ان اجسام کو دفن کردیا جائے شہدا اپنے لباس کے ساتھ دفن ہوئے اور جس شہید کے تن پر مناسب لباس نہ تھا اس کے جسم کو ایک پارچے سے ڈھانپ دیا گیا۔ اکثر شہدا کو اسی میدان جنگ میں سپرد خاک کیا گیا کچھ لوگ اپنے شہدا کو مدینہ لے گئے۔ اس طرح سے شہیدوں کا پہلا قبرستان "گلزار شہدائ" مدینہ کے نزدیک کوہ احد کے دامن(۱۱) میں بنا۔

ان کو یہیں دفن کروانیکی دُعا مستجاب ہوگئي

عمرو بن حرام کی بیٹی "ہند" جس کے شوہر "عمرو بن جموح" بیٹے "خلاد" اور بھائي"

"عبداللہ عمرو"اس مقدّس جہاد میں شہید ہوئے، احد میں آئي تا کہ اپنے عزیزوں کی میتیںمدینہ لے جائے_ ہند نے ان تینوں کے جنازے اونٹ پر رکھے اور مدینہ کا راستہ لیا_ مدینہ جاتے وقت راستے میں کچھ عورتیں ملیں جو پیغمبر اکرم ﷺ کی صحیح خبر پانے کے لئے احد کی طرف آرہی تھیں_ عورتوں نے ہند سے رسول ﷺ خدا کا حال دریافت کیا تو اس نے نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا کہ ''الحمد للہ رسول خدا زندہ ہیں_ (گویا اس نعمت کے مقابل تمام مصیبتیں ہیچ تھیں) دوسرا مدہ یہ ہے کہ خدا نے کافروں کے رُخ کو پھیر دیا جبکہ وہ غیظ و غضب سے بھرے ہوئے تھے_ عورتوں نے اس سے پوچھا "یہ جنازے کس کے ہیں؟" اس نے کہا "ایک میرے شوہر، دوسرا میرے بیٹے اور تیسرا میرے بھائي کا جنازہ ہے"_

وہ عورت اونٹ کی مہار کو مدینہ کی طرف کھینچ رہی تھی لیکن اونٹ بڑی مشکل سے راستہ طے کر رہا تھا_ ان عورتوں میں سے ایک نے کہا کہ "شاید اونٹ کا بار بہت گراں ہے" ہند نے جواب دیا: "نہیں یہ اونٹ بہت آسانی سے دو اونٹوں کا بار اٹھاتا ہے"_ ہند جب اونٹ کو احد کی طرف پلٹاتی تو اونٹ بڑی آسانی سے چلنے لگتا، اس نے اپنے دل میں کہا کہ "یہ کیا بات ہے؟" رسول خدا ﷺ کے پاس آئي اور آپ ﷺ سے سارا ماجرا بیان کیا_ آنحضرت ﷺ نے ہند سے سوال کیا کہ "جب تیرا شوہر گھر سے باہر نکلا تو اس نے خدا سے کیا مانگا تھا؟" ہند نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ وہ جب گھر سے باہر نکلے تھے تو اس وقت انکی دُعا تھی "خدایا مجھے میرے گھر واپس نہ پلٹانا رسول ﷺ خدا نے فرمایا: "تیرے شوہر کی دُعا مستجاب ہوئي" خدا نہیں چاہتا کہ یہ جنازے گھر کی طرف واپس جائیں تم تینوں جنازوں کو احد ہی میں دفن کرو اور یہ جان لو کہ یہ تینوں افراد دوسری دُنیا میں بھی ساتھ ہی رہیں گے"_

ہندنے سسکتے ہوئے کہا " اے اللہ کے رسول ﷺ آپ خدا سے دُعا کیجئے کہ میں بھی (آخرت میں) ان کی پاس رہوں۔(۱۲)

مدینہ کی طرف

جب رسول خدا ﷺ اپنے شہید اصحاب کو دفن کرچکے تو انہوں نے مدینہ کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔ بہت سے مسلمان زخمی تھے۔ جناب فاطمہ زہرا (ع) کے ساتھ زخمیوں کے دیکھ بھال کے لئے احد میں جو چودہ عورتیں آئی تھیں وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں۔

کچھ لوگ پیغمبر اکرم ﷺ کے دیدار اور استقبال کے لئے شہر سے باہر آئے تا کہ رسول اللہ ﷺ کی سلامتی کا اطمینان حاصل کریں۔ قبیلہ بنی دینار کی ایک عورت نے جب اپنے باپ، شوہر اور بھائی کے شہید ہوجانے کی خبر سُنی تو اس نے کہا کہ " رسول خدا ﷺ کی کیا خبر ہے؟" لوگوں نے بتایا کہ "رسول ﷺ خدا ٹھیک ہیں"۔ اس عورت نے کہا کہ "ذرا مجھے راستہ دیدو تا کہ میں خود ان کی زیارت کروں" اور جب اس نے پیغمبر اکرم ﷺ کو زندہ و سلامت دیکھا تو کہا کہ " اے اللہ کے رسول ﷺ جب آپ ﷺ زندہ ہیں تو اب اسکے بعد ہر مصیبت آپکے وجود کی وجہ سے بے وقعت ہے۔(۱۳)

"حمنہ بنت حجش "رسول خدا ﷺ کے پاس آئیں تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا " حمنہ میں تجھے تعزیت پیش کرتا ہوں"۔ انہوں نے پوچھا کہ کس کی تعزیت ؟ آپ ﷺ نے فرمایا "تمھارے ماموں حمزہ کی" حمنہ نے کہا: انا للہ و انا الیہ راجعون، خدا ان کی مغفرت کرے اور ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے انہیں شہادت مبارک ہو، رسول خدا ﷺ نے فرمایا " میں پھر تعزیت پیش کرتا ہوں" حمنہ نے کہا " کس کی تعزیت"؟ رسول خدا ﷺ نے فرمایا " تمہارے

بھائی عبداللہ بن جحش کی" حمنہ نے کہا خدا ان کی مغفرت کرے اور ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے اور ان کو بہشت مبارک ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا کہ "میں پھر تم کو تعزیت پیش کرتا ہوں"حمنہ نے پوچھا "کس کی تعزیت؟ آپ نے فرمایا کہ "تمہارے شوہر مصعب بن عمیر کی" حمنہ نے ایک آہ سرد بھری اور گریہ کرنا شروع کیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "شوہر جو مقام عورت کے دل میں رکھتا ہے وہ کسی کا نہیں ہوتا"۔ اس کے بعد لوگوں نے حمنہ سے پوچھا کہ تم اس قدر کیوں غمزدہ ہوگئیں؟ حمنہ نے کہا کہ "میں نے اپنے بچّوں کی یتیمی کو یاد کیا تو میرا دل بھر آیا۔ [۱۴]

شہید عمرو بن معاذ کی ماں "کبشہ" آگے بڑھیں اور انہوں نے بڑے غور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھا اور اس کے بعد کہا" اب جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحیح و سالم دیکھ لیا تو مصیبت کا اثر میرے دل سے زائل ہوگیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بیٹے عمرو بن معاذ کی شہادت پر ان کو تعزیت پیش کی، دلاسہ دیا اور فرمایا "اے عمرو کی ماں میں تجھے مدہ سناتا ہوں اور تم شہیدوں کے اہل و عیال کو مدہ سنادو کہ ان کے شہدا بہشت میں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں اور ہر ایک اپنے عزیزوں اور خاندان والوں کی شفاعت کرے گا۔" عمرو کی ماں نے کہا "اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب میں خوش ہوں" اور اس کے بعد عرض کیا "اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پس ماندگان کے لئے دعا فرمایئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نے اس طرح دعا کی "خدایا ان کے دلوں سے غم کو زائل کردے، ان کے مصیبت زدہ دل کے زخموں پر مرہم رکھ اور ان کے پس ماندگان کے لئے بہترین سرپرست قرار دے۔ [۱۵]

نماز مغرب کا وقت آن پہنچا

بلال نے اذان دي، رسول خدا ﷺ مسجد میں اس حالت میں تشریف لائے کہ لوگ ان کے شانوں کو پکڑے ہوئے تھے_ آپ ﷺ نے نماز پڑھی واپسی پر دیکھا کہ نالہ و شیون کی آوازوں میں شہر مدینہ ڈوبا ہوا ہے ، لوگ اپنے شہیدوں کی عزاداری اور ان پر رونے میں مصروف ہیں_ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

" لیکن حمزہ کا کوئي نہیں ہے جو ان پر گریہ کرے" مدینہ کی عورتیں رسول خدا ﷺ کے گھر آئیں اور مغرب سے لے کر رات تک نوحہ و عزاداری میں مصروف رہیں_

شہیدوں کی ایک جھلک

صرف ایک سجدہ وہ بھی محراب عشق میں خون بھرا سجدہ_

انصار میں سے عمرو بن ثابت نامی ایک شخص جن کی عرفیت" اصیرام" تھي_ ہجرت کے بعد جب انکے سامنے اسلام پیش کیا گیا_ انھوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کردیا لیکن

جب رسول ﷺ خدا احد کے لئے نکلے تو ان کے دل میں نور ایمان جگمگا اُٹھا_ انھوں نے تلوار اُٹھائي اور نہایت سرعت کے ساتھ لشکر اسلام سے جا ملے ، مردانہ وار جنگ کی اور زخموں سے چور ہو کر گر پڑے_ جب مسلمانوں نے اپنے مقتول سپاہیوں کو میدان جنگ میں ڈھونڈھنا شروع کیا تو اس وقت ان کو بھی دیکھا کہ ابھی زندہ ہیں، لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ " تم نے اپنے قبیلہ کی حمایت میں جنگ کی ہے یا تم مسلمان ہوگئے ہو؟ " انھوں نے جواب دیا کہ " میں مسلمان ہوگیا ہوں میں نے میدان جہاد میں قدم رکھ دیا ہے اور اب اپنے خون میں غلطاں ہوں_ " ابھی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ وہ شہید ہوگئے ، جب

ان کا واقعہ رسول ﷺ خدا سے بیان کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "کہ وہ جنّتی ہے"ہاں قبل اس کے وہ نماز پڑھے اور خدا کے لئے سجدہ کرے، اس نے جنّت کی راہ لی، اس نے صرف ایک سجدہ کیا وہ بھی خون بھرا سجدہ محراب عشق میں۔(۱۶)

ایک عقلمند صاحب ثروت کی شہادت

"مخیرق "ایک یہودی دانش مند اور مال دار آدمی تھا خرمے کے درخت اور بہت زیادہ مال و متاع کا مالک تھا جب احد کا دن آیا تو اس نے یہودیوں سے مخاطب ہوکر کہا " خدا کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ محمد ﷺ کی نصرت تم پر واجب ہے"۔یہودیوں نے عذر پیش کیا کہ آج ہفتے کا دن ہے(۱۷)۔اس نے کہا کہ " تمھارے نزدیک اب کوئی ہفتہ نہیں ہے"۔پھر اس نے لباس جنگ زیب تن کیا اپنے جسم پر ہتھیار سجائے اور احد کی طرف روانہ ہونے کے لئے تیار ہوا نکلنے سے پہلے اس نے اپنے رشتہ داروں سے کہا " اگر میں آج قتل کردیا جاؤں تو میرے سارے مال کا اختیار محمد ﷺ کو ہے، وہ جہاں چاہیں خرچ کریں"۔ اس کے بعد وہ احد کی طرف چل پڑا اور مجاہدین راہ خدا سے جاملا، جہاد کرتے ہوئے شہید ہوا۔رسول خدا ﷺ نے ان کی وصیّت کے مطابق ان کے مال کو اپنی تحویل میں لے لیا اور ابن اسحاق کی تحریر کے مطابق مدینہ میں رسول ﷺ خدا کے بہت سے اوقاف اور امور خیر انجام دینے والی چیزیں انہی کے مال سے تھیں۔(۱۸)

بوڑھے عارف کی شہادت

"خیثمہ"بوڑھے مگر صاحب معرفت تھے ان کے بیٹے بدر کی لڑائی میں شہادت کے

درجے پر فائز ہو چکے تھے لشکر اسلام کی احد کی طرف روانگی سے قبل انہوں نے رسول خدا ﷺ سے عرض کیا کہ "کل رات خواب میں، میں نے اپنے بیٹے کو دیکھا ہے کہ بہشت کے باغوں میں چلا جارہا ہے، بہشت کے درختوں کے نیچے اس کی نہروں کے کنارے ٹہل رہا ہے، میرے بیٹے نے مجھ سے کہا کہ بابا جان ہمارے پاس آجایئے ہم نے خدا کے وعدے کو سچا پایا ہے اے اللہ کے رسول ﷺ میں اس بات کا مشتاق ہوں کہ اپنے بیٹے کے پاس پہنچ جاؤں اے پیغمبر خدا ﷺ میری داڑھی سفید اور میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں کہ خدا مجھے شہادت نصیب کرے"۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا" خدایا اس شخص کی آرزو پوری فرما " اور وہ احد کی جنگ میں شہید ہو گیا۔

حجلہ خون

۲۵ سالہ جوان "حنظلہ "، جنگ احد کی آگ بھڑکانیوالوں میں سے ایک شخص ابو عامر فاسق کے بیٹے تھے، جس وقت رسول خدا ﷺ کی طرف سے جہاد کے لئے عام تیاری کا اعلان ہوا، اس وقت جناب حنظلہ، عبداللہ بن اُبیّ کی لڑکی سے شادی کرنے کی تیاریاں کررہے تھے۔ یہ دولہا اور دلہن اپنے باپوں جو کافر اور منافق تھے، کے برخلاف اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر مکمل ایمان رکھتے تھے۔ جس وقت محاذ جنگ پر جانے کی دعوت کی صدا جناب حنظلہ کے کانوں سے ٹکرائي تو پریشان ہوگئے کہ اب کیا کریں؟ ابھی تو شادی کے مراسم ادا ہوئے ہیں اب حجلہ عروسی میں جائیں یا محاذ جنگ پر؟ انہوں نے بہتر سمجھا کہ رسول خدا ﷺ سے اجازت لے لیں تاکہ شب زفاف مدینہ میں رہیں اور دوسرے دن میدان جنگ میں حاضر ہو جائیں۔

پیغمبر اکرم ﷺ نے اجازت دیدي، صبح سویرے غسل کرنے سے پہلے، اپنی دلہن سے محاذ جنگ پر جانے کے لئے الوداع کیا تو دلہن کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں اپنے شوہر سے چند منٹ ٹھہرنے کو کہا اور ہمسایوں میں سے چار آدمیوں کو بلایا تا کہ وہ لوگ اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان گواہ رہیں_

حنظلہ نے دوسری بار خدا حافظ کہا اور محاذ جنگ کی طرف روانہ ہوگئے_

دلہن نے ان گواہوں کی طرف رخ کیا اور کہا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان شگافتہ ہوا اور میرے شوہر اس میں داخل ہوئے اور اس کے بعد آسمان جُڑگیا_ میرا خیال ہے کہ وہ شہادت کے درجہ پر فائزہونگے_

جب جناب حنظلہ لشکر اسلام سے جاملے تو انہوں نے ابوسفیان پر حملہ کیا ، ایک تلوار اس کے گھوڑے پر پڑی تو وہ گر پڑا ، ابوسفیان کی چیخ پکار پر چند مشرکین مدد کو بڑھے اور اس طرح ابوسفیان نے جان بچائي_ دشمن کے ایک سپاہی نے جناب حنظلہ کو نیزہ مارا، نیزے کا شدید زخم لگنے کے باوجود حنظلہ نے نیزہ بردار پر حملہ کیا اور تلوار سے اس کو قتل کرڈالا_ نیزے کے زخم نے آخر کار اپنا کام کرڈالا اور جناب حنظلہ، حجلہ خون میں عروس شہادت سے جاملے_

پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے دیکھا حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے تھے" اس وجہ سے ان کو "حنظلہ غَسیل الملائکہ "کہتے ہیں_ (۱۹)

دولہا دلہن کا اخلاص اور ایمان واقعی بہت تعجب انگیز ہے اور محاذ جنگ پر لڑنے والے ہمارے پیکر ایثار مجاہدین، ان کے خاندان والوں اور ان کی بیویوں کے لئے الہام بخش اور مقاوت کا نمونہ ہے_ (۲۰)

مدینہ میں منافقین کی ریشہ دوانیاں

جنگ احد کے بعد عبداللہ بن ابی اور اس کے تمام منافق ساتھیوں نے طعن و تشنیع کا سلسلہ شروع کردیا اور مسلمانوں پر پڑنے والی عظیم مصیبت پر خوشحال تھے، یہودی بھی بد زبانی کرنے لگے اور کہنے لگے کہ " محمد ﷺ سلطنت حاصل کرنا چاہتے ہیں، آج تک کوئي پیغمبر ﷺ اس طرح زخمی نہیں ہوا وہ خود بھی زخمی ہوئے اور اصحاب بھی مقتول اور زخمی ہیں" ۔[۲۱]

وہ رات بڑی حساس رات تھی ہر آن یہ خطرہ سروں پر منڈلا رہا تھا کہ کہیں منافقین اور یہود، مسلمانوں اور اسلام کے خلاف شورش برپا نہ کردیں اور اختلاف پیدا کرکے شہر کے سیاسی اتحاد اور یک جہتی کو ختم نہ کردیں۔

مدینہ سے ۲۰ کیلومیٹر دور" حمراء الاسد" میں جنگی مشق

۸ شوال ۳ ہجری قمری بمطابق ۲۷ مارچ ۶۲۵ئ (عیسوي) بروز اتوار ہر طرح کی داخلی و خارجی ممکنہ سازش کی روک تھام اور مکمل طور پر ہوشیار اور آمادہ رہنے کے لئے اوس و خزرج کے سر برآوردہ افراد نے مسلح افراد کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد اور خانہ پیغمبراکرم ﷺ کے دروازے پر رات بھر پہرہ دیا۔ اتوار کی صبح رسول خدا ﷺ نے نماز صبح ادا کرکے جناب بلال کو حکم دیا کہ لوگوں کو دشمن کے تعاقب کے لئے بلائیں اور اعلان کریں کہ ان لوگوں کے سوا کوئي ہمارے ساتھ نہ آئے جو کل جنگ میں شرکت کرچکے ہیں۔

بہت سے مسلمان شدید زخمی تھے لیکن فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور جنگی لباس زیب تن کرکے ، اسلحہ سے آراستہ ہوکر تیار ہوگئے ۔ پیغمبراسلام ﷺ نے پرچم حضرت علی (ع) کے ہاتھ میں دیا اور عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا جانشین معیّن فرمایا۔ اس حیرت انگیز روانگی کی وجہ یہ تھی کہ رسول خدا ﷺ کو یہ پتہ چل گیا تھا کہ قریش کے سپاہیوں نے مدینہ لوٹ کر (اسلام و

مسلمانوں کا) کام تمام کردینے کا ارادہ کرلیا ہے_

رسول خدا ﷺ حمراء الاسد پہنچے اور وہاں حکم دیا کہ سپاہی میدان میں بکھرجائیں اور رات کے وقت اس وسیع و عریض زمین پر آگ روشن کردیں، تاکہ دشمن کو یہ گمان ہو کہ ایک بہت بڑا لشکر ان کا پیچھا کر رہا ہے_ رسول خدا ﷺ تین رات وہاں ٹھہرے رہے اور ہر رات اس عمل کو دہرایا جاتا رہا_

اسی جگہ "معبد خزاعی "نے پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں پہنچ کو خبر دی کہ قریش دوبارہ مدینہ پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے ہیں_ پھر معبد نے ابوسفیان سے جا کر کہا کہ میں نے لشکر بے کراں اور غیظ و غضب سے تمتماتے چہرے دیکھے ہیں_ ابوسفیان اس خبر سے وحشت زدہ ہوگیا اور مدینہ پر حملہ کرنے کے ارادے سے باز رہا_

اس جنگی مشق نے مجاہدین اسلام اور اہل مدینہ کے حوصلوں کو بڑھایا، ان کے دل سے خوف کو دور کیا اور دشمن کے دل میں اور زیادہ خوف بٹھادیا_ اور جب تین دن کے بعد مسلمان مدینہ پلٹ کر آئے تو ان کی حالت ایسی تھی کہ گویا ایک بہت بڑی فتح حاصل کرکے لوٹے ہوں_ (۲۲)

ابوعَزَّہ شاعر کی گرفتاري

قریش کا بلبل زباں شاعر ابوعزّہ بدر کی لڑائي میں مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہو کر آیا تھا رسول خدا ﷺ نے بغیر تاوان کے اس شرط پر آزاد کردیا کہ کسی کو مسلمانوں کے خلاف نہیں بھڑکائے گا_ لیکن اس نے عہد شکنی کی اور اشعار کے ذریعہ جنگ احد کے لئے مشرکین کو اسلام کے خلاف لڑنے کی دعوت دیتا رہا_ حمراء الاسد میں لشکر اسلام کے ہاتھوں دوبارہ گرفتار اور ایک مرتبہ پھر معافی کا خواستگار ہوا_ رسول خدا ﷺ نے قبول نہیں فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ " مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا" (۲۳) اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیدیا_ (۲۴)

جنگ احد کے بارے میں جو آیات نازل ہوئیں وہ سورہ آل عمران کی ٦٠ آیتیں (١٢٠ سے ١٧٩ تک) ہیں_ اس سال کے اہم واقعات میں سے پیغمبر اسلام نے ﷺ حفصہ بنت عمر کے ساتھ ماہ شعبان میں عقد اور زینب بنت خزیمہ کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا_ (٢٥)

سوالات

۱_ قُزمان کو شہید کیوں نہیں مانا جاتا ؟

۲_ دشمن نے نفسیانی جنگ کیسے شروع کی؟

۳_ مسلمانوں کی شکست کے بارے میں منافقین نے کس رد عمل کا اظہار کیا؟

۴_ جنگ احد میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب اختصار کے ساتھ بیان کیجئے_

۵_ حمراء الاسد کی جنگی مشق کس لئے ہوئی؟

٦_ شہداء احد کہاں دفن ہوئے؟ شہداء احد میں سے کچھ لوگوں کے نام بیان کیجئے_

حوالہ جات

۱_ سیرۃ حلبی ج ۲، ص ۲۴۴، مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۴۷_

۲_ الصحیح ج ۴، ص ۳۱۹_ ارشاد شیخ مفید ص ۴۳_ بحارالانوار ج ۲۰، ص ۹۰_

۳_ سیرۃ ابن ہشام ص ۹۳_ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲۲۴_۲۲۳_

۴_: بحار الانوار ج ۲۰، ص ۴۴_

۵_ بحار الانوار ج ۲۰، ص ۹۷، واقدی ج ۱ ص ۲۹۸ پر کہتا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کو بھیجا_

۶_ ﴿وَلَقَد صَدَقَكُم الله وَعدَهُ اذ تَحُسُّونَهُم با ذنه حَتيّ اذَا فَشلتُم وَ تَنَزَعتُم فى الامر وَ عَصَيتُم مّن بَعد مَا اَ رَى كُم مَّا تُحبُّونَ﴾(آل عمران_ ۱۵۲)

۷_ ﴿منكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنيَا وَ منكُم مَّن يُرِيدُ الاخرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُم عَنهُم ليَبتَليَكُم﴾(آل عمران_ ۱۵۲)_

۸_ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ الا رَسُولٌ قَد خَلَت من قَبله الرُّسُلُ اَفَا نْ مَّاتَ اَ و قُتلَ انقَلَبتُم عَلَى اَ عقبَكم ﴾(آل عمران_۱۴۴)_

۹_ ﴿و انْ عاقَبْتُم فعاقبُوا بمثل ما عُوقبْتُم به وَ لَئن صَبَرتُم فهو خيرٌ للصابرين﴾ (نحل، آیت ۱۲۶)نیز رجوع کریں شرف النبی ﷺ ص ۳۴۷_

۱۰_ مغازی واقدی ج ۲، ص ۲٦۷_ ابن ہشام ج ۲، ص ۹۵،۹۷_

۱۱_ مغازی واقدی ج ۱، ص ۲٦۷_ سیرت ابن ہشام ج ۲، ص ۹۷_

۱۲_ مغازی واقدی ص ۲٦٦،۲٦۴_

۱۳_ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۹۹_ مغازی واقدی ج ۱ ص ۲۹۲_

۱۴_ مغازی واقدی ج ۱ ص ۲۹۱_ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۹۸_

۱۵_ مغازی واقدی ص ۳۱۵_۳۱۶_

۱۶_ سیرة ابن ہشام ج ۲ ص ۹۰_

۱۷_یہودیوں کے مذہب میں ہفتہ تعطیل کا دن ہے_

۱۸_ سیرة ابن ہشام ج ۲، ص ۸۸_ تاریخ طبری ج ۲، ص ۵۳۱_ مغازی واقدی ج ۱ ،ص ۲۶۲، ۲۶۳_

۱۹_ سیرة ابن ہشام ج ۲، ص ۴۷_ بحارالانوار ج ۲۰ ص ۵۷_ مغازی واقدی ج ۱ ، ۲۷۳_

۲۰_ اس شادی کے نیتجہ میں جناب عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ پیدا ہوئے جنھوںنے ۶۲ھ میں امام حسین(ع) کی شہادت کے بعد اہل مدینہ کی ایک جماعت کے ساتھ یزیدبن معاویہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تاریخ اسلام میں عوام کے اس انقلابی اقدام اور یزیدبن معاویہ کے جرائم پر مبنی واقعہ کو واقعہ حرّہ کے نام یاد کیا جاتا ہے_

۲۱_ مغازی واقدی ج ۱ ، ص ۳۱۷_

۲۲_ طبقات ابن سعدج ۲ ص ۳۸، مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۳۸، تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۳۴_ تفسیر نورا لثقلین ج ۱ ص ۴۱۰_ سیرة حلبی ج ۲ ص ۲۵۷، سیرة ابن ہشام ج ۲ ص ۱۰۱_ تفسیر نمونہ ج ۲ ص ۱۷۷،۱۷۴_

۲۳_لایلدغ المؤمن من جُحر: مَرّتین_

۲۴_ سیرہ حلبی ج ۲ ، ص ۲۵۹_

۲۵_ سیرة حلبی ج۲، ص ۲۵۸_

چوتھا سبق

سریہ ابو سلمہ بن عبدالاسد

سریہ عبداللہ بن انیس انصاري

رجیع کا واقعہ

بئر معونہ کا واقعہ

سریہ عمر ابن امیہ

غزوہ بنی نضیر

دہشت گرد سے انتقام

غزوہ بدر الموعد

۴ ہجری کے دیگر اہم واقعات

سوالات

حوالہ جات

سریہ ابو سَلَمَہ بن عبدُ الاسد

یکم محرم ۴ ہجری قمری [1] بمطابق ۱۶ جون ۶۲۵ئ بروز جمعرات ـ

رسول خدا بخوبی جانتے تھے کہ احد کی شکست کے اثرات کو فداکاری اور زبردست و وسیع پیمانے پر جنگی اور سیاسی اقدامات کے ذریعہ زائل کرنا چاہیے ـ دوسری طرف منافقین اوریہود، اسلام کے داخلی نظام کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے ـ ہم عہد قبیلے بھی سست پڑگئے تھے ، اگر رسول خدا ﷺ ایک جنگی اور سیاسی قابل قدر مشق یا حملہ نہ کرتے تو مدینہ کی مثال اس مجروح کی سی ہوتی جو حجاز کے بیابان میں پڑا ہو اور اپنا دفاع نہ کرسکتا ہو اوربادیہ نشین مردہ خواروں ، قریش و بنی کنانہ اور ان کے ہم عہد عرب ویہود کے کینہ توز بھیڑیوں کے لئے لذیذ لقمہ بن جاتا ـ

اسی دوران قبیلہ طَیّ کے ایک شخص نے پیغمبر اسلام ﷺ کو خبر دی کہ "بنی اسد" مدینہ پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کے مال کو لوٹنے کے لئے بالکل تیار بیٹھے ہیں ـ رسول خدا ﷺ نے ابو سلمہ کو سردار لشکر بنایا اور پرچم ان کے ہاتھ میں دیکر ایک سو پچاس مجاہدین کو ان کے ہمراہ کیا اور حکم دیا کہ راتوں کو خفیہ راستوں سے سفر کریں اور دن میں پناہ گاہوں میں سوجائیں ـ اور دشمن کے سروں پر اچانک بجلی کی طرح گرپڑیں تاکہ دوسرے قبیلوں سے مدد لینے کی فرصت نہ ملے ـ ابو سلمہ ،آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق روانہ ہوئے اور مدینہ سے ۳۳۰ کیلومٹر کی دوری پر مقام "قَطَن" کے اطراف میں جا پہنچے وہاں پتہ چلا کہ دشمن

ڈر کے مارے بھاگ گئے ہیں ، ابوسلمہ نے اونٹوں اور بھیڑوں کے باقی ماندہ گلے کو جمع کیا اور بہت زیادہ مال غنیمت لیکر مدینہ پلٹ آئے _ احد کے بعد اس کامیابی نے یہودیوں اور منافقین پر مسلمانوں اور اسلام کے طاقتور ہونے کا مثبت اثر ڈالا اور اسلامی لشکر ،دشمن پر مُنہ توڑ حملہ کرنے والے اور ہم پیمان قبیلے کے لئے دفاعی تکیہ گاہ کے عنوان سے دوبارہ نمایاں ہوا _[۲]

سریہ عبداللہ بن انیس انصاري

تاریخ ۵ محرم ۴ ہجری قمری بمطابق ۲۰ جون ۶۲۵-ئ بروز سوموار_

رسول خدا ﷺ کو خبر ملی کہ "سفیان بن خالد" نے مقام "عُرنہ" میں جانبازان اسلام سے لڑنے کے لیئے لشکر آمادہ کر رکھا ہے _

رسول اللہ ﷺ نے اس جنگی سازش کو ناکام بنانے کے لئے عبداللہ بن انیس کو حکم دیا کہ "عُرنہ "جائیں اور اس کو قتل کردیں_

عبداللہ کہتے ہیں کہ اس ذمہ داری کے بعد میں نے تلوار سنبھالی اور چل پڑا یہاں تک کہ عصر کے وقت میں اس کے قریب پہنچ گیا _جب اس کے قریب گیا تو اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ "قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی ہوں، میں نے سنا ہے تم مسلمانوں سے جنگ کے لئے لشکر جمع کر رہے ہو، میں آیا ہوں کہ تمہارے ساتھ مل جاؤں"_ "عبداللہ کہتے ہیں کہ اسی طرح ہم ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ جب وہ بالکل تنہا ہوگیا اور میں نے مکمل طور پر دسترس حاصل کرلی تو تلوار سے حملہ کر کے اس کو قتل کردیا جب رسول خدا ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا "ہمیشہ سرخ رو اور سربلند رہو_[۳]

رَجیع کا واقعہ

ماہ صفر ۴ ہجری قمری[۴] تقریباً جولائی ۶۲۵ ئ کے آخر میں پیغمبر اکرم ﷺ دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنانے اور امن و امان قائم رکھنے کی غرض سے جنگی دستوں کو بھیجنے کے ساتھ ساتھ مناسب مواقع پر ثقافتی اور تبلیغاتی دستے غیر جانبدار قبائل کی طرف بھیجتے رہے تاکہ اسلام کے معارف کی نشر و اشاعت ہوسکے اور کبھی خود قبائل کی درخواست پر بھی مبلغین بھیجے جاتے تھے_

کچھ قبیلے اس سے غلط فائدہ اٹھاتے اور مبلغ و معلم کو بلانے کے بعد بڑی بے دردی سے قتل کردیتے تھے_

رجیع کا واقعہ احد کے بعد اس طرح پیش آیا کہ قبیلہ "عَضَل" اور "قارہ" کا ایک وفد رسول خدا ﷺ کے پاس پہنچا اور کہا کہ ہمارے قبیلے کے کچھ لوگ مسلمان ہوگئے ہیں اپنے اصحاب کی ایک جماعت ہمارے یہاں بھیج دیں تاکہ ہمیں قرآن اور احکام اسلام سکھائیں_

رسول خدا ﷺ نے فریضہ الہی کے بموجب چھ افراد کو ان کے ساتھ بھیجا اور "مَرثدبن اَبی مَرثَد غَنَوي "کو اس جماعت کا قائد معیّن فرمایا_ مبلغین اسلام اس حال میں احکام الہی پہنچانے کے لئے ان قبیلوں کی طرف روانہ ہوئے کہ ایک ہاتھ میں اسلحہ ، دوسرے میں قرآن کے نوشتے اور سینہ میں علوم الہی اور عشق خدا تھا_ مکّہ سے ۷۰ کیلومیٹر شمال کی جانب جب چشمہ رجیع کے مقام پر پہنچے تو دونوں قبیلوں نے عہد شکنی کی اور قبیلہ ہذیل کی مدد سے ان پر حملہ کردیا_

معلمین قرآن نے اپنا دفاع کیا ، حملہ آوروں نے کہا کہ " ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے

بلکہ تمہیں قریش کے ہاتھ زندہ بیچ دیں گے اور اس کے بدلہ میں کچھ چیزیں حاصل کرینگے"تین مبلغین نے کسی بھی طرح خود کو حوالے نہیں ہونے دیا اورنہایت بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے_ دوسرے تین افراد"زَید، خُبَیب اور عبداللہ" نے خود کو ان کے حوالے کردیا_ حملہ آورتینوں کو مکہ کی طرف لے گئے تا کہ ان کو قریش کے ہاتھوں فروخت کریں_ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ عبداللہ نے تلوار پر قبضہ کرکے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوگئے_ ان لوگوں نے دوسرے دو اسیروں کو مکّہ کے بڑے لوگوں کے ہاتھوں فروخت کردیا_ زید کو صفوان بن اُمیّہ نے پچاس ۵۰ اونٹوں کے بدلے خریدا تا کہ اس کو اپنے باپ امیّہ بن خَلَف کے خون کے انتقام میں قتل کرے اور خُبَیب کو عُقبَہ بن حارث نے اسّي ۸۰ مثقال سونے کے عوض خریدا تا کہ انہیں اپنے باپ کے انتقام میں دار پرچڑھا دے جو بدر میں مارا گیا تھا_

زید کی زندگی کے آخری لمحہ میں، ابوسفیان آگے بڑھا اور کہا کہ "کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد ﷺ قتل ہوجائیں؟ زید نے کہا " خدا کی قسم مجھے یہ پسند نہیںہے کہ محمد ﷺ کے پیر میں کانٹا چبھے یا کوئي آزار پہنچے اور میں صحیح و سالم رہوں"_

ابوسفیان نے کہا " میں نے ابھی تک محمد ﷺ جیسا کسی کو نہیں دیکھا جو اپنے اصحاب میں اس طرح کی محبوبیت رکھتا ہو"_

خُبَیب نے بھی چند دنوں تک زندان میں رہ کر شہادت پائي_ شہادت کے وقت انہوں نے اجازت مانگی تا کہ دو رکعت نماز ادا کریں اس کے بعد فرمایا کہ " خدا کی قسم اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ تم گمان کروگے کہ میں موت سے ڈرگیا ہوں تو میں اور زیادہ نمازیں پڑھتا" پھر آسمان کی جانب رخ کرکے دعا کی_ تختہ دار پر لٹکانے کے بعد کافروں نے

پیش کش کی کہ اسلام کو چھوڑدیں، انہوں نے جواب میں خدا کی واحدانیت کی گواہی دی اور کہا کہ "خدا کی قسم روئے زمین کی ساری چیزیں مجھے دے کر اگر یہ کہا جائے کہ اسلام چھوڑ دوں تب بھی میں اسلام نہیں چھوڑوں گا_"

اس مجاہد اور شہید کا پاکیزہ جسم ایک مدّت تک تختہ دار پر لٹکا رہا، آخر کا خفیہ طور پر کسی نے اُتارا اور دفن کردیا_[۵]

بئرِ مَعُونہ کا واقعہ

ماہ صفر ۴ ہجری قمری بمطابق جولائي ۶۲۵ئ مدینہ میں کچھ نوجوان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآنی و اسلامی علوم کا درس لیتے اور مسجد میں دینی بحث و مباحثہ میں شریک ہوتے تھے_ قرآن مجید سے ان کی واقفیت اتنی تھی کہ وہ مبلّغ اسلام ہوسکتے تھے_

ایک دن قبیلہ بنی عامر کا "اَبُو بَرا" نامی شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ "اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب میں سے کچھ افراد نَجد کی سرزمین پر بھیج دیں تو مجھے اُمید ہے کہ وہ لوگ آپ کی دعوت قبول کریں گے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نجدوالوں سے اپنے اصحاب کے بارے میں ڈرتا ہوں"_ اَبو برا نے کہا کہ میں ان کی حفاظت کی ذمّہ داری لیتا ہوں وہ لوگ میری پناہ میں رہیں گے" رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام سے آشنائي رکھنے والے چالیس[۶] معلمین قرآن کو "مُنذر بن عَمرو" کی سربراہی میں ایک رہنما کے ساتھ سرزمین نجد کی طرف روانہ کیا تا کہ وہاں اسلامی حقائق کی تبلیغ کریں_

جب یہ لوگ "بئرِ مَعُونہ" کے مقام پہنچے تو اس جماعت کے ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط قبیلہ بَنی عامر کے سردار کے سامنے پیش کیا_ سردار قبیلہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط پڑھے بغیر

نامہ بر کو قتل کردیا اور بنی عامر سے نامہ بر کے ساتھ آنے والوں کو قتل کرنے کے سلسلہ میں مدد مانگی انہوں نے کہا کہ " ہم اَبُوبَرا کی امان کو نہیں توڑیں گے"_ اس نے فوراً قبائل بنی سُلَیم سے اس سلسلہ میں نُصرت چاہی تو وہ سب کے سب مبلغین اسلام پر ٹوٹ پڑے_ چالیس ۴۰ مبلغین نے مردانہ وار مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہوگئے، صرف عَمرو بن اُمیّہ جو صرف زخمی ہوئے تھے اس حادثہ کے بعد مدینہ پہنچنے میں کامیاب ہوئے_

انہوں نے راستہ میں قبیلہ بنی عامر کے دو ۲ افراد کو دیکھا اور اپنے شہید دوستوں کے انتقام میں ان دونوں کو قتل کردیا_ جب مدینہ پہنچے اور مبلغین کی شہادت کے واقعہ کو رسول خدا ﷺ کی خدمت میں نقل کیا تو آپ ﷺ بہت غمگین ہوئے اور اُن مجرمین پر نفرین کی_ (۷)

سریہ عَمرو بن اُمیَّہ

حادثہ رَجیع کے بعد رسول خدا ﷺ نے اس درد انگیز حادثہ میں شہید ہونے والے شہیدوں کے خون کا انتقام لینے اور جرائم کا ارتکاب کرنے والے اصلی مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے عَمرُو بن اُمیَّہ ضَمري کو ایک آدمی کے ساتھ مامور کیا کہ مکّہ جاکر ابوسفیان کو قتل کردیں، وہ لوگ مکّہ پہنچے اور رات کے وقت شہر میں داخل ہوئے لیکن مکّہ والوں میں سے ایک شخص نے انہیں پہچان لیا، مجبوراً ان لوگوں نے شہر سے باہر نکل کر ایک غار میں پناہ لی اور واپسی پر قریش کے تین نمک خوار اور ایک جاسوس کو گرفتار کیا اور انہیں مدینہ لے آئے_ (۸)

غزوہ بنی نُضیر

تاریخ : ربیع الاول ۴ ہجری قمری

مدینہ واپسی کے وقت واقعہ بئر معونہ میں تنہا بچ جانے والے شخص عَمرو بن اُمیّہ کے ہاتھوں بنی عامر کے دو آدمیوں کے قتل نے ایک نئي مشکل پیدا کردی کیونکہ اس نے غلطی سے بے قصور افراد کو قتل کردیا تھا اور جو عہد و پیمان بَنی عامر نے رسول خدا ﷺ سے کیا تھا اس کے مطابق مسلمانوں کو ان مقتولین کا خون بہا ادا کرنا چاہیئے ھا_ دوسری طرف بَنی نَضیر کے یہودی مسلمانوں کے ہم پیمان ہونے کے ساتھ ساتھ بنی عامر سے بھی معاہدہ رکھتے تھے_ لہذا اپنے پیمان کے مطابق ان لوگوں کو بھی خوں بہا ادا کرنے میں مسلمانوں کی مدد کرنی چاہیئے ھي_

چند دن پہلے پیش آنے والے بئر مَعُونہ اور رَجیع کے منحوس حادثات کے بعد یہودی ، منافقین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا مذاق اڑاتے اور کہتے "جو پیغمبر ﷺ ، خدا کا بھیجا ہوا ہوتا ہے وہ شکست نہیں کھاتا"_ یہ لوگ ہر آن شورش برپا کرنے کے موقع کی تلاش میں رہتے_

اب وہ وقت آگیا تھا کہ خداوند عالم مسلمانوں کو بنی نضیر کے یہودیوں کی بدنیتی سے آگاہ کرے، بَنی نَضیر سے عہد و پیمان کے مطابق مقتولین کی دیّت ادا کرنے میں مدد طلب کرنے کے لئے رسول خدا ﷺ چند اصحاب کے ساتھ بنی نَضیر کے قلعہ میں داخل ہوئے_ انھوں نے ظاہراً تو رسول خدا ﷺ کی پیش کش کا استقبال کیا لیکن خفیہ طور پر ایک دوسرے سے مشورہ کیا اور طے کیا کہ مناسب موقع ہاتھ آیا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور پیغمبر ﷺ کی شمع حیات گُل کردیں_

آنحضرت ﷺ ایک گھر کی دیوار کے پاس بیٹھے ہوئے تھے_ ان لوگوں نے "عمرو" نامی

ایک شخص کو بھیجا کہ چھت سے ایک پتھر آپ ﷺ کے سر اقدس پر گرادے_ فرشتہ وحی نے رسول خدا ﷺ کو آگاہ کردیا_ آپ ﷺ اسی حالت میں جس حالت میں ان کی مشکوک نقل و حرکت کا نظارہ فرمارہے تھے ، اطمینان سے اُٹھے اور اکیلے ہی مدینہ کی طرف چل دیئے حضرت ﷺ کے اصحاب آپ ﷺ کی تاخیر سے پریشان ہوئے تو مدینہ لوٹ آئے_ رسول ﷺ خدا نے محمد بن مَسلَمہ کو بنی نَضیر کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ مدینہ کو دس ۱۰ دن کے اندر چھوڑدیں جب بَنی نَضیر کے سر برآوردہ افراد نے پیغام سُنا تو ان کے درمیان ایک ہنگامہ برپا ہوگیا ، ہر آدمی اپنا نظریہ پیش کرنے لگا وہ لوگ مدینہ سے نکلنے کی سوچ ہی رہے تھے کہ عبداللہ ابن اُبی نے پیغام بھیجا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرو اور اپنا دفاع کرو میں دو ہزار افراد کو تمہاری مدد کے لئے بھیجوں گا اور بنی قُریظَہ کے یہودی بھی ہمارے ساتھ تعاون کریں گے_

منافقین کے لیڈر کے پیغام نے یہودیوں کو ہٹ دھرمی پر ڈٹے رہنے اور دفاع کے ارادے کو مضبوط اور حوصلہ افزا بنادیا لہذا قبیلہ بنی نضیر کے سردار " حُیَیَّ بن اَخطَب " نے رسول خدا ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ " ہم جانے والے نہیں ہیں آپ کو جو کرنا ہو کرلیجئے " رسول خدا ﷺ نے کسی قسم کی امداد پہنچنے سے پہلے ہی بنی نضیر کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا چھ ٦ دن کے محاصرہ میں یہودیوں کا قلعے سے باہر ہر طرح کا رابطہ منقطع ہوگیا_ آخر کار ان لوگوں نے منافقین اور بنی قُریظَہ کی کمک سے مایوس ہوکر مجبوراً خود کو لشکر اسلام کے حوالہ کردیا_ رسول خدا ﷺ نے انہیں اجازت دی کہ اسلحہ کے علاوہ اپنے منقولہ اموال میں سے جتنا چاہیں ساتھ لے جائیں_

حریص یہودیوں نے جتنا ممکن تھا اونٹوں پر بار کیا یہاں تک کہ گھر کے دروازوں کو چوکھٹ سمیت اُکھاڑ کر اونٹوں پر لادلیا_ ان میں سے کچھ لوگ خیبر کی طرف اور کچھ شام کی

طرف روانہ ہوئے جبکہ دو افراد مُسلمان ہوگئے_یہودیوں کے غیر منقول اموال اور قابل کاشت زمینیں پیغمبر اکرم ﷺ کے ہاتھ آئیں (۱) تو آپ ﷺ نے انصار کو بلایا ان کی سچّی خدمتوں ، ایثار اور قربانیوں کو سراہا اور فرمایا کہ " مہاجرین تمہارے گھروں میں تمہارے مہمان ہیں ان کی رہائشے کا بار تم اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوے ہو_ اگر تم راضی ہو تو بنی نضیر کے مال غنیمت کو میں مہاجرین کے درمیان تقسیم کردوں تا کہ وہ لوگ تمہارے گھر خالی کردیں؟ سَعدبن معاذ اور سعدبن عُبادۃ قبیلہ اَوس و خَزرَج کے دونوں سرداروں نے جواب دیا_ "اے رسول خدا ﷺ مال غنیمت ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان بانٹ دیجئے اور وہ بدستور ہمارے گھرونمیں مہمان رہیں"_ رسول خدا ﷺ نے بنی نضیر کے تمام اموال اور قابل کاشت زمینوں کو مہاجرین کے درمیان تقسیم کردیا اور انصار میں سے صرف دو افراد یعنی سَہل بن حُنَیف اور ابو دُجَانہ کو جو کہ بہت زیادہ تہی دست تھے، کچھ حصّہ عنایت فرمایا_

سورہ حشر بنی نَضیر کے یہودیوں کی پیمان شکنی کے بارے میں نازل ہوا_ (۱۰)

دہشت گرد سے انتقام

بَنی نضیر کے واقعہ کے بعد یہودی سے مسلمان ہونے والے یامین بن عُمَیر سے ایک دن رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم نے نہیں دیکھا تمہارا چچا زاد بھائي میرے بارے میں کیا ارادہ رکھتا تھا وہ چاہتا تھا میرا خاتمہ کردے؟ یامین نے ایک شخص کو دس ۱۰ دینار دیئے اور اس سے کہا کہ عمرو بن جحاش (وہی یہودی جس نے رسول خدا ﷺ کے سر پر پتّھر گرانے کا ارادہ کیا تھا) کو قتل کردے ،وہ شخص گیا اور اُس ذلیل یہودی کو اس کے انجام تک پہنچا دیا_ (۱۱)

غزوہ بدر الموعد

تاریخ یکم ذی القعدہ ۴ ھ ق[۱۲] بمطابق ۲۱ اپریل ۶۲۶ ء

جنگ احد ختم ہو جانے کے بعد ابو سفیان نے کامیابی سے سرمست ہوکر مسلمانوں کو دھمکایا کہ آئندہ سال بدر میں ان سے مقابلہ کرے گا_ ایک سال گزر چکا تھا اور مسلمان مختلف جنگوں میں کچھ نئي کامیابیاں حاصل کر چکے تھے، ابو سفیان ڈر رہا تھا کہ مبادا کہیں جنگ نہ چھڑ جائے اور شکست سے دوچار ہونا پڑے لہذا بدر نہ جانے کے لیے بہانے ڈھونڈ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی طرح مسلمانوں کو بھی منحرف کردے_ ابوسفیان نے اس ہدف تک پہنچنے کے لئے ایک سیاسی چال چلی اور نعیم نامی ایک شخص کو مامور کیا کہ مدینہ جائے اور افواہیں پھیلائے تا کہ لشکر اسلام کے حوصلے پست ہوجائیں_ ابو سفیان کے کارندے نے مدینہ پہنچنے کے بعد نفسیاتی جنگ کا آغاز کردیا اور موقع کی تلاش میں رہنے والے منافقین نے اس کی افواہوں کو پھیلانے میں مدد کی اور لشکر ابوسفیان کے عظیم حملے کی جھوٹی خبر نہایت آب وتاب کے ساتھ لوگوں کے سامنے بار بار بیان کرنے لگے_ لیکن اس نفسیاتی جنگ نے رسول خدا ﷺ اور ان کے باوفا اصحاب کے دل پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ڈالا_ رسول خدا ﷺ نے اس جماعت کے مقابل جو ذرا ہچکچاہٹ کا اظہار کررہی تھی فرمایا: اگر کوئي میرے ساتھ نہیں جائے گا تو میں تنہا جاؤں گا"_ پھر رسول خدا ﷺ نے پرچم اسلام حضرت علی (ع) کے سپرد کیا اور پندرہ سو افراد کے ساتھ مدینہ سے ۱۶۰ کیلومٹر، بدر کی طرف روانہ ہوگئے_ اس حالت میں کہ آپ کے ساتھ صرف دس گھوڑے تھے_

اپنی سازش کی ناکامی اور مسلمانوں کی آمادگی کی خبر سُنکر ابوسفیان بھی دو ہزار افراد کے ساتھ بدر کی طرف روانہ ہوا لیکن مقام " عُسفَان" میں خشک سالی اور قحط کو بہانہ بنا کر خوف و

وحشت کے ساتھ مکّہ لوٹ گیا_

بدر میں ابوسفیان کے انتظار میں مصروف مسلمانوں نے مقام بدر میں لگنے والے سالانہ بازار میں اپنا تجارتی سامان فروخت کیا اور ہر دینار پر ایک دینار منافع کماکر سولہ ۱۶ دن کے بعد مدینہ پلٹ آئے_

اس طرح سے کفار قریش کے دل میں خوف و وحشت کی لہر دوڑ گئي اور احد کی شکست کے آثار محو ہوگئے_ اس لئے کہ قریش کو یہ بات اچّھی طرح معلوم ہوچکی تھی کہ اسلام کا لشکر اب شکست کھانے والا نہیں ہے_ (۱۳)

۴ ہجری میں رونما ہونے والے دیگر اہم واقعات_

۱: امام حسین (ع) کی ولادت با سعادت ۳ شعبان_ (۱۴)

۲: حضرت علی (ع) کی والدہ گرامی جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کی وفات، کہ در حقیقت جن کے مادری حق کا بار رسول خدا ﷺ پر تھا_

۳: پیغمبر اکرم ﷺ کی ایک بیوی زینب بنت خُزَیمَة کا انتقال_

۴: رسول خدا ﷺ کا جناب اُم سَلَمہ، "ہند بنت ابی امیہّ" سے نکاح کرنا، جو رسول خدا ﷺ کی بیویوں میں ایک پارسا اور عقل و دانش سے مالا مال بیوی تھیں، شیعہ اور سنی دونوں نے ان سے بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں_

سوالات

۱۔ سریہ ابو سَلَمۃ کا کیا نتیجہ رہا؟

۲۔ واقعہ رجیع کیوں کر واقع ہوا اور کتنے لوگ شہید ہوئے؟

۳۔ رسول خدا ﷺ نے عمر بن امیّہ کو مکّہ کیوں بھیجا؟

۴۔ سریہ عبدُ اللہ بن اُنَیس کا کیا نتیجہ رہا؟

۵۔ بنی نضیر کے یہودیوں نے رسول خدا ﷺ کے قتل کا ارادہ کیوں کیا؟

۶۔ غزوہ "بدر الموعد" میں لشکر اسلام کا مقابلہ کرنے سے ابو سفیان کیوں ڈر گیا؟

حوالہ جات

۱_بعض لوگوں کی تحریر کے مطابق ۱۵ محرم، طبقات ابن سعد ج ۲، ص ۳۴۰_ واقدی کی تحریر کے مطابق یکم محرم مغازی ج ۱ ۳۴۰۲،_

۲_طبقات ابن سعد ج۲ ص ۳۴۰_ مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۴۰_

۳_طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۵۱_ امتاع الاسماع ص ۲۵۴_

۴_ ابن ہشام نے سریہ رجیع کا تذکرہ جنگ احد کے بعد ہجرت کے تیسرے سال کے واقعات میں کیا ہے ر_ک "ج ۳ ص ۱۷۸"_

۵_تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۳۰ سے ۵۴۲ تک سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۷_۱_

۶_بقول ابو سعید ۷۰ افراد_

۷_ مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۳۶_ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۵۳/۵۱_ سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۱۹۳_

۸_تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۴۲_ مواہب اللدنیۃ میں اس سریہ کو ٦ ھ میں، صلح حدیبیہ سے پہلے ذکر کیا گیا ہے_ ج ۱ ص ۱۲۵_

۹_ مخالف اسلام اور مفسد قبیلہ "بنی نضیر" کے یہودیوں کے اخراج کے بعد صرف بنی قریظہ کے یہودی مدینہ میں رہ گئے ،بنی نضیر کے باقی اموال و املاک کی تقسیم کے بعد مہاجر مسلمانوں سے اقتصادی پریشانی ایک حد تک دور ہوئی_

۱۰_ مغازی واقدی ج ۱_ ص ۳۶۳/ ۳۸۰ ، سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۱۹۶، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۵۷، تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۵۵/۵۵۱، تاریخ دمشق ج ۱، ص ۳۱_

۱۱_ سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۲۰۳_

۱۲_ اس غزوہ کی تاریخ ابن ہشام شعبان ۴ ھ اور واقعدی ذی قعدہ ۴ ھ سمجھتے ہیں سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۲۲۰_ مغازی واقدی ج ۱، ص ۳۸۴ ملاحظہ ہو_

۱۳_ مغازی واقدی ج ۱، ص ۳۸۴ سے ۳۸۹ تک_ سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۲۲۰_

۱۴_ مروج الذّھب ج ۲ ، ص ۲۸۹_

پانچواں سبق

غزوہ ذات الرقاع

غزوہ دومۃ الجندل

غزوہ خندق (احزاب)

لشکر احزاب کی مدینہ کی طرف روانگی

لشکر کی روانگی سے متعلق رسول خدا ﷺ کا آگاہ ہونا

بجلی کی چمک میں آنحضرت ﷺ نے کیا دیکھا؟

مدینہ لشکر کفار کے محاصرے میں

بنی قریظہ کی عہد شکنی

خطرناک صورتحال

ایمان و کفر کا آمنا سامنا

سوالات

غزوہ ذات الرّقاع

تاریخ: دسویں محرم ۵ ہجری قمری[۱] بمطابق ۱۳ جون ۶۲۶ ء بروز بدھ

غزوہ بنی نضیر کے بعد رسول خدا ﷺ کو خبر ملی کہ قبیلہ غَطَفَان یعنی بنی ثعلبہ اور بنی مُحارب نے مسلمانوں سے جنگ کے لئے کچھ لشکر جمع کر رکھا ہے۔ رسول خدا ﷺ نے اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے مدینہ میں جناب ابوذر کو اپنا جانشین بنایا اور خود چار سو افراد کا لشکر لے کر نجد کی طرف روانہ ہوئے، آپ ﷺ دشمن کے عظیم لشکر کے روبرو ہوئے مگر دشمن کو خوف و دہشت نے گھیر لیا اور کسی طرح کے ٹکراؤ سے پہلے ہی دشمن متفرق ہوگیا۔

اس سفر میں دشمن کے حملے کے پیش نظر، خطرناک ماحول میں رسول ﷺ خدا نے لشکر اسلام کے ساتھ نماز خوف ادا کی پیغمبر اکرم ﷺ کے سفر کی کُل مدّت ۱۵ روز تھي۔[۲]

غزوہ دُومَۃُ الجَندَل

روانگی بروز اتوار ۲۵ ربیع الاول ۵ ھ ق، مطابق ۲۶ اگست ۶۲۶ ء

مدینہ واپسی ۲۰ ربیع الثانی، بمطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۶ ئ بروز جمعرات

مخبروں نے رسول خدا ﷺ کو خبر دی کہ دُومَۃُ الجندل میں بہت سے لوگ جمع ہوگئے ہیں اور مسافروں کا راستہ روکنے کے علاوہ ان پر ظلم و ستم بھی ڈھا رہے ہیں ان کا ارادہ ہے کہ مدینہ پر حملہ کریں۔ رسول خدا ﷺ نے سبَاعَ بن عرفُطَہ غفاري کو مدینہ میں اپنا جانشین معیّن

فرمایا اورہزار آدمیوں کے لشکر کے ساتھ دُومَۃُ الجندل کی طرف روانہ ہوگئے_

آنحضرت ﷺ کے سپاہی راتوں کو راستہ طے کرتے اوردن کو درّوں میں چُھپ کرآرام کرتے تھے_ دشمن کو لشکر اسلام کی روانگی کا پتہ چلا تو ان پر ایسا رعب طاری ہوا جوپہلے کبھی نہیں ہوا تھا اور فوراً ہی اس علاقے سے فرار ہوگئے_

رسول خدا ﷺ چند دن علاقے میں قیام پذیر رہے اور مختلف دستوں کو اطراف و جوانب میں بھیجا تاکہ معلومات اکٹھی کرنے کے لیے ساتھ ساتھ دشمنوں کی ممکنہ سازشوں کو ناکام بنائیں_ آپ ﷺ ۲۵ روز کے بعد مدینہ پلٹ آئے_ لوٹتے وقت فراز نامی شخص سے، جس کا قبیلہ قحط سے متاثر ہوا تھا، معاہدہ کیا اور اسے اجازت دی کہ مدینہ کے اطراف کی چراگاہوں سے استفادہ کرے[۳]_

اس غزوہ کی اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ سے دور دراز کے علاقوں تک جادہ پیمائي اور خشک و ہولناک صحراؤں سے عبور کرنے میں مسلمانوں کی طاقت کا مظاہرہ ہوا اوردوسری طرف اسلام مشرقی روم کی سرحدوں تک نفوذ کرگیا اور یہ فوجی تحریک رومیوں کی تحقیر کا موجب بنی_ مسعودی کی تحریر کے مطابق، تاریخ اسلام میں روم جیسی بڑی طاقت کی گماشتہ حکومت کے ساتھ فوجی مقابلہ کرنے کے لئے یہ پہلا قدم تھا_[۴]

غزوہ خَندَق (اَحزاَب)

تقریباً ۲۳ شوال ۵ ھ ق[۵] بمطابق ۱۹ مارچ ۶۲۶ئ

غزوہ خندق کے اسباب

بنی نضیر کے یہودی جنھونّنے بغض و کینہ اور انتقامی جذبات کے ساتھ مدینہ چھوڑا تھا

خاموشی سے نہیں بیٹھے جب یہ لوگ خیبر پہنچے تو ان کے سردار حُيَّ بن اَخطَب اور کنانۃبن اَبی الحُقیق ، ابُو عامر فاسق اور ایک جماعت کے ساتھ مکہ روانہ ہوئے قریش اور ان کے تابعین کو رسول خدا ﷺ سے جنگ کی دعوت دی ، انہوں نے قریش سے کہا کہ " محمد ﷺ کی طرف سے بہت بڑا خطرہ ہمارے انتظار میں ہے اگر فوراً پسپا کردینے والا لشکر تیار نہ کیا گیاتو محمد ﷺ ہرجگہ اور ہر شخص پر غالب آجائیں گے"_

ایک طرف بدر مَوعد میں قریش کی شکست و سرنگونی ، جنگ کی دھمکی دینے کے باوجود لشکر اسلام کے خوف سے حاضر نہ ہونا اور لشکر اسلام کی پے درپے کامیابی نے قریش کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا کہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی جنگی طاقت کے پیش نظر اسلامی تحریک کو کچلنے کے لیے کوئی بنیادی اقدام کرنا چاہیے _ اسی وجہ سے قریش خود اس فکر میں تھے کہ ایک عظیم لشکر تیار کریں اور اب بہترین موقع آن پہنچا تھا_ اس لئے کہ یہودیوں نے اعلان کیا کہ ہم تمہارے ساتھ رہیں گے یہاں تک کہ محمد ﷺ کو جڑ سے اکھاڑ کرپھینک دیں لہذا وہ قریش کے سرداروں کے ساتھ کعبہ میں گئے اور وہاں انہوں نے قسم کھائی کہ ایک دوسرے کو بے سہارا نہیں چھوڑیں گے اور پیغمبر ﷺ سے مقابلے کے لئے آخری فردتک ایک دل اور ایک زبان ہوکر ڈٹے رہیں گے_ (۶) قریش نے یہودیوں کے سربرآوردہ افراد سے پوچھا کہ تم قدیم کتاب کے جاننے والے اور عالم دین ہو تم فیصلہ کرو کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمد ﷺ کا؟ یہودیوں کے چالاک و دھوکہ باز سرداروں نے جواب دیا کہ " تمہارا دین بہتر ہے اور تم حق پر ہو"_

یہ یہودی توحید پر ایمان کے باوجود ایسی بات کہہ کر سخت گناہ کے مرتکب ہوئے اور انہوں نے اپنی سیاہ تاریخ میں ننگ و عار والے ایک بڑے دھبے کا اضافہ کیا_ ایک یہودی

مصنف ڈاکٹر اسرائیل اپنی کتاب "تاریخ یہودیان عربستان" میں لکھتا ہے کہ "ہرگز یہ بات مناسب نہیں تھی کہ یہودی ایسی خطا کے مرتکب ہوتے اگرچہ قریش ان کی خواہش کو رد کردیتے ، اس کے علاوہ ہرگز یہ بات صحیح نہیں تھی کہ ملّت یہود، بُت پرستوں کے پاس پناہ لیتی اس لئے کہ یہ روش تورات کی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔[۷]

قرآن اس اتحاد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جن کو کتاب سے کچھ حصّہ دیا گیا ہے وہ کس طرح بتوں اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں اور کافرین و مشرکین سے کہتے ہیں کہ تمہارا راستہ مومنین کی بہ نسبت حقیقت سے زیادہ نزدیک ہے"[۸]۔

جب مشرکین نے یہودی سرداروں سے مدد کا وعدہ اور روانگی کی تاریخ معیّن کی تو یہودیوں نے بھی ان سے وعدہ کیا کہ بنی قُرِیظَہ کے یہودیوں کو جو اس وقت ساکن مدینہ تھے ، مدد کے لئے بلائیں گے۔ قریش کو پیمان شکنی اور جنگ پر آمادہ کرنے کے بعد یہودی وفد قبیلہ غَطفان کی طرف روانہ ہوا ، قبیلہ غَطفان کے افراد نے ان کی ہمراہی کے علاوہ اپنے ہم عہد قبیلہ بنی اسد کو مدد کی دعوت دی اور قریش نے اپنے حلیف قبیلہ بنی سُلَیم کو مدد کیلئے بلایا[۹]۔

یہودیوں کی شہ پر اسلام کے خلاف ایک بہت بڑا محاذ تیار ہو گیا ، جس میں مشرکین ، مستکبرین ، منافقین ،یہود ، مدینہ سے فرار کرنے والے ،قریش کے مختلف قبائل ، بنی سلیم ، بنی غطفان ، بنی اسد اور دیگر احزاب و قبائل شامل تھے اور سب نے مل کر اسلام کے خلاف جنگ کی ٹھانی ہوئی تھی تا کہ نور خدا کو خاموش کردیں۔ جنگی اخراجات اور اسلحہ کی فراہمی یہود کی طرف سے انجام پائی۔

لشکر احزاب کی مدینہ کی طرف روانگي

مختلف قبیلوں اور گروہوں کی طرف سے اس جنگی معاہدے کے نتیجہ میں اکٹھے ہونے والے افراد کی مجموعی تعداد دس ۱۰ ہزار سے زیادہ[۱۰] اور لشکر کی کمان ابوسفیان کے ہاتھوں میں تھي_ لشکر احزاب کے جنگجو افراد اسلحہ سے لیس روانگی کیلئے تیار تھے_ اس زمانہ میں جنگی ایمونیشن اور سازوسامان سے لیس اتنا بڑا لشکر سرزمین حجاز نے کبھی نہیں دیکھا تھا_

ماہ شوال ۵ ہجری میں ابوسفیان نے احزاب کے سپاہیوں کو تین الگ الگ دستوں میں یثرب کی جانب روانہ کیا_

لشکر کی روانگی سے متعلق رسول خدا ﷺ کا آگاہ ہونا

جب یہ لشکر مکّہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا تو قبیلہ خُزاعة کے چند سوار نہایت سرعت کے ساتھ پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس پہنچے اور سپاہ احزاب کی روانگی کی خبر دي_

رسول ﷺ خدا نے لشکر کی جمع آوری اور آمادہ باش کے اعلان کے ساتھ جنگی ٹیکنیک اور دفاعی طریقہ کار کی تعیین کے لئے اصحاب سے مشورہ فرمایا اور مشاورتی کونسل میں یہ بات پیش ہوئي کہ مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کی جائے یا مدینہ کے اندر موجود رہیں اور شہر کو ایک طرح سے قلعہ بنادیں؟ سلمان فارسی نے کہا " اے اللہ کے رسول ﷺ جب ہم ایران میں تھے تو اس وقت اگر دشمن کے شہ سواروں کے حملے کا خطرہ ہوتا تھا تو شہر کے چاروں طرف خندق کھود دیتے تھے" دفاع کے لئے منعقدہ مجلس مشاورت نے سلمان کی رائے کو مان لیا اور رسول خدا ﷺ نے سلمان کے نقشہ کے مطابق خندق کھودنے کا حکم دیا_[۱۱]

اس زمانہ میں مدینہ، تین طرف سے طبیعی رکاوٹوں جیسے پہاڑوں، نخلستان کے جھنڈ اور

نزدیک نزدیک بنے ہوئے گھروں میں گھرا ہوا تھا صرف ایک طرف سے کھلا اور قابل نفوذ تھا_

رسول خدا ﷺ نے ہردس ۱۰ آدمیوں کو چالیس زراع کے ایک قطعہ ارض کو کھودنے پر مامور کیا_ جزیرۃ العرب کی گرم اور جھلسا دینے والی ہوا کے بر خلاف مدینہ سردیوں میں صحرا کی طرح سرد اور تکلیف دہ تھا، جن دنوں خندق کی کھدائي ہو رہی تھی تین ہزار مسلمان صبح سویرے آفتاب طلوع ہونے سے پہلے جاڑے کی سخت سردی میں لبوں پر، پُر شور نعرہ اور دلوں میں حرارت ایمانی کے جوش و ولولہ کے ساتھ کام میں مشغول ہوتے اور غروب آفتاب تک کام کرتے رہتے رسول خدا ﷺ بھی تمام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ کام میں مشغول تھے_ پھاوڑے چلاتے، مٹّی کو زنبیل میں ڈال کر کاندھوںپر رکھ کر باہر لاتے تھے_ سلمان نہایت تیزی سے چند آدمیوں کے برابر کام کر رہے تھے_ مہاجر و انصار ہر ایک نے کہا کہ سلمان ہم میں سے ہیں، لیکن رسول خدا ﷺ نے فرمایا" سلمان ہم اہل بیت (ع) میں سے ہیں"[۱۲]_

بجلی کی چمک میں آنحضرت ﷺ نے کیا دیکھا؟

خندق کھودتے کھودتے سلمان کے سامنے ایک بہت بڑا سفید پتّھر آگیا_ انہوں نے اور دوسرے افراد نے کافی کوشش کی مگر پتّھر اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں_ رسول خدا ﷺ کو خبر ہوئي تو آپ ﷺ تشریف لائے اور ہتھوڑے سے پتّھر پر ایک ضرب لگائي، اس ضرب کی وجہ سے ایک بجلی چمکی اور پتّھر کا ایک حصّہ ٹوٹ کر بکھر گیا_ پیغمبر اسلام ﷺ نے صدائے تکبیر بلند کی، جب دوسری اور تیسری بار آپ ﷺ نے ضرب لگائي تو ہر ضرب سے بجلی چمکی اور پتّھر کے ٹکڑے

ہونے لگے، رسول خدا ﷺ ہر بار صدائے تکبیر بلند کرتے رہے، جناب سلمان نے سوال کیا کہ آپ ﷺ بجلی چمکتے وقت تکبیر کیوں کہتے تھے؟

رسول خدا ﷺ نے فرمایا "جب پہلی بار بجلی چمکی تو میں نے یمن اور صَنعاء کے محل کھلتے دیکھے، دوسری مرتبہ بجلی کے چمکنے میں شام و مغرب کے سرخ محلوں کو فتح ہوتے دیکھا، اور جب تیسری بار بجلی چمکی تو میں نے کسری کے محلات کو دیکھا کہ جو میری اُمت کے ہاتھوں مسخر ہوجائیں گے"_[۱۳]

مومنین رسول خدا ﷺ کی بشارت سے خوش ہوگئے اور "بشارت، بشارت" کی آواز بلند کرنے لگے_ لیکن منافقین نے مذاق اُڑایا اور کہا کہ "حالت یہ ہے کہ دشمن ہر طرف سے ٹوٹ پڑرہے ہیں اور اتنی جرات نہیں ہے کہ ہم قضائے حاجت کے لئے باہر نکل سکیں اور محمد ﷺ ایران و روم کے محلوں کی فتح کی گفتگو کررہے ہیں_ سچ تو یہ ہے کہ یہ باتیں فریب سے زیادہ نہیں ہیں (معاذ اللہ) قرآن منافقین کے بارے میں کہتا ہے "منافقین او روہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری (نفاق) ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدے جو خدا اور اس کے رسول ﷺ کررہے ہیں یہ دھوکے سے زیادہ نہیں ہیں"[۱۴]_

منافقین خندق کھودنے میں مسلمانوں کی مدد کررہے تھے مگر ان کی کوشش تھی کہ کسی بہانے سے اپنے کاندھوں کو اس بوجھ سے خالی کریں اس طرح وہ اپنے نفاق کو آشکار کررہے تھے_

خندق کی کھدائی تمام ہوئی جس کی لمبائی ۱۲۰۰۰ زراع تقریباً ۵/۴ کلومیٹر، گہرائی ۵ ہاتھ اور اس کی چوڑائی اتنی تھی کہ ایک سوار گھوڑے کو جست دیگر پار نہیں کرسکتا تھا_ آخر میں خندق کے بیچ میں کچھ دروازے بنادیئے ئے اور ہر دروازے کی نگہبانی کے لئے ایک قبیلہ

معیّن کردیا گیا اور زبیر بن عوام کو دروازوںکے محافظین کی سربراہی پر معیّن کیا گیا (۱۵)_
مسلمانوں نے خندق کے پیچھے اپنے لئے مورچے بنالئے اور شہر کے دفاع کے لئے تیرانداز مکمل آمادگی کے ساتھ موجود تھے_

مدینہ لشکر کفار کے محاصرے میں

کفر کا حملہ آور لشکر ابوسفیان کی سرکردگی میں خندق کھدجانے کے چھ دن بعد سیلاب کی طرح مدینہ پہنچ گیا_ انہوں نے شہر کے چاروں طرف اور اپنے آگے ایک بڑی خندق دیکھی اور مسلمانوں کی اس دفاعی حکمت عملی پر حیران رہ گئے_ جنگی دیدہ وروں نے کہا" یہ فوجی حربہ محمد ﷺ نے ایرانیوں سے سیکھا ہے اس لئے کہ عرب اس ڈھنگ سے واقف نہیںہیں_" کفارنے مجبوراً اپنے خیمے خندق کے سامنے لگالئے_ دشمن کے لشکر کے خیموں سے سارا بیابان سیاہ ہوگیا_ لشکر اسلام نے بھی خندق کے اس طرف خیمے لگالئے اور دشمن سے مقابلے اور اس کے حملے سے بچنے کے لئے تیار ہوگئے_

بنی قُریَظہ کی عہد شکني

لشکر احزاب اور اس کے سپہ سالار ابوسفیان کے دماغ پر مسلمانوں پر برق رفتاری سے کامیابی حاصل کرنے کا بھوت سوار تھا، خندق جیسی بڑی رکاوٹ کے سامنے آجانے سے اب راستے کی تلاش میں لگ گئے تا کہ لشکر کو خندق کے پار پہنچا سکیں_
مدینہ سے شہربدر کیئے جانے والے یہودی قبیلے بنی نضیر کا سردارحی ابن اخطب جنگ کی آگ بھڑکانے کا اصلی ذمّہ دار تھا_ وہ خندق کی موجودگی کیوجہ سے سپاہ احزاب کے حملے کو

ناکام ہوتے ہوئے دیکھ کر سب سے زیادہ خوف زدہ تھا، وہ کوشش کر رہا تھا کہ جلد سے جلد احزاب کی کامیابی کا کوئی راستہ مل جائے _ اس نے مدینہ کے اندر سے محاذ کھولنے کا ارادہ کیا _ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بَني قُرَيظہ کے یہودی جو مدینہ میں مقیم تھے، بہترین وسیلہ تھے _ اس نے رئیس قبیلہ سے گفتگو کرنے کا ارادہ کیا، قلعہ بَني قُرَيظہ کی طرف گیا اور قلعہ کے بند دروازوں کے پیچھے سے گفتگو کی، قبیلہ بَني قُرَيظہ کے سردار کعب بن اَسَد نے جواب دیا کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد و پیمان کیا ہے اور ہم یہ معاہدہ نہیں توڑ سکتے اس لئے کہ سوائے سچّائي اور وفاداری کے ان سے ہم نے اور کچھ نہیں دیکھا ہے _

حُيِّ، کعب کو بھڑکانے میں کامیاب ہوگیا اور اس نے اپنے لئے قلعہ کا دروازہ کھلوالیا _ قلعہ میں داخل ہوا اور بَني قُرَيظہ کے بزرگ افراد کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئے ہوئے اپنے عہد و پیمان کو توڑدیں اور اپنی فوجیں نیز دوسرا سامان حملہ آوروں کو دیدیں _

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب بَني قُرَيظہ کے یہودیوں کی پیمان شکنی کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ اوس و خزرج کے دو بزرگ افراد سَعد بن مُعَاذ اور سَعد بن عُبادۃ کو مزید تحقیقات کے لئے قلعہ بَني قُرَيظہ روانہ کیا _ وہ لوگ اس بات پر مامور تھے کہ اگر یہ خبر صحیح ہو تو خفیہ طور پر اس کی اطلاع رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیں _ انہوں نے واپسی پر خفیہ کوڈ "عَضَل" و "قارَہ" کے الفاظ کے ساتھ یہودیوں کی پیمان شکنی کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی _ (۱۶)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے ولولے کو باقی رکھنے کے لئے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا اے مسلمانو میں تمہیں کامیابی کی بشارت دیتا ہوں _ (۱۷)

خطرناک صورتحال

اسلامی تحریک ایک حساس موڑ پر تھی ایک طرف اسلحہ سے لیس دشمن کا دس ہزار افراد پر مشتمل لشکر شہر کے سامنے خیمہ زن تھا اور ہر لحظہ اس بات کا امکان تھا کہ خندق کو پار کر کے شہر میں کشت و خون کا بازار گرم نہ کردے۔ اور دوسری طرف قبیلہ بَني قُرَيظہ کے خائن یہودی پیمان شکنی کر کے مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپنے کے لئے آمادہ تھے نہتے مسلمانوں بچّوں اور عورتوں پر یہودیوں کے حملے کا خطرہ، کفار کے لشکر کا خندق عبور کرنے کے خطرہ سے زیادہ خطرناک تھا۔

اس ہنگامے میں منافقین، شیطانی قہقہوں، طعنوں اور اشارے و کنائے سے مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشي، لوگوں کو دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دینے کی تشویق، اپنے گھروں کے دفاع کا سامان نہ ہونے کا بہانہ بنا کر فرار کا قصد اور اپنی دفاع جگہوں کو چھوڑ دینے کا ارادہ کر رہے تھے۔ قرآن اس سلسلہ میں کہتا ہے کہ:

"جب ایک گروہ (منافقین اور سیاہ قلب افراد) نے کہا کہ اے یثرب کے لوگو اب سرزمین یثرب تمہارے رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ لذا پلٹ جاؤ اور ان میں سے ایک گروہ رسول خدا ﷺ سے اجازت مانگ رہا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارے گھر کھلے ہوئے ہیں، دفاع کا کوئي انتظام نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ان کا ارادہ و مقصد فرار کے سوا اور کچھ نہیں" (۱۸)

لیکن خدا اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھنے والے جاں باز نہ صرف ایسے طوفانوں سے لرزاں نہیں ہوئے بلکہ اور زیادہ مستحکم ہوگئے۔ قرآن ان کے بارے میں کہتا ہے:

"جب مسلمانوں نے احزاب کے لشکر کو دیکھا تو کہا کہ یہ وہی ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کیا ہے اور اس واقعہ نے ان کے ایمان و تسلیم کو بڑھانے کے علاوہ اور

کچھ نہیں کیا" (۱۹)

اس حساس موقع پر رسول خدا ﷺ مسلسل اپنی شعلہ بار تقریروں سے اسلام کے جاں بازوں کے حوصلے بڑھاتے رہے، ان کے فرائض یاد لاتے رہے اور فرماتے "اگر تم صبر سے کام لوگے اور خدا پر بھروسہ کروگے تو کامیاب رہوگے_" اور ان لوگوں کو خدا اور اس کے پیغمبر ﷺ کی فرماں برداری کی طرف توجّہ دلاتے رہے_

ایسی حالت میں جاں بازان اسلام اپنے محاذ کی نگہبانی اور تحفظ کے ساتھ ساتھ خندق کے اس طرف بَنِي قُرَيظہ کے شب خون مارنے کے خطرے کو ناکام بنانے کے لئے ۵۰۰ جاں باروں کا ایک گشتی دستہ لیکر پوری تیاری کے ساتھ گشت لگاتے رہے اور راتوں کو اپنے نعرہ تکبیر کی بلند آوازوںسے دشمن کے دلوں میں خوف و ہراس ڈالتے رہے_ اس طرح غفلت کے عالم میں دشمن کو حملے کرنے کا موقع نہیں مل سکا اور مدینہ پر حملے کا خطرہ ٹل گیا_

ایمان و کفر کا آمنا سامنا

خندق کے دوسری طرف لشکر احزاب بہت دونوں تک یوں ہی پڑا رہا لیکن نہ پیادوں میں سے کوئی خندق عبور کرسکا اور نہ سواروں میں سے_ آخر کار لشکر شرک میں سے پانچ آدمیوں عَمروبَن عَبدوَدّ، عکرمۃبن اَبی جَہل، ہُبَیرۃ بَن اَبی وَہب، نَوفل بَن عَبداللہ، ضراربن خَطّاب جنگی لباس پہننے کے بعد غرور و تکبّر کے ساتھ اتحادّیوں کی لشکر گاہ سے باہر آکر ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "آج پتہ چل جائے گا کہ حقیقی بہادر کون ہے؟"

اس کے بعد انہوں نے ایڑلگا کر گھوڑوں کو اس حصّہ کی طرف سے اُڑایا جو خندق کا کم چوڑا حصّہ تھا_ جانبازوں کا دفاع ان کو نہ روک سکا عَمروبَن عَبدوَدّ نے بلند آواز سے

مبارز طلبی کی اور مذاق اُڑانے والے لہجہ میں بولا " اے بہشت کے دعویدارو کہاں ہو؟ کیا کوئی ہے کہ جسے میں بہشت روانہ کروں یا وہ مجھے جہنّم بھیج دے ؟" وہ اپنی بات کا تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے کہا " میں نے اتنی آوازیں دی کہ میں تھک گیا اور میری آواز بیٹھ گئی ہے"

اس موقع پر پیغمبر اکرم ﷺ نے مسلمانوں کی طرف رخ کیا اور فرمایا کیا کوئی ہے جو اس کے شر کو ہمارے سروں سے دور کرے؟" حضرت علی (ع) نے آمادگی کا اعلان کیا_ رسول خدا ﷺ نے ان کو اجازت نہیں دی اور اپنی بات پھر دہرائي ، مجاہدین اسلام کے درمیان سکوت کی حکمرانی تھی کسی میں بھی قریش کے بڑے پہلوان سے مقابلہ کی جرات نہ تھی_ تیسری بار آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا اور اس موقع پر بھی حضرت علی (ع) ہی تھے جنھوں نے آمادگی کا اعلان کیا_

نتیجہ میں پیغمبر اکرم ﷺ نے حضرت علی (ع) کو اجازت دیدی اور اپنا عمامہ ان کے سر پر رکھا، اپنی تلوار ان کو عطا کي_ جب علي(ع) قریش کے اس بہادر سے لڑنے کے لئے چلے تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا" اب کل ایمان کل شرک کے مقابل ہے"[۲۰]

اس زمانہ کے آئین رزم کے مطابق اسلام و شرک کے دونوں بہادروں نے رجز خوانی کی اور اس کے بعد تلوار نیام سے باہر نکال کر حملہ آور ہوگئے_ جنگ کے وقت میدان میں اتنی گرد اُڑ رہی تھی کہ دونوں میں سے کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا یہاں تک کہ علی (ع) کے نعرہ تکبیر کی آواز گونجي، پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا" خدا کی قسم علي(ع) نے اس کو قتل کردیا_"

یہ واقعہ اس قدر برق آسا اور حیرت انگیز تھا کہ عمرو کے ساتھی اس کے قتل کو دیکھنے کے بعد فوراً فرار کر گئے_ نوفل بن عبداللہ خندق پار کرنے کے لئے کودتے وقت اس میں

گرگیا اور جان بازان اسلام نے اس پر سنگ باری کردي، وہ چلّانے لگا کہ عرب کا قتل جواں مردی کے ساتھ ہوتا ہے_ علی علیہ السلام نہایت سرعت سے خندق میں کود پڑے اور اس کو بھی قتل کر ڈالا_[۲۱]

خندق کے دن حضرت علی (ع) کی ضربت آئین اسلام کے استقرار کا سبب بنی اس لئے کہ اگر حضرت علی (ع)، عَمرو بن عَبدوَدّ کو قتل نہ کردیتے تو لشکر احزاب کی مسلمانوں کے سلسلہ میں جرات بڑھ جاتی اور ان میں سے دوسرے افراد بھی خندق کو پار کر کے حیات اسلام کا خاتمہ کردیتے_

رسول خدا ﷺ نے اس ضربت کی فضیلت میں فرمایا_ "روز خندق علي(ع) کی ضربت تمام جن و انس کی عبادت سے افضل ہے"[۲۲]

اس کے دوسرے دن خالدبن ولید نے شکست کے جبران کے لئے خندق کے کم چوڑے حصّہ کی طرف سے اپنے شہ سواروں کے دستہ کو خندق سے عبور کرانا چاہا لیکن مجاہدین اسلام کے مردانہ واردفاع نے، جو غروب تک جاری رہا ، دشمن کے ہر طرح کے ابتکار عمل کی قوّت کو سلب کرلیا_

سوالات :

۱_ غزوہ دومۃ الجندل کی اہمیّت کس چیز میں ہے؟

۲_ جنگ احزاب کے اصلی محرّک کون لوگ ہیں؟

۳_ خندق کھودنے کی تجویز کس نے پیش کي؟

۴_ بنی قُرَیظَہ کے یہودیوں نے کیوں پیمان شکنی کي؟

۵_ جنگ خندق میں ضربت علی (ع) کی اہمیت کس وجہ سے ہے؟

حوالہ جات

۱_ اس غزوہ کی تاریخ میں اختلاف ہے، ابن ہشام اس کو جمادی الاولی ۴ھ کے واقعات میں ذکر کرتے ہیں لیکن واقدی اور مسعودی نے اسے محرم ۵ ھ کے واقعات میں ذکر کیا ہے_ سیرة ابن ہشام ج ۳ ص ۲۱۳_ تاریخ طبری ج ۲، ص ۵۵۵_ مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۹۵_ التنبہ و الاشراف مسعودی ملاحظہ ہو_

۲_ سیرة ابن ہشام ج۳ص ۲۱۳_ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۵۴/۵۵۵_

۳_ مغازی واقدی ج ۱ ص ۴۰۲ تا ۴۰۳_ طبقات ابن سعدج ۲ ص ۶۲_

۴_ التنبیہ و الاشراف ص ۲۱۵_

۵_ لیکن غزوہ احزاب کی صحیح تاریخ مورخین نے بیان نہیں کی ہے اور کہا ہے کہ شوال یا ذی قعدہ ۵ ہجری ہے_ مذکورہ بالا فرض کی بنا سپاہ احزاب کے ذریعہ مدینہ کا محاصرہ ۲۳ شوال ۵ ہجری ہوگا_

۶_ اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ ایک مہینے تک مدینہ پر لشکر احزاب کا محاصرہ تھا_ اور پھر مورخین کی اکثریت نے لکھا ہے کہ دشمن کے فرار کے بعد بلافاصلہ اسلامی سپاہیوں نے اسی دن بنی قریظہ کے لشکر اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا جس کی تاریخ ۲۳ ذی قعدہ بیان کی گئي ہے لیکن غزوہ احزاب کی دقیق تاریخ مؤرخین نے بیان نہیں کی بلکہ لکھاہے کہ ۵ ھ ق میں ماہ شوال یا ذی القعدہ میں یہ غزوہ پیش آیا لیکن اگر بنی قریظہ کے قلعہ کی تاریخ کو دقیق فرض کریں تو پھر دشمن نے مدینہ کا محاصرہ ۲۳ شوال ۵ ھ ق کو کیا_

۷_ طبقات ابن سعد ج۲ ص ۶۶_ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۶۵_

۸_ حیات محمد ﷺ ، ڈاکٹر ہیکل ص ۲۹۷_

۹_ ﴿الم تَرَ الی الّذین اُوتوا نَصیباً من الکتب یُؤمنون بالجبت و الطّاغوت و یقولون للّذین کَفَرُوا هؤلاء اَهدی منَ الَّذینَ اَمنُو سبیلاً﴾(نسائ/۵۱)_

۱۰_ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۶۶_

۱۱_ التنبیہ و الاشراف میں مسعودی کی نقل کے مطابق حملہ آوروں کی تعداد چوبیس ہزار تھي_

۱۲_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۴۴۴_

۱۳_ سیرۃ حلبیہ ج ۲ ص ۳۱۳_ "سلمانُ منّا اہل َ البیت"_

۱۴_ سیرۃ حلبیہ ج ۲ ص ۳۱۳_ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۶۹_ تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۳۱، ۱۳۲ تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ_

۱۵_﴿و اذ یقولُ المنافقون و الّذین فی قلوبھم مَرَضٌ ما وعدنا اللہُ و رسُولُه الا غُزوراً﴾ (احزاب۱۲) تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۷۰_

۱۶_ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۵۰_

۱۸_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۴۵۴/۴۵۹ سے تلخیص کیساتھ_ عَضَل و قارّہ دو قبیلوں کے نام ہیں_ یہ وہ قبیلے ہیں جنہوں نے اصحاب رجیع والے واقعہ میں بے وفائی کی، اپنا پیمان توڑ ڈالا اور مسلمانوں کو شہید کیا ان کلمات کے استعمال کا مطلب یہ تھا کہ بنی قریظہ نے بھی ان دو قبیلوں کی مانند پیمان شکنی کی ہے_

۱۸_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۴۵۹_

۱۹ _﴿وَ اذ قَالت طَائفةٌ منهُم یَا اَهلَ یَثربَ لا مُقامَ لَکم فَارجعُوا وَیستَاذن فریقٌ مَنهُمُ النَّبِيَّ یَقولُونَ انَّ بُیُو تَنَاعَورة وَ مَا هيَ بعَورَة: ان یُریدُونَ الّا فراراً﴾ (احزاب/۱۳)_

۲۰_﴿وَ لمارَا المؤمنُونَ الا حزَابَ قَالوا هذا مَا وَعَدَنَا اللهُ و رَسُولُهُ و صَدَقَ الله و رَسُولُهُ و مَازَادَ هُم اَلّا ایماناً و تَسلیماً﴾(احزاب/۲۲)_

۲۱_ برز الایمانُ کُلّه، الی الشرک کلہ_

۲۲_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۴۷۰_ ارشاد شیخ مفید ص ۵۳_

۲۳_ ضَربة عَليّ یومَ الخَندَق اَفضَلُ من عبادة الثقلَین_ دلائل الصدق ج ۲ ص ۱۴۵، مستدرک ج ۳ ص ۳۲_

چھٹا سبق

دشمن کی صفوں میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش

بنی قریظہ ور مشرکین کے درمیان پھوٹ

دشمن کی صفوں میں لشکر اسلام کا سپاہي

شہداء اسلام اور کشتگان کفر

لشکر احزاب کی شکست کے اسباب

جنگ احزاب کے نتائج

غزوہ بنی قریظہ

ایک خیانت کار مسلمان اور اسکی توبہ کی قبولیت

بنی قریظہ کا اپنے آپ کو رسول خدا ﷺ کے حوالے کرنا

سعد ابن معاذ کا فیصلہ

سعد کے فیصلے کی دلیلیں

پیمان شکنی کا انجام

اساری اور مال غنیمت

سوالات

حوالہ جات

دشمن کی صفوں میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش

ایک طرف دشمن کے حوصلے بہت زیادہ کمزور ہوچکے تھے اور دوسری طرف مسلمان بھی بہت زیادہ دباؤ محسوس کر رہے تھے_ ایسے حالات میں رسول خدا ﷺ نے کوشش کی کہ دشمن کی صفوں میں اختلاف پیدا ہوجائے اور احزاب کے فوجی اتحاد کا شیرازہ بکھرجائے، اس غرض سے آپ نے قبائل غَطفَان کے سربرآوردہ افراد کے پاس پیغام بھیجا کہ "کیا تم لوگ اس کام کے لئے تیار ہو کہ مدینہ کی کھجوروں کا تیسرا حصّہ تم کو دیدوں اور تم اپنے خاندان کی طرف پلٹ جاؤ اور دوسرے قبیلوں میں بھی اس بات کی تبلیغ کرو کہ وہ جنگ سے دست بردار ہوجائیں؟" ان لوگوں نے مصالحت کے لئے نصف کا مطالبہ کیا اور پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس مذاکرے کے لئے حاضر ہوگئے_ رسول خدا ﷺ نے کاغذ، قلم اور دوات لانے کا حکم دیا تا کہ ایک ثلث کی قرارداد لکھی جائے_ اس وقت مدینہ کے سربرآوردہ افراد سَعدبن عُبَادَۃ اور سَعدَبن مُعاذ آگئے، انہوں نے کہا کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ یہ حکم خدا کی طرف سے ہویا آپ ﷺ کا ذاتی نظریہ ہو، ہم اس کے فرمانبردار ہیں لیکن اگر آپ ﷺ ہمارا نظریہ جاننا چاہتے ہیں تو ہم ان کو باج (ٹیکس) نہیں دیں گے_ جاہلیت کے زمانہ میں جب ہم مشرک تھے تو اس وقت خریدنے یا مہمان بننے کے علاوہ ہمارا خرما ان تک نہیںپہنچتا تھا، اب جب ہم اسلام سے سرفراز ہیں تو کیا ان کو ٹیکس ادا کریں؟ ہمارے اور ان کے درمیان تلوار کو فیصلہ کرنا چاہیئے_ (۱)

غَطَفَان کے قبیلے کے سربرآوردہ افراد جب خالی ہاتھ واپس جا رہے تھے اس وقت آپس میں باتیں کرتے جارہے تھے کہ " ان لوگوں نے جنگ جاری رکھنے کے علاوہ اور کوئي راستہ ہی اختیار نہیں کیا اور آخری فرد تک اپنے ہدف کے دفاع کے لئے تیار ہیں ایک ہم ہیں کہ سخت سردی اور خشک بیابان میں اپنے اونٹ اور گھوڑوں کو فنا کر رہے ہیں_"

بنی قریظہ اور مشرکین کے درمیان پھوٹ

رسول خدا ﷺ مشرکین کے قبائل کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے جو آپ ﷺ کے ساتھ جنگ لڑنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے اور ساتھ ہی یہ کوشش بھی کر رہے تھے کہ بنی قریظہ کے یہودیوں کے مشرکین سے تعلّقات بگڑ جائیں اور انہیں ایک دوسرے سے بدظن کر کے ان کے فوجی اتحاد میں تزلزل پیدا کردیں_ اسی وقت ایک مناسب موقعہ بھی ہاتھ آگیا_ دشمن کے محاذ کا ایک آدمی جس کا نام نعیم بن مسعود تھا مسلمان ہوگیا_ وہ ایک طرف تو بنی قریظہ کے یہودیوں سے اچّھے تعلّقات رکھتا تھا اور دوسری طرف مشرکین کے لئے مکمل طور پر قابل اطمینان تھا_ وہ جس کے دل میں نور ایمان جگمگا رہا تھا، رات کے اندھیرے میں اپنے خیمہ سے باہر نکلا اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خیمہ میں پہنچ گیا_ اور عرض کہ " اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے_ لیکن میرے قبیلے والے میرے مسلمان ہونے سے بے خبر ہیں آپ جو حکم فرمائیں میں اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں، رسول خدا ﷺ نے اس سے فرمایا" جہاں تک ہو سکے جنگ میں دشمن کے ارادہ کو کمزور بنادو" ان کو پراگندہ کردو اس لئے کہ جنگ ایک فریب ہے"_

نَعیم بن مَسعُود محلہ بنی قریظہ میں پہنچا پہلے یہ ان لوگوں کا ندیم رہ چکا تھا اس نے بنی قریظہ کو مخاطب کرکے کہا "اے بنی قُریظَہ تم اپنے ساتھ میری دوستی اوریکرنگی سے واقف ہو"۔ ان لوگوں نے کہا "ہم بھی اس بات کو اچّھی طرح جانتے ہیں اور تمہارے بارے میں بدگمان نہیں ہیں"۔

نعیم نے کہاکہ "جوبات میں کہنے جارہا ہوں اس کی شرط یہ ہے کہ تم میرے راز کو چھپاکر رکھو گے، اور وہ یہ کہ جنگ دشوار ہے، اورقریش و غَطَفَان جنگ میں سُست پڑ رہے ہیں۔ عَمرو بن عَبدوَدّ ان کا پہلوان ماراگیا اور قبیلہ غَطفان کے لوگ محمد ﷺ سے خفیہ طورپر یہ سازباز کررہے ہیں کہ وہ مدینہ کے خرما کا آدھا محصول لے لیں اور اپنی راہ لیں، ایسی صورت میں اگرقریش و غَطَفَان کو موقع ملاتو ممکن ہے فتحیاب ہوجائیں اور اگرہار گئے تو اپنا بوریہ بستر لے کر اپنے وطن چلے جائیں گے، جبکہ تم ایسا کام نہیں کرسکتے، تمہارے بال بچّے، گھربار، کھیتی باڑی اور تمہارے نخلستان یہاں ہیں، قریش و غَطَفَان کی شکست کی صورت میں محمد ﷺ تم سب کا محاصرہ کرلیں گے۔ اورتمہاری امانتیں تمہیں نہیں دیں گے لہذا تم قریش و غَطَفَان کو ساتھ لے کر جنگ نہ کرو مگریہ کہ ان کے سربرآوردہ افراد کویرغمال بناکر اپنے پاس رکھ لو اور اس طرح ان کو، محمد ﷺ کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرنے کا موقعہ نہ دو تاکہ وہ تمہیںبے سہارا چھوڑ کر اپنے کام میں نہ لگ جائیں"۔

بنی قریظہ کے یہودیوں نے کہاکہ "تم بہت پر خلوص مشورہ دے رہے ہو، ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں اور تمہارے نظریے کو عملی جامہ پہنائیں گے"۔

نعیم وہاں سے ابوسفیان اور قریش و غَطَفَان کے دوسرے سربرآوردہ افراد کے پاس آیا اور کہا" ایک بات میںنے سنی ہے جو ازراہ خیرخواہی تمہیں بتانا چاہتا ہوں لیکن شرط یہ

ہے کہ اس راز کو چھپا کر رکھنا"_

ان لوگوں نے کہا :" بہت خوب کیا کہنا چاہتے ہو_"

نعیم نے کہا "بنی قریظہ ، محمد ﷺ کے ساتھ اپنی پیمان شکنی پر پشیمان ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ جو بھول ان سے ہوئي ہے اس کا جبران کریں_انہوں نے محمد ﷺ کو پیغام بھیجا ہے کہ ہم قریش و غطفان کے ستر۷۰ سر کردہ افراد کو پکڑ کر آپ ﷺ کے حوالے کردیں گے تاکہ آپ ان کو قتل کردیں اس کے بعد جنگ کے خاتمہ تک باقی افراد کو ختم کرنے کے لئۓ ہم لوگ آپ کے ساتھ ہیں_

محمد ﷺ نے یہ پیش کش قبول کرلی ہے تم لوگ اب ہوشیار رہنا اگریہود تم سے ضمانت کے طور پر کچھ افراد مانگیں تو ایک آدمی بھی ان کے حوالے نہ کرنا_

دوسری طرف سے احزاب کے سر کردہ افراد جو ٹھنڈی راتوں اور یثرب کے بے آب و گیاہ بیابان میںاپنی طاقتوں کو ضائع کر رہے تھے، بنی قریظہ کی طرف اپنے نمائندے بھیجے اور ان سے کہلوایا کہ :

" ہم تمہاری طرح اپنے گھر میں نہیں ہیں ہمارے چوپائے دانہ اور گھاس کی کمی کی بنا پر تلف ہوئے جارہے ہیں ، لہذا جنگ کے لئۓ نکلنے میں جلد سے جلد ہمارے ساتھ تعاون کا اعلان کرو تاکہ مل جل کر مدینہ پر حملہ کردیں اور اس جنگ سے چھٹکارا مل جائے_ "

یہودیوں نے جواب دیا"پہلی بات تو یہ ہے کہ آج ہفتہ ہے اور ہم اس دن کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتے_ دوسری بات یہ ہے کہ ہم تمہارے ساتھ مل کر جنگ نہیں کریں گے لیکن ایک شرط پر اور وہ یہ کہ تم اپنے اہم افراد میں سے کسی کو ہمارے حوالہ کردو تاکہ ہم اطمینان کے ساتھ محمد ﷺ کے ساتھ جنگ کریں اس لئۓ کہ ہمیں ڈرہے کہ اگر تم جنگ سے عاجز

آجاؤ گے تو محمد ﷺ کے ساتھ ساز باز کرلوگے اور ہمیںبے سہارا چھوڑ دوگے ، ہم تنہا ان سے جنگ کی طاقت نہیں رکھتے اس طرح ہم کہیں کے نہیں رہیں_

جب قریش اور غَطفَان کے نمائندے واپس آئے اور مذاکرات کے نتیجہ سے آگاہ کیا تو ان لوگوں نے کہا "بخدا نعیم بن مسعود نے سچ کہا تھا" لہذا انہوں نے پھر سے پیغام بھیجا کہ ہم ایک آدمی کو بھی تمہارے حوالہ نہیں کریں گے اگر تم واقعی اہل نبرد ہو تو آؤ محمد ﷺ سے جنگ میں ہماری مدد کرو_

بنی قریظہ نے بھی اس پیغام کو سننے کے بعد ان کے بارے میں شک کیا اور کہا کہ " نعیم سچ کہہ رہا تھا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں محمد ﷺ کے ساتھ الجھادیں اور اگر موقعہ مل جائے تو اس سے فائدہ حاصل کریں ورنہ ہمیںبے سہارا چھوڑدیں اور اپنے شہر کی طرف واپس پلٹ جائیں، پھر ایسی صورت میں محمد ﷺ سے مقابلہ کی سکت ہم میں نہیں ہے_" بنی قریظہ کے یہودیوں نے قریش اور غَطفَان کے سرداروں کو پھر سے پیغام دیا کہ جب تک ہمیں کچھ لوگ ضمانت کے طور پر نہ دوگے اس وقت تک ہم تمہارے ساتھ مل کر محمد ﷺ سے جنگ نہیں کریں گے_

دشمن کے درمیان تفرقہ پھیل گیا ، دل خوف ہراس سے لبریز ہوگئے، ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی میں بتلا ہوگئے اور جنگ جاری رکھنے کے سلسلہ میں اختلاف ہوگیا_ اورخدانے اس طرح سے ان لوگوں کو ایک دوسرے کی مدد سے باز رکھا_ جاڑے کی سردرات میں خدائي مدد لشکر توحید کو مل گئي اور خدا کے اذن سے بہت تیز ہوائیں چلیں اور دشمنوں کے خیموں کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا آگ بجھادی ان کی دیگوں کو الٹ دی اور شدید گردو غبار نے فضا کو تاریک بنادیا_ (۲)

دشمن کی صفوں میں لشکر اسلام کا سپاہي

مختلف احزاب کے سرداروں کے درمیان جو اختلاف ہوگیا تھا اس کی اطلاع ملنے کے بعد اسی سردی اور طوفان کے عالم میں رسول خدا ﷺ نے جناب حُذَیفہ بن یَمان کو معین فرمایا کہ وہ دشمن کے درمیان جا کر ان کے حالات کی اطلاع حاصل کریں_

جناب حذیفہ فرماتے ہیں: کہ میں نکلا اور رات کی تاریکی میں دشمن کے خیموں میں وارد ہوا وہاں میں نے دیکھا کہ شدید گرد و غبار اُڑ رہا ہے اور خدا کے لشکر یعنی "ہوا" نے نہ کوئي دیگ چھوڑی ہے اور نہ کوئي خیمہ باقی رکھا ہے اور نہ آگ جل رہی ہے_ میں احزاب کے سر برآوردہ افراد کے درمیان پہنچا اور وہیں بیٹھ گیا_ ابوسفیان کھڑا ہوا اور اس نے کہا "ہر آدمی اس بات سے ہوشیار رہے کہ اس کے پہلو میں جو بیٹھا ہے وہ کون ہے؟" حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً اس آدمی کا ہاتھ پکڑلیا جو میرے پاس بیٹھا تھا اور میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا "میں معاویہ ابن ابی سفیان ہوں"_ جو آدمی میرے بائیں جانب بیٹھا تھا میں نے اس کا ہاتھ پکڑلیا اور اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا "میں عمرو بن عاص ہوں" پھر ابوسفیان نے کہا کہ "ہم اس سے زیادہ پائیداری کا مظاہرہ نہیں کرسکتے کہ اس شدید سردی میں یہاں ٹھہریں، ہماری سواریاں اور ہمارے گھوڑے کمزور ہوگئے اور ہمارے آدمی بیمار پڑ گئے_

دوسری طرف یہودیوں نے ہمارے لئے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا_ یہ طوفان ہماری آگ کو بجھا رہا ہے، ہمارے خیموں کو پارہ پارہ کر رہا ہے_ اس بات کا خوف ہے کہ کہیں خود سپاہیوں میں داخلی جنگ نہ چھڑ جائے، اس بنا پر ہمیں اپنا اثاثہ باندھ کر مکّہ پلٹ جانا چاہیئے_

ابھی سپیدہ سحری نمایاں نہیں ہوا تھا کہ دس ۱۰ ہزار کے لشکر نے نہایت ذلت کے ساتھ فرار کو ثابت قدمی پر ترجیح دی اور مکہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا_ اس طرح خدا نے مسلمانوں کی قسمت میں نصرت اور دشمنوں کے نصیب میں بکھرنا اور شکست اُٹھانا قرار دیا_

۲۳/ ذی القعدہ بدھ کی صبح پیغمبر ﷺ اور لشکر اسلام کے سامنے کفار کی فوج میں سے کوئی بھی باقی نہ تھا_ سب کے سب بھاگ چکے تھے_ پیغمبر اسلام ﷺ نے اجازت دیدی کہ مسلمان محاذ کو چھوڑدیں اور شہر کی طرف لوٹ چلیں_ (۳)

شہداء اسلام اور کشتگان کفر

اس جنگ اور تیراندازی کے نتیجہ میں لشکر اسلام کے چھ آدمی درجہ شہادت پر فائز ہوئے ان میں سے ایک سَعد بن مُعاذ تھے جن کے ہاتھ کی نس کو ایک تیر نے کاٹ ڈالا تھا وہ بنی قریظہ والے واقعہ تک زندہ تھے لیکن چند روز بعد شہید ہو گئے_ مشرکین میں سے تین افراد قتل ہوئے جن میں سے دو کی ہلاکت حضرت علی (ع) کے ہاتھوں ہوئی_ (۴)

جنگ احزاب کے بارے میں سورہ احزاب ۹ سے ۲۵ نمبر تک کی آیتیں نازل ہوئیں_

لشکر احزاب کی شکست کے اسباب

۱: لشکر اسلام کا خندق کھودنا_

۲: احزاب کے بہادر اور شجاع پہلوان "عمرو بن عبدود" کا قتل جس نے کفار کے حوصلوں پر بُرا اثر ڈالا_

۳: لشکر اسلام کی ثابت قدمی و پایداری اور اپنے محاذ کی باقاعدہ نگہبانی اور شہر مدینہ کی

مکمل حفاظت_

۴: محاصرہ کرنے والوں کے لشکر اور چوپایوں کے لئے آب و دانہ کی کمی_

۵: موسم کا ناسازگار ہونا اور شدید سردی میں حملہ کرنا جو اہل مکّہ کے لئے ناسازگار تھا_

٦: دشمن کے جنگی اتحاد کے شیرازے کا منتشر ہوجانا جو لشکر اسلام کے سربراہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فراست کا نتیجہ تھا_

۷: غیبی امداد_ قرآن اس سلسلہ میں کہتا ہے: " اے مومنو تم پر جو خدا کی نعمتیں تھیں تم انہیں یاد کرو، اس وقت جب تمہارے ساتھ جنگ کے لئے لشکر آیا ہوا تھا، تو ہم نے ہوا اور اس لشکر کو بھیجا جس کو تم نہیں دیکھتے تھے اور تم جو کچھ کرتے ہو خدا اس سے آگاہ ہے_ (۵)

جنگ احزاب کے نتائج

جنگ احزاب کا خاتمہ، قریش کے لئے مصیبتوں کا آغاز تھا_ اس لئے کہ ایک طرف تو قریش اور مشرکین میں مسلمانوں پر حملہ کرنے کی طاقت نہیں رہی تھی اور اعراب کے درمیان ان کی حیثیت بہت گر گئي تھی اور دوسری طرف جزیرۃ العرب میں تحریک اسلامی کی حالت روز بروز مستحکم و مضبوط ہوتی جارہی تھي_ اس کے بعد ابتکار عمل لشکر اسلام کے ہاتھوں میں تھا_ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ " اس کے بعد ان (قریش) سے ہم جنگ کرینگے یہ لوگ جنگ کی ابتداء نہیں کرسکتے_ (۶)

جنگ احزاب کے بعد قریش کی اقتصادی حالت بہت زیادہ کمزور ہوگئي جبکہ حکومت اسلامی اقتصادی اعتبار سے مضبوط ہوگئي تھی_ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکّہ کے قحط زدہ افراد کے لئے مالی امداد روانہ فرمائي_

غزوہ بنی قُرَیظَہ

بروز بدھ ۲۳ ذی القعدہ ۵ ھ بمطابق ۱۷ اپریل ۶۲۷ ئ

احزاب کا شکست خوردہ لشکر مایوسی کے عالم میں مدینہ سے بھاگ گیا۔ خندق کھودنے اور بیرونی دشمنوں سے مقابلہ کرنے میں ہفتوں کی مسلسل اور انتھک کوشش کے بعد مسلمان اپنے گھروں کو لوٹے تاکہ آرام کریں۔ مدینہ میں ابھی پورے طریقہ سے امن و امان برقرار نہیںہونے پایا تھا کہ رسول خدا ﷺ نے وحی کے ذریعہ اطلاع ملنے کے بعد بلال کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اس طرح عام اعلان کریں کہ "جو خدا اور رسول ﷺ کا پیروکار ہے وہ نماز عصر قلعہ بنی قُرَیظَہ کے پاس پڑھے"۔

اسی دن عصر کے وقت رسول خدا ﷺ تین ہزار جاں بازوں کے ساتھ بنی قُرَیظَہ کے قلعہ کی طرف چل پڑے، لشکر اسلام کے آگے آگے مجاہدین اسلام کا علم اٹھائے ہوئے حضرت علی (ع) چل رہے تھے۔ چنانچہ آپ (ع) بقیہ مسلمانوں کے پہنچنے سے پہلے ہی چند افراد کے ساتھ قلعہ کے پاس پہنچ گئے۔

لشکر اسلام نے قلعہ بنی قُرَیظَہ کا محاصرہ کرلیا۔ محاصرہ ۱۵ دن تک جاری رہا[۷] اس مدت میں چند بار تیراندازی کے علاوہ کوئی حملہ نہیں ہوا۔ بنی قُرَیظَہ کے یہودی سمجھ گئے کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، لہذا اپنے نمائندے کو رسول خدا ﷺ کے پاس بھیجا اور رسول خدا ﷺ سے اس جگہ سے کوچ کرنے اور اپنے مال و اسباب کو اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی رسول خدا ﷺ نے ان کی پیش کش کو رد کردیا۔ انہوں نے دوبارہ درخواست کی کہ ان کو مدینہ ترک کرنے اور اپنے اموال سے صرف نظر کرنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن رسول خدا ﷺ جانتے تھے کہ اگر بنی قُرَیظَہ کے یہودیوں کو بھی بنی قَینقُاع اور بنی

نَضیر کے یہودیوں کی طرح آزاد چھوڑدیا جائے تو وہ مسلمانوں کے چنگل سے نکلتے ہی بدّو اعراب کو بھڑکا کر مسلمان اور اسلام کے خلاف نئي سازشوں کا آغاز کردیں گے، جس طرح کہ بنی قینقاع کی تحریک پر جنگ احد کی آگ بھڑکی اور بنی نضیر کی تحریک پر غزوہ خندق (احزاب) کی ہمہ جانبہ سازش ہوئي_ لہذا پیغمبر اکرم ﷺ نے اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ تم بغیر کسی قید و شرط کے اپنے آپ کو ہمارے حوالے کردو_ (۸)

ایک خیانت کار مسلمان اور اسکی توبہ کی قبولیت

ایک طرف تو یہودی محاصرے کی وجہ سے تنگ آچکے تھے اور دوسری طرف ان کے دل میںخوف و وحشت بیٹھا ہوا تھا_ انہوں نے اپنے دیرینہ دوست اور ہمسائے "ابُولبابہ" کے متعلق رسول خدا ﷺ سے درخواست کی کہ اَبُولبَابہ کو مشورے کے لئے ہمارے پاس بھیجئے_ رسول خدا ﷺ نے یہ درخواست قبول کرلی اور ابولبابہ کو اجازت دیدی کہ وہ قلعہ بنی قریظہ جائیں_ جب ابولبابہ وہاں پہنچے تو یہودیوں نے ان کے گرد حلقہ بنالیا ، ان کی عورتوں اور بچّوں نے رونا شروع کردیا_ ان کی آہ و زاری نے ابولبابہ کو متاثر کیا_ ان کے مردوں نے ابولبابہ سے سوال کیا کہ "کیا اس میں صلاح ہے کہ ہم بلا قید و شرط خود کو رسول خدا ﷺ کے سپرد کردیں یا صلاح نہیں ہے"؟

ابولبابہ اپنے احساسات سے بہت زیادہ متاثر تھے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، لیکن انگلی سے اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا کہ اگر تم خود کو ان کے حوالے کردوگے تو تمہاری گردن اڑادی جائے گي_

ابولبابہ نے اپنی اس بات سے "جس کے ذریعہ یہودیوں کو رسول خدا ﷺ کے حوالے

کرنے سے منع کیا تھا"_

خدا اور رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں بہت بڑی خیانت کے مرتکب ہوئے تھے_ ناگہان ان کو احساس ہوا کہ وہ تو بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہوچکے ہیں ، لہذا فوراً قلعه سے باہر آئے، چونکہ رسول خدا ﷺ کا سامنا کرتے ہوئے شرم آرہی تھی اس لئے سیدھے مسجد میں پہنچے اور خود کو مسجد کے ایک ستون سے رسّی کے ذریعے باندھ دیا کہ شاید خدا ان کی توبہ قبول کرلے_ ابولبابہ کے واقعہ کی خبر لوگوں نے رسول خدا ﷺ کو دي، آپ ﷺ نے فرمایا اگر مسجد جانے سے پہلے وہ میرے پاس آتے تو میں خدا سے ان کے لئے استغفار کرتا اب اسی حالت پر رہیں یہاں تک کہ خدا ان کی توبہ قبول کرلے_ ابولبابہ کی خیانت کے بارے میں سورہ انفال کی آیت ۲۷ نازل ہوئي کہ :

" اے ایمان لانے والو دین کے کام میں خدا اور رسول ﷺ سے خیانت نہ کرو اور اپنی امانت میں خیانت نہ کرو درحالانکہ تم جانتے ہو_"(۹)

ابولبابہ چھ دن تک، دن میں روزہ رکھتے نماز کے وقت ان کی بیٹی ستون سے ان کے ہاتھ پیر کھول دیتی_ طہارت اور فریضہ کی ادائیگی کے بعد ان کو دوبارہ مسجد کے ستون سے باندھ دیتی تھیں، یہاں تک کہ فرشتہ وحی بشارت کے ساتھ آن پہنچا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئي ہے_ ان کی توبہ کے بارے میں سورہ توبہ کی آیت ۱۰۲ نازل ہوئي کہ :

" ان میں سے ایک گروہ نے اپنے گناہ کا اعتراف کرلیا کہ انہوں نے نیک و بد اعمال کو باہم ملادیا ہے عنقریب خدا ان کی توبہ قبول کرلے گا بیشک خدا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے_"(۱۰)

لوگوں نے خوشی میں چاہا کہ ابولبابہ کی رسّی کو کھول دیں لیکن اس نے کہا کہ رسول خدا ﷺ

میری رسیوں کی گرہیں کھولیں گے جب آنحضرت ﷺ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کی رسی کی گرہوں کو کھول دیا_ ابو لبابہ تمام عمر نیکی اور اچھے عمل پر باقی رہے اور پھر کبھی بھی محلہ بنی قریظہ میں آپ نے قدم نہیں رکھا_(۱۱)

بنی قریظہ کا اپنے آپ کو رسول خدا ﷺ کے حوالے کرنا

یہودیوں سے مذاکرات اور گفتگو کسی نتیجے تک نہ پہنچ سکی_ کچھ دن تک انہوں نے اپنے آپ کو رسولخدا ﷺ کے حوالے کرنے سے انکار کیا_ رسول خدا ﷺ نے لشکر اسلام کو آمادہ رہنے کا حکم دیا تا کہ حملہ کر کے ان کے قلعے کو فتح کیا جائے_ یہودیوں نے سمجھ لیا کہ لشکر اسلام کا حملہ اور ان کی کامیابی یقینی ہے، بھاگنے کا کوئي راستہ باقی نہیں ہے، مجبوراً قلعے کے دروازوں کو کھول دیا اور بلا قید و شرط خود کو لشکر اسلام کے حوالہ کردیا_(۱۲)

حضرت علی (ع) اپنے لشکر کے ہمراہ قلعے میں داخل ہوئے اور ان سے مکمل طور پر ہتھیار کھوالئے(۱۳) پھر رسول خدا ﷺ نے مردوں کو قید خانے میں منتقل کرنے کا حکم صادر فرمایا اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری محمد بن مَسلَمَۃ کے سپرد کي، عورتوں اور بچّوں کو رسول خدا ﷺ کے حکم کے مطابق دوسری جگہ نگرانی میں رکھا گیا_(۱۴)

سعد بن معاذ کا فیصلہ

بنی قُرَیظہ کے یہودی چونکہ قبیلہ اَوس کے ہم پیمان تھے لہذا انہوں نے پیش کش کی کہ ان کے بارے میں سَعد بن مُعاذ فیصلہ کریں وہ لوگ اس فکر میں تھے کہ شاید گزشتہ دوستی کی بدولت سَعد بن مَعاذ ان کی سزا میں تخفیف کے قائل ہوجائیں گے_

قبیلہ اَوس کے لوگوں نے رسول خدا ﷺ سے نہایت اصرار کے ساتھ یہ درخواست کی کہ اس گروہ کو آزاد کردیں، وہ لوگ قبیلہ خَزرَج سے رقابت کی بنا پر اپنی بات پر اصرار کر رہے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے بنی قَینقاع کو" عبداللہ بن اُبَیّ خَزرجی "کی خواہش پر آزاد کردیا تھا۔ رسول خدا ﷺ نے ان لوگوں سے بھی فرمایا کہ "کیا تم اس بات کے لئے تیار ہو کہ تمہارے بزرگ سَعدبن مُعَاذ ان کے بارے میں فیصلہ کردیں؟" سب نے کہا کہ ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ ہم بھی ان کے فیصلے کے سامنے سر جھکا دیں گے"[۱۵]

رسول خدا ﷺ نے سَعدبن مُعَاذ کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ اس وقت آپ ہاتھ کی رگ کٹ جانے کی وجہ سے زخمی حالت میں بستر پر رُفَیدَہ نامی عورت کے خیمہ میں پڑے تھے جس نے جنگی مجروحین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کردی تھی۔ اَوس کے جوانوں نے ان کو چارپائي پر لٹایا اور رسول خدا ﷺ کی خدمت میں لے چلے راستہ میں انہوں نے سَعد سے درخواست کی کہ اپنے ہم پیمان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، انہوں نے جواب میں فرمایا کہ "سَعد کے لئے وہ زمانہ آن پہنچا ہے کہ جس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے سَعد ڈرنے والا نہیں ہے۔"

جب سَعد لشکرگاہ میں پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے بزرگ کے احترام میں کھڑے ہوجاؤ حاضرین اُٹھ کھڑے ہوئے سَعد نے رسول خدا ﷺ کے عدالت پر مبنی حکم کے بعد مہاجر و انصار سے یہ عہد لیا کہ وہ جو حق سمجھیں گے اس کا اجراء ہوگا اور بنی قُرَیظہ کے یہودیوں نے بھی اس کو قبول کیا۔[۱۶]

اس کے بعد سعد ابن معاذ نے بہ آواز بلند اعلان کیا کہ "یہودیوں کے مرد قتل کردیئےائیں عورتیں اور بچّے اسیر بنا لئے جائیں اور ان کے اموال کو ضبط کرلیا جائے"

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ "سعد ابن معاذ نے قانون الٰہی کے مطابق فیصلہ کیا" (۱۷)

سَعد کے فیصلے کی دلیلیں

۱: یہودیوں کی دینی کتاب (تورات) کا فیصلہ، جو بلا شک و شبہ یہودیوں کو قبول ہوگا۔

کیونکہ تورات میں آیا ہے کہ "جب تم جنگ کے ارادے سے کسی شہر کا قصد کرو تو پہلے ان کو صلح کی دعوت دو اگر وہ لوگ جنگ کو ترجیح دیں تو شہر کا محاصرہ کرو اور جب شہر پر تسلّط ہوجائے تو تمام مردوں کو تہ تیغ کردو اور عورتوں، بچّوں، جانوروں اور جو کچھ بھی شہر میں ہو اس کو مال غنیمت میں شامل کرلو"۔ (۱۸)

۲: مدینہ میں وارد ہونے کے بعد پیغمبر اکرم ﷺ کا یہودیوں سے معاہدہ۔ جس معاہدے پر فریقین کے دستخط ہوئے تھے اس کی ایک دفعہ یہ تھی کہ جب یہود پیغمبر اکرم ﷺ اور ان کے ساتھیوں کے خلاف کوئی قدم اٹھائیں یا اسلحہ اور سواری ان کے دشمنوں کو دیں تو پیغمبر اسلام ﷺ کو ان کا خون بہانے، ان کے اموال کو ضبط کرنے اور ان کی عورتوں اور بچّوں کو اسیر کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

۳: سَعد اور سارے دور اندیش مسلمان اس بات کو جانتے تھے کہ اگر وہ لوگ اس مہلکہ سے جان بچا کر نکل گئے تو بنی قَینُقاع کے یہودیوں کی طرح کہ جنہوں نے اپنی تحریک پر احد کی جنگ چھیڑدی تھی اور بہت سے لوگوں کی شہادت کا سبب بن گئے تھے اور بنی نَضیر کی طرح کہ جنہوں نے جنگ احزاب کا فتنہ کھڑا کردیا اور قریب تھا کہ اسلام کی بنیاد کو اکھاڑ دیں، یہ لوگ بھی اسلام کے خلاف عظیم اتحادی لشکر بنالیں گے اور ان خطرناک عناصر کا زندہ رہنا اسلامی تحریک کے لئے مفید نہیں تھا۔

پیمان شکنی کا انجام

رسول خدا ﷺ نے حکم دیا کہ اسیروں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے_ اس لئے زیادہ مقدار میں ٹھنڈا پانی ان کے سامنے رکھا گیا_پھر آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق خندق کھودی گئي اور سات سو ۷۰۰(-۱۶) بدبخت جنگجویہودیوں جو صلح و آشتی، جیو اور جینے دو، کے خصوصی سلوک کے باوجودپیمان شکنی کے ذریعہ مسلمان کو نیست و نابود کردینے کا قصد رکھتے تھے، ان کو حضرت علي(ع) اور زبیرکی تلوار نے فنا کے گھاٹ اتار دیا_ کچھ لوگ قبیلہ اوس کے افراد کے ذریعہ ہلاک ہوئے_جی ہاں عہد شکنی کرنے والا ضرور کیفر کردار تک پہنچتا ہے_ قتل کئے جانے والوں میں وہ عورت بھی تھی جس نے محاصرے کے دوران قلعے کے اوپر سے پتّھر گرا کر" خَلَادبن سُوَید"کو شہید کردیا تھا_ (۲۰)

اس گروہ کے خاتمے کے بعد مدینہ خائن عناصر کے وجود اور مسلح داخلی ریشہ دوانی کرنے والے اس گروہ سے پاک ہوگیا جو ملک میں رہ کردو سروں کے مفاد میں کام کرتے تھے_

اساری اور مال غنیمت

بنی قُرَیظہ سے جو مال غنیمت ہاتھ لگا تھا اس میں پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے، دھات اور چمڑے کی بنی ہوئي پندرہ سو سپر، بہت زیادہ لباس برتن اور گھر کے سامان، نیز بہت زیادہ شراب تھی جس کو زمین پر بہادیا گیا_ (۲۱)

رسول خدا ﷺ نے مال غنیمت کا خمس نکالنے کے بعد بقیہ مال مجاہدین کے درمیان تقسیم کردیا_پھر آپ ﷺ نے سَعدبن عُبَادَۃ کو بنی قُرَیظہ کے اسیروں کے ساتھ شام بھیجا تا کہ ان کو بیچنے کے بعد سپاہ اسلام کے لئے گھوڑے اور اسلحہ مہیّا کریں (۲۲) یہ جنگ ۸ذی الحجہ ۵ ہجری قمری بمطابق ۲ مئي ۶۲۷ عیسوی کو تمام ہوئي_

سوالات

۱۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمن کے درمیان کیسے اختلاف ڈالا؟

۲۔ لشکر احزاب کی شکست کے اسباب بیان کیجئے۔

۳۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کے خلاف لشکر کشی کیوں کی؟

۴۔ کیا سعد بن معاذ نے یہودیوں کے بارے میں عادلانہ فیصلہ کیا؟

۵۔ ابولبابہ کون سی خیانت کے مرتکب ہوئے۔

حوالہ جات:

١_ سیرۃ ابن ہشام ج ٣ ص ٢٣٣_ بحار الانوار ج ٢٠ ص ٢٥٢_

٢_ سیرۃ ابن ہشام ج ٣ ص ٢٣٠_ مغازی واقدی ج ٢ ص ٤٨٠، تاریخ طبری ج ٢ ص ٥٧٨

٣_ تاریخ طبری ج ٢ ص ٥٨٠_ سیرۃ ابن ہشام ج ٣ ص ٢٣٢_ مغازی واقدی ج٢ص ٤٨٩_

٤_ مرحوم استاد ڈاکٹر ابراہیم آیتی کی یاد تازہ رہے انہوں نے شہداء احزاب کی تعداد بارہ اور قریش کے مقتولین کی تعداد چار لکھی ہے "تاریخ پیامبر" مطبوعہ دانشگاہ تہران ص ٣٧٣_ ٣٧٢ ملاحظہ ہو_ اسی طرح مشہور مورخ یعقوبی نے شہداء مسلمین کی تعداد چھ اور کشتگان قریش کی تعداد آٹھ بتائی ہے_ تاریخ یعقوبی ج ٢ ص ٥١ مطبوعہ بیروت_

٥_﴿یا ایُّھا الَّذینَ آمَنُوا اذکُرُوا نعمَۃَ اللہ عَلیکمُ اذ جائَتکُمْ جُنُودٌ فَارَسلنَا عَلَیھم ریحاً و جُنوداً لَم تَروھا و کَانَ اللہ بما تعملون بَصیراً﴾(احزاب_٩)

٦_ اَلآن نضْزوھُم وَ لا یَغزَونا (ارشاد شیخ مفید/ ٥٦)_

٧_ مسعودی کی نقل کے مطابق ١٥ دن جبکہ ابن ہشام و غیرہ کے نزدیک ٢٥ دن ر_ ک سیرہ ابن ہشام ج ٣ ص ٢٣٦_

٨_ تاریخ طبری ج ٢ ص ٥٨٢/٥٨٣_ مغاری واقدی ج ٢ ص ٤٩٧/٥٠٠_ طبقات ابن سعد ج ٢ ص ٤٧، سیرہ ابن ہشام ج ٣ ص ٢٣٣/ ٢٥٠

٩_﴿یا ایّھا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ و الرَّسُولَ و تَخونواَ اماناتکُم و اَنتُم تعلمون﴾(انفال٢٧)

١٠_﴿و آخرون اعترفوا بذنوبھم خَلَطُوا عَمَلاً صَالحاً و آخَرَ سَیئاً عسی اللہ اَن یَتُوبَ عَلَیھم انَّ اللہ غَفُورٌ رَحیم﴾(توبہ ١٠٢) سیرۃ ابن ہشام ج ٢ ص ٢٣٧، ٢٣٨_ تاریخ طبری ج ٢ ص ٥٨٥_

١١_ مغازی واقدی ج ٢ ص ٥٠٩_

۱۲_ ایضاً_

۱۳_ فروغ ابدیت ج ۲، ص ۵۶۱_

۱۴_مغازی واقدی ج ۲، ص ۵۱۰_

۱۵_ ارشاد شیخ مفید ص ۵۸_ سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۲۳۹_

۱۶_ جناب سعد ایک متقی، عادل، دانش مند اور سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے انسان تھے_ جنگ احزاب میں جو زخم ان کو لگا تھا اس بناپر وہ بستر شہادت پر پڑے ہوئے اپنی زندگی کے آخری دن گزار رہے تھے ظاہر ہے کہ ایسا آدمی اپنی نفسانی خواہش کے زیر اثر فیصلہ نہیں کریگا اور مصالح اسلامی کو یہودیوں کے ساتھ اپنی دیرینہ دوستی پر فدا نہیں کرے گا اور یہودیوں کی عظیم خیانت کے باوجود ان پر زیادتی نہیں کرے گا_

۱۷_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۵۱۰_۵۱۲_

۱۸_ تورات سفر تثنیہ، فصل ۲۰_

۱۹_ ان کی تعداد ۶۰۰، ۶۵۰ اور ۹۰۰ بھی لکھی گئی ہے_

۲۰_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۵۱۳/۵۱۷_

۲۲_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۵۱۰_ بحار الانوار ج ۲۰ ص ۲۱۲_

۲۱_ مفازی واقدی ج ۲ ص ۵۲۳_

ساتواں سبق

چھ ہجری کا آغاز

غزوہ بنی لحیان

مفسدین فی الارض کا قتل

غزوہ بنی مصطلق

ایک حادثہ

زیدبن ازقم کا آنحضرت ﷺ کو خبر پہنچانا

باپ اور بیٹے میں فرق

بنی مصطلق کا اسلامی تحریک میں شامل ہونا

ایک فاسق کی رسوائي

آنحضرت ﷺ کی بیوی پر تہمت

صلح حدیبیہ --مکہ کی راہ پر

قریش کا موقف

قریش کے نمائندے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں

آنحضرت ﷺ کے سُفرائ

بیعت رضوان -- صلح نامے کا متن

صلح کے مخالفین

ابوبصیر کا واقعہ اور صلح نامے کی دوسری شرط کا خاتمہ

صلح حدیبیہ کے نتائج کا تجزیہ

سوالات

چھ ہجری کا آغاز

یہ سال ، سیاسی اور جنگی اعتبار سے تاریخ اسلام میں اہم ترین سال شمار کیا جاتا ہے_ اس لئے کہ لشکر احزاب کی شکست اور ہجرت کے پانچویں سال یہودیوں پر مسلمانوں کی کامیابی کے بعد لشکر اسلام کے حملے شروع ہوئے_ اس طرح کہ اس سال ۲۴ جنگی دستے (سریہ) مختلف ذمہ داریوں کے ساتھ بھیجے گئے اور ان میں سے بہت سے گروہ اہم کامیابیوں اور بہت زیادہ مال غنیمت کے ساتھ مدینہ واپس آئے_ اس سال چار غزوات اور کل ۲۸ جنگی حملے وقوع پذیر ہوئے [1] اور صلح حدیبیہ کا اہم معاہدہ بھی اسی سال طے پایا_ اب اختصار کے ساتھ اس سال کے اہم جنگی واقعات بیان کرتے ہیں_

غزوہ بنی لحی ان

یکم ربیع الاوّل ٦ ہجری [2] بمطابق ۲۳ جولائی سنہ ٦٢٧ ئ بروز منگل_

سنہ ۴ ہجری میں بنی لحیان کے ہاتھوں مبلغین اسلام کی شہادت کے سلسلے میں رونما ہونے والے بدترین سانحے "رجیع " کے مجرمین کو تنبیہ کرنے کیلئے رسول خدا ﷺ تیار ہوئے_ اب دو سال کے بعد جو رسول خدا ﷺ کو مناسب موقع ملا تو آپ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ میں

اپنا جانشین معین فرمایا اور لشکر اسلام کے ایک ہزار افراد کے ساتھ مختصر راستے سے شمال کی طرف روانہ ہوئے۔ اوریوں ظاہر کیا کہ جیسے آپ ﷺ شام جارہے ہوں لیکن چند منزلیں طے کرنے کے بعد آپ داہنی طرف مُڑ گئے اور نہایت تیزی سے بَنی لحیَان کی طرف آ گئے۔ مگر لشکر اسلام کی آمد سے، دشمن آگاہ تھے لہذا پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ رسول خدا ﷺ نے ایک جنگی مشق کی اور لشکر اسلام کے دستوں کے ساتھ راہ مکّہ میں واقع "عُسفَان" کی طرف روانہ ہوئے اور پھر آپ نے دو جاسوسوں کو مامور کیا کہ وہ قریش کی خبر لائیں۔

اس جنگی مشق نے قرب و جوار میں آباد قبائل کی نفسیات پر بہت گہرا اثر ڈالا اور قریش کی شان و شوکت اور وقار ان کی نظروں سے گر گیا۔ لشکر اسلام اس مشق کے بعد واپس مدینہ لوٹ آیا (۳)

مفسدین فی الارض کا قتل (مطالعہ کیلئے)

تاریخ: شوال ٦ ہجری

قبیلہ عُرَینَہ سے آٹھ آدمی مدینہ آئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ مدینہ کی آب وہوا ان کوراس نہ آئي اور وہ بیمار پڑ گئے۔ رسول خدا ﷺ نے ان کو اپنے اونٹوں کی چراگاہ پر بھیج دیا تاکہ وہ لوگ کھلی ہوا میں تازہ دودھ پی کر صحت مند ہو جائیں۔

چند دنوں تک جو، ان لوگوں نے اونٹوں کا دودھ استعمال کیا تو تندرست و توانا ہو گئے لیکن بجائے اس خدمت کی قدردانی کے انہوں نے رسول خدا ﷺ کے چرواہے "یسار" کو نہایت بیدردی سے قتل کردیا اس کے ہاتھ پاؤں اور سر قلم کردیا، زبان اور آنکھوں میں

کانٹے چبھودیئے ور پھر رسول خدا ﷺ کے تمام پندرہ اونٹوں کو چرا لے گئے_

آپ ﷺ نے "کُرز بن جابر" کو ۲۰ افراد کے ساتھ ان کا پیچھا کرنے کے لئے بھیجا_ کُرز اور اس کے ساتھی ان کو اسیر کر کے مدینہ لائے رسول خدا ﷺ نے حکم دیا کہ زمین پر فساد پھیلانے والوں کے ہاتھ پیر کاٹ کر، سُولی پر لٹکا دیا جائے_ اس طرح سے ان کو خیانت کی سزا مل گئی_ قرآن مجید کی یہ آیت مفسدین کے بارے میں نازل ہوئی کہ :

" ان لوگوں کی سزا جو لوگ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سُولی چڑھا دیئے ائیں یا ان کے ہاتھ پیر مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا ان کو ملک بدر کردیا جائے ان کے لئے دنیا میں تباہی اور آخرت میں عذاب عظیم ہے_[۴]

غزوہ بنی مُصطلق یا مُریسیع

شعبان ۶ ہجری [۵] بمطابق نومبر، دسمبر ۶۲۷ئ

رسول خدا ﷺ کو خبر ملی کہ بنی مُصطلق (قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ) سپاہ اسلام کے خلاف اسلحہ اور لشکر جمع کرنے کی فکر میں ہیں_ رسول خدا ﷺ نے تحقیق کے لئے بُریدة بن حُصَید اَسلَمی کو اس علاقے میں بھیجا ، بُریدہ ،بنی مُصطلق کی طرف روانہ ہوئے اور اجنبی بن کر قبیلے کے سردار سے رابطہ قائم کیا اور واپسی پر اس خبر کے صحیح ہونے کی تائید کی_

رسول خدا ﷺ نے ابوذر غفاری کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور ایک ہزار جان بازوں کے ہمراہ پیر کے دن دوسری شعبان کو دشمن کی طرف چل پڑے اور چاہ مُرَیسِیع [۶] کے پاس خیمہ زن ہوئے اس غزوہ میں کچھ ایسے منافقین بھی مال غنیمت کے لالچ میں لشکر

اسلام کے ساتھ ہوگئے جو کسی جنگ میں حضرت ﷺ کے ساتھ نہیں تھے_

مقام مُرَیْسِیع میں دونوں لشکروں کی صفیں آراستہ ہوئیں_ فرمان رسول خدا ﷺ کے مطابق تیر اندازوں نے حملہ کیا اور تھوڑی دیر میں بنی مصطلق ہار گئے اور ان کا ایک آدمی بھی فرار نہ کر سکا_ ان کے دس آدمی مارے گئے اور باقی اسیر ہوئے_ اس حملے میں ایک مسلمان بھی شہید ہوا_

جنگ میں مال غنیمت کے طور پر دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار گوسفند مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور دو سو خاندان بھی اسیر ہوئے(۷)

ایک حادثہ

جنگ ختم ہونے کے بعد واپسی راہ میں ایک چھوٹا سا حادثہ پیش آگیا، اگر رسول خدا ﷺ اس پر مخصوص مہارت کے ساتھ قابو نہ پاگئے ہوتے تو اسلام کے لئے ایک نیا خطرہ بن جاتا_

پانی کے بارے میں جَہجاہ غفاری جو کہ عمر بن خطاب کا غلام اور مہاجرین میں سے تھا، اور سنَان جُہنی جو کہ انصار میں سے تھا، آپس میں الُجھ گئے_ سنَا ن نے مدد کیلئے آواز دی اے انصار اور جہجاہ نے مدد کے لئے پکارا، اے مہاجرین نزدیک تھا کہ بہت بڑا ہنگامہ کھڑا ہو جائے_ منافقین کے سردار عبد اللہ بن اُبی نے موقع کو غنیمت جانا اور اپنے آس پاس کے لوگوں سے بولا_

خدا کی قسم ہمارا اور ان جلابیب(۸) کا معاملہ اس مثل جیسا ہے کہ " اپنے کُتّے کو موٹا کرو تا کہ وہ تمہیں ہی کو کاٹ کھائے_" لیکن خدا کی قسم جب ہم مدینہ پلٹ کے جائیں

گے تو چونکہ ہم مدینہ کے با عزّت لوگ ہیں اس لئے ان زبوں حال اور بے چارے مہاجرین کو باہر نکال دیں گے(۹)

زید بن ارقم کا آنحضرت ﷺ کو خبر پہنچانا

زید بن ارقم نے جب عبد اللہ بن اُبی کی باتیں سنیں تو رسول خدا ﷺ کے پاس گئے اور اس کی سازش آمیز اور منافقانہ باتوں کو پیغمبر اکرم ﷺ کے سامنے نقل کردیا_ رسول خدا ﷺ نے زید کی خبر کے بارے میں وحی کے ذریعہ اطمینان حاصل کرلینے کے بعد زید کے کان کو پکڑ کر کہا "یہ اس شخص کے کان ہیں جس نے اپنے کانوں کے ذریعہ خدا سے وفا کی ہے_"

عبد اللہ بن اُبيّ نے جب زید کے اطلاع دینے کی خبر سُنی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور آنحضرت ﷺ کے سامنے جھوٹی قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں نے ایسی بات نہیں کہی اور چونکہ وہ اپنے قبیلے کے درمیان بزرگوں اور صاحب احترام شخصیتوں میں شمار کیا جاتا تھا اس لئے انصار میں سے کچھ لوگ پیغمبر اکرم ﷺ کے حضور میں پہنچے اور ابيّ کے فرزند کی حمایت میں کہا کہ شاید زید نے ایسی بات کا وہم کیا ہو یا ان کے کانوں نے غلط سُنا ہو یہاں تک سورہ منافقون کے نازل ہونے کے بعد اس پاک دل نوجوان کو اطمینان حاصل ہوا اور عبداللہ بن ابيّ ذلیل ہوا_(۱۰)

عمر بن خطاب نے اس واقعہ کو سُننے کے بعد رسول خدا ﷺ سے خواہش ظاہر کی کہ عبداللہ بن اُبيّ قتل کو کردیا جائے_ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "ایسی صورت میں دشمن کہیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کررہے ہیں مصلحت یہ ہے کہ ہم جلد سے جلد نکل چلیںتا کہ باطل اندیشے دلوں سے رخت سفر باندھ کر نکل جائیں"_

کوچ کا حکم ہونے کے بعد لشکر اسلام ایک رات دن مسلسل چلتا رہا_یہاں تک کہ آفتاب ان کے سر پر پہنچ گیا، اس وقت ٹھہر نے کا حکم دیا گیا_ جاں بازان اسلام تھکن کی وجہ سے خاک پر پڑے رہے اور گہری نیند سو گئے_ اس اطمینان اور خوشی کے ساتھ جو ایک لمبی اور غیر معمولی تھکن کے بعد روح و اعصاب کو حاصل ہوتی ہے، کدورتیں دلوں سے نکل گئیں اور کینہ کی آگ خود بخود بجھ گئي_(۱۱_۱۲)

باپ اور بیٹے میں فرق

عبد اللہ بن اُبی کے بیٹے نے سوچا کہ شاید رسول خدا ﷺ اس کے باپ کے قتل کا فرمان صادر کریں گے تو فوراً رسول خدا ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا " اے رسول اللہ سب لوگ جانتے ہیں کہ کوئي بھی میری طرح باپ سے نیک برتاؤ نہیں کرتا لیکن اگر آپ ﷺ کا فرمان یہ ہے کہ وہ قتل کیا جائے تو آپ ﷺ حکم دیں میں خود اسے قتل کروں گا"_
رسول خدا ﷺ نے جواب دیا "نہیں تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو "پیغمبر اکرم ﷺ کے بزرگانہ سلوک نے ابن ابیّ کے دوستوں کے درمیان اس کی حیثیت و شخصیّت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا_یہاں تک کہ لوگ کھلم کھلا اس کو برا بھلا کہنے لگے_
رسول خدا ﷺ نے عفو و درگذر کے ذریعے خطرناک دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، ایک دن آپ ﷺ عمر بن خطاب کو مخاطب کر کے فرمایا جناب عُمر سے خطاب کرتے ہوئے آپ ﷺ نے کہا کہ "جس دن تم اس کو قتل کرنے کے لئے کہہ رہے تھے اگر میں قتل کر دیتا تو اس کے دفاع میں بجلیاں کوندپڑتیںلیکن اگر آج ہم اس کے قتل کا حکم دیدیں تو لوگ اس کی جان کے درپے ہو جائیں گے_(۱۳)

بني مُصطَلق کا اسلامی تحریک میں شامل ہونا

جب رسول خدا ﷺ نے مال غنیمت اور اساری کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیا اس وقت بنی مصطلق کے رئیس "حارث بن ابی ضرار" کی بیٹي "جوُیرَیہ" ایک مسلمان کے حصّے میں آئیں انہوں نے اپنے مالک سے طے کیا کہ میں کچھ رقم ادا کرکے آزاد ہو جاؤں گی لیکن ان کے پاس پیسے نہیں تھے_ان کی صرف ایک امید تھی پیغمبر اکرم ﷺ کا لطف و مہربانی، پیغمبر اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا" میں حارث کی بیٹی ہوں اور اسیر ہو کر آئي ہوں_ ،ورمیں نے یہ طے کر لیا ہے کہ کچھ پیسے ادا کرکے آزاد ہو جاؤں اے اللہ کے رسول ﷺ میں آئي ہوں تاکہ اس رقم کی ادائیگی میں آپ ﷺ میری مدد فرمائیں_"رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ " آیا تمہیں یہ پسند ہے کہ میںتمہارے لئے اس سے بہتر کام انجام دوں ؟ جن پیسوں کی تم قرض دار ہو اس کو میں ادا کردوں پھر تم سے شادی کرلوں ؟ جوُیرَیہ اس پیش کش سے مسرور ہوگئیں_

جوُیرَیہ سے رسول خدا ﷺ کی شادی کی خبر اصحاب میں پھیل گئي لوگوں نے بنی مُصطَلق کے پیغمبر اکرم ﷺ کے رشتہ دار بن جانے کے احترام میں اپنے اساری کو آزاد کردیا_ جب بنی مُصطَلق نے لشکر اسلام کا یہ بڑا پن اور درگذر دیکھا تو مسلمان ہو گئے اور ایک با برکت شادی کے نتیجہ میں وہ سب کے سب اسلامی تحریک میں شامل ہوگئے_ (۱۴)

ایک فاسق کی رسوائی

بنی مصَطَلق کے مسلمان ہو جانے کے بعد رسول خدا ﷺ ﷺ نے وَلید بن عُقبۃبن اَبی مُعیط کو ان کی طرف زکوۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا_ بنی مصطلق نے جب سُنا کہ پیغمبر اکرم ﷺ کا

نمائندہ ان کی طرف آرہا ہے تو وہ استقبال کے لئے دوڑپڑے لیکن ولید ڈرگیا اور اس نے خیال کیا کہ وہ لوگ جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہیں، لہذا اس نے مدینہ واپس آکر رسول خدا ﷺ سے کہا کہ "وہ لوگ مجھے قتل کردینا چاہتے تھے اور انہوں نے زکوۃ ادا کرنے سے بھی انکار کردیا ہے"۔

بنی مُصطَلق کے ساتھ دوبارہ جنگ کی باتیں لوگوں کی زبان پر چڑھ گئیں اس واقعہ کے بعد بنی مُصطَلق کا ایک وفد مدینہ آیا اور اس نے حقیقت حال بیان کی (۱۵) اس واقعہ کے بارے میں سورہ حجرات کی مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی:

"اے ایمان لانے والو اگر کوئي فاسق تمہارے پاس کوئي خبر لائے تو اس کی تحقیق کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی کی بنا پر لوگوں (کی جان و مال) کو نقصان پہنچادو پھر (جب معلوم ہو کہ فاسق نے جھوٹ بولا تھا) تو جو کچھ کیا ہے اس پر تم کو پشیمانی ہو۔ (۱۶)

آنحضرت ﷺ کی بیوی پر تہمت (واقعہ افک)(مطالعہ کیلئے)

رسول خدا ﷺ جب بھی سفر پر جانا چاہتے (حتّی کہ جنگ کے لئے بھي) تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ نکالتے تھے جس کے نام قرعہ نکل آتا اسی بیوی کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔

غزوہ بنی مُصطَلق کے موقع پر جناب عائشہ کے نام قرعہ نکلا آپ ﷺ انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ جنگ سے واپسی کے دوران جب مدینہ کے قریب پہنچے تو وہیں ٹھہر گئے اور آرام کرنے لگے۔ اسی اثنا میں عائشہ اس بات کی طرف متوجہ ہوئیں کہ ان کا گلوبند گم ہو گیا ہے اس کو ڈھونڈنے کے لئے آپ خیمہ گاہ سے دور چلی گئیں جب واپس پلٹیں تو لشکر اسلام وہاں سے کوچ کرچکا تھا اور عائشہ تنہا رہ گئي تھیں۔ ایک متقی اورنیک شخص جن کا نام صفوان

بن مُعطل تھا اور جو لشکر اسلام کے پیچھے پیچھے اطلاعات حاصل کرنے کے لئے چلا کرتے تھے، وہاں پہنچے اور جناب عائشہ کو دیکھا کہ وہاں تنہا ہیں۔ نہایت ادب سے اونٹ سے نیچے اُترے، اونٹ کو زمین پر بٹھایا اور خود دور کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ عائشہ اونٹ کی پشت پر سوار ہو گئیں انہوں نے اونٹ کی مہار پکڑی اور راستے میں گفتگو کئے بغیر مدینہ لے آئے۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو منافقین نے عبداللہ بن اُبَيّ کی قیادت میں صفوان اور عائشہ کے بارے میں تہمتیں تراشیں، ناواقف ان تہمتوں کو لے اڑے، مدینہ میں تہمتوں اور افواہوں کا بازار گرم تھا، اور ہر آدمی ایک الگ بات کہنے لگا، جناب عائشہ بیمار ہو گئیں اور اس تہمت کے غم میں جو بے گناہی کے باوجود ان پر لگائی گئي تھی روتی رہتیں اور کسی وقت چین نہ پاتیں، قریب تھا کہ اس موضوع پر فتنہ برپا ہو جائے کہ سورہ نور کی آیات نمبر ۱۱ سے ۲۷ تک نازل ہوئیں اور عائشہ کو یہ خوش خبری سنائی گئي کہ خدا تمہاری پاکیزگی پر گواہ ہے۔(۱۷) پھر رسول خدا ﷺ نے تہمت لگانے والوں پر حد جاری کی۔ جن لوگوں پر حد جاری کی گئی ان میں حسّان بن ثابت اور حَمنہ کا نام بھی نظر آتا ہے۔(۱۸)

ابن اسحاق کہتا ہے کہ بعد میں معلوم ہوا کہ صفوان بن معطل در اصل مرادنگی سے عاری اور عورتوں کے ساتھ نزدیکی نہیں کر سکتا تھے۔ یہ مرد پارسا کسی جنگ میں شہید ہو گئے۔(۱۹)

صلح حدیبیہ

ذی قعدہ ۶ ہجری بمطابق فروری و مارچ ۶۲۸ عیسوي

مکہ کی راہ پر:

لشکر اسلام کی پے در پے کامیابیوں اور مشرکین مکّہ کی گوشہ گیری نے پیغمبر اکرم ﷺ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ دوسری بار جزیرۃ العرب میں مسلمانوں کی حیثیت و وقار کے استحکام کے لئے اقدام کریں_ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مسلمان سفر حج کے لئے تیار ہو جائیں اور ہمسایہ قبائل جو ابھی تک حالت شرک پر باقی تھے ان سے آپ نے مسلمانوں کے ساتھ اس سفر پر چلنے کی خواہش ظاہر کی _ ان میں سے بہت سے لوگوں نے عذر پیش کیا اور ساتھ چلنے سے انکار کردیا_

اس سفر میں عبادتی اور معنوی خصوصیات کے علاوہ مسلمانوں کے لئے وسیع اجتماعی اور سیاسی مصلحتیں بھی تھیں_ اس لئے کہ عرب کے متعصب قبائل نے مشرکین کے غلط پروپیگنڈے کی بنا پر یہ سمجھ رکھا تھا کہ رسول خدا ﷺ خانہ کعبہ کے لئے" جو سلف کی بارگاہ اور افتخار کا مظہر ہے"، کسی طرح اس کی قدر و منزلت کے قائل نہیں ہیں اور اسی وجہ سے اسلام کے پھیلاؤ سے شدت کے ساتھ ہراساں تھے_ اب غلط خیالات کے پردے چاک ہوئے اور انہوں نے دیکھ لیا کہ رسول خدا ﷺ ، حج کو ایک واجب فریضہ جانتے ہیں_ ایک طرف اگر قریش مانع نہیں ہوئے اور زیارت کعبہ کی توفیق ہوگئی تو یہ مسلمانوں کے لئے بڑی کامیابی ہوگی کہ وہ چند سال کے بعد ہزاروں مشرکین کی آنکھوں کے سامنے اپنی عبادت کے مراسم ادا کریں گے دوسری طرف اگر قریش مسلمانوں کے مکّہ میں داخل ہونے سے مانع ہوئے تو اعراب کے جذبات طبعی طور پر مجروح ہوجائیں گے کہ ان لوگوں نے مسلمانوں کو فریضہ حج انجام دینے کے لئے آزاد کیوں نہ چھوڑا_ یہ سفر چونکہ جنگی سفر نہ تھا اس لئے پر رسول خدا ﷺ نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے ہمراہ صرف ایک تلوار" مسافر کا اسلحہ" کے

عنوان سے رکھ سکتا ہے_ اسکے علاوہ اور کوئي ہتھیاز رکھنے کی اجازت نہیں ہے_رسول خدا ﷺ نے قربانی کے لئے ستر[۷۰] اونٹ مہیّا کئے اور چودہ سو مسلمانوں کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مقام ذو الحلیفہ میں احرام باندھا_

آپ نے عبادبن بشر کو ۲۰ مسلمانوں کے ساتھ ہر اول دستہ کے عنوان سے آگے بھیج دیا تا کہ راستے میںآنے والے لوگوں کے کانوں تک لشکر اسلام کی روانگی کی خبر پہنچا دیں اور کسی خطرے یا سازش کی صورت میں اس کی خبر رسول خدا ﷺ کو دیں_[۲۰]

قریش کا موقف

جب قریش ، رسول خدا ﷺ کی روانگی سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے بتوں (لات و عزّي) کی قسم کھائي کہ آنحضرت ﷺ کو مکّہ میں آنے سے روکیں گے_ قریش کے سرداروں نے رسول خدا ﷺ کو روکنے کے لئے خالدبن ولید کو دو سو سواروں کے ساتھ مقام "کُراع الغَمیم "بھیجا جہاں پہنچ کر یہ لوگ ٹھہر گئے_

رسول خدا ﷺ قریش کے موقف سے آگاہی کے بعد یہ چاہتے تھے کہ خونریزی کے ذریعے اس مہینے اور حرم کی حرمت مجروح نہ ہو اس لئے آپ ﷺ نے راہنما سے فرمایا کہ کارواں کو اس راستے سے لے چلو کہ جس راستے میں خالد کا لشکر نہ ملے_

راہنما ، قافلہ اسلام کو نہایت دشوار گذار راستوں سے لے گیا یہاں تک کہ یہ لوگ مکہ سے ۲۲ کیلومیٹر دور" حدیبیّہ" کے مقام پر پہنچ گئے_ آنحضرت ﷺ نے سب کو یہ حکم دیا کہ یہیں اُتر جائیں اور اپنے خیمے لگا لیں[۲۱]

قریش کے نمائندے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں

قریش نے آنحضرت ﷺ کے حقیقی مقصد سے باخبر ہونے کیلئے اپنے یہاں کی اہم شخصیتوں کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں کا مقصد جان لیں۔

قریش کے پہلے نمائندہ وفد میں بُدیل خزاعی قبیلہ خزاعہ کے افراد کے ساتھ آیا۔ جب وہ رسول خدا ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا "میں جنگ کے لئے نہیں آیا میں تو خانہ خدا کی زیارت کے لئے آیا ہوں" نمائندے واپس چلے گئے اور انہوں نے یہ اطلاع قریش کو پہنچادی۔ لیکن قریش نے کہا" خدا کی قسم: ہم ان کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، چاہے ان کا آنا خانہ خدا کی زیارت کی غرض سے ہی کیوں نہ ہو"۔ دوسرے اور تیسرے نمائندہ وفود بھیجے گئے اور انہوں نے بھی "بُدیل" والی صورت حال بیان کی۔

قریش کے تیسرے نمائندے " حلیس بن علقمہ" جو عرب کے تیر اندازوں کا سربراہ تھا، نے قریش کے سرداروں کو مخاطب کر کے کہا کہ " ہم نے ہرگز تم سے یہ معاہدہ نہیں کیا کہ ہم خانہ خدا کے زائرین کو روکیں گے، خدا کی قسم اگر تم لوگ، محمد ﷺ کو آنے سے روکو گے تو میں اپنے تیرانداز ساتھیوں کے ساتھ تمہارے اوپر حملہ کر کے تمہاری اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔ قریش اپنے اندر اختلافات رونما ہونے سے ڈر گئے اور انہوں نے "حلیس "کو اطمینان دلایا کہ ہم کوئی ایسا راستہ منتخب کریں گے جو تمہاری خوشنودی کا باعث ہوگا۔

قریش کا چوتھا نمائندہ "عُروۃ بن مسعود "تھا جس پر قریش اطمینان کامل رکھتے تھے۔ وہ جب رسول خدا ﷺ سے ملا تو اس نے کوشش کی کہ اپنی باتوں میں قریش کی طاقت کو زیادہ اور اسلام کی قوّت کو کم کر کے پیش کرے اور مسلمانوں کو جھک جانے اور بلا قید و شرط واپس

جانے پر آمادہ کرلے_ لیکن جب وہ واپس گیا تو اس نے قریش سے کہا کہ "میں نے قیصر و کسری اور سلطان حبشہ جیسے بڑے بڑے بادشاہوں کو دیکھا ہے مگر جو بات محمد ﷺ میں ہے وہ کسی اور میں نہیں"_

میں نے دیکھا کہ مسلمان ان کے وضو کا ایک قطرہ پانی بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے وہ لوگ تبرک کے لئے اس کو جمع کرتے ہیں اور اگر ان کا ایک بال بھی گر جائے تو ان کے اصحاب فوراً تبرک کے لئے اُٹھا لیتے ہیں، لہذا اس خطرناک موقع پر نہایت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانات(۲۲)

آنحضرت ﷺ کے سُفرائ

آنحضرت ﷺ نے ایک تجربہ کار شخص کو جسکا نام "خراش" تھا اپنے اونٹ پر سوار کیا اور قریش کے پاس بھیجا، لیکن ان لوگوں نے اونٹ کو قتل کردیا اور پیغمبر اکرم ﷺ کے نمائندے کو قتل کرنے پر اتر آئے، مگر یہ حادثہ تیراندازان عرب کے ایک دستے کی وساطت سے ٹل گیا_

قریش کی نقل و حرکت یہ بتا رہی تھی کہ ان کے سر پر جنگ کا جنون سمایا ہوا ہے_ رسول خدا ﷺ مسئلہ کے مسالمت آمیز حل سے مایوس نہیں ہوئے_ لہذا آپ ﷺ نے قریش کے پاس ایسے شخص کو نمائندہ بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا جس کا ہاتھ کسی بھی جنگ میں قریش کے خون سے آلودہ نہ ہوا ہو، لہذا آپ ﷺ نے عمر بن خطاب کو حکم دیا کہ وہ قریش کے پاس جائیں_ لیکن انہوںنے جانے سے معذرت کرلی_ رسول ﷺ خدا نے عثمان بن عفّان کو "جن کی اشراف قریش سے قریب کی رشتہ داری تھی" اشراف قریش کے پاس بھیجا_ عثمان قریش کے ایک

آدمی کی پناہ میں مکّہ میں وارد ہوئے اور پیغمبر اکرم ﷺ کے پیغام کو قریش کے سرکردہ افراد تک پہنچایا_ انہوں نے پیش کش رد کرنے کے ساتھ ساتھ عثمان کو بھی اپنے پاس روک لیا اور واپس جانے کی اجازت نہیں دی_ مسلمانوں کے درمیان یہ افواہ اڑ گئي کہ قریش نے عثمان کو قتل کردیا ہے_[(۲۳)]

بیعت رضوان

پیغمبر اکرم ﷺ کے نمایندے کی واپسی میں تاخیر کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان عجیب اضطراب اور ہیجان پیدا ہوگیا اور مسلمان جوش و خروش میں آکر انتقام پر آمادہ ہو گئے_ پیغمبر اکرم ﷺ نے ان کی جذبات کو متحرک کرنے کے لئے فرمایا "ہم یہاں سے نہیں جائیں گے جب تک کوئي فیصلہ نہیں ہو جاتا_" اس خطرناک صورتحال میں اگرچہ مسلمانوں کے کے پاس جنگ کے لئے ضروری ہتھیار اور سازو سامان نہ تھا پھر بھی رسول خدا ﷺ نے ارادہ کیا کہ اپنے اصحاب کے ساتھ عہد و پیمان کی تجدید کریں، چنانچہ آنحضرت ﷺ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے اور سوائے ایک کے تمام اصحاب نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بعنوان بیعت ہاتھ رکھا اور قسم کھائي کہ خون کے آخری قطرے تک اسلام کا دفاع کریں گے_

یہ وہی "بیعت رضوان" ہے کہ جس کے بارے میں قرآن میں آیا ہے:

" خداوند عالم ان مومنین سے جنھوں نے تمہارے ساتھ درخت کے نیچے بیعت کي، خوش ہوگیا اور ان کے وفا و خلوص سے آگاہ ہوگیا، اللہ نے ان کے اوپر سکون کی چیز نازل کی اور عنقریب فتح، اجر کے عنوان سے ان کے لئے قرار دی ہے"_[(۲۴)]

بیعت کی رسم ختم ہوئي ہی تھی کہ عثمان لوٹ آئے اور قریش کے وہ جاسوس جو دور سے

بیعت کا واقعہ دیکھ رہے تھے پریشان ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے(تا کہ اس خطرناک صورتحال کی خبر قریش کے گوش گزار کریں)_
قریش کے سر برآوردہ افراد نے " سہیل بن عمرو" کو صلح کا معاہدہ طے کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا_(۲۵)

صلح نامے کا متن

جب سہیل بن عمرو، رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو یوں گویا ہوا "قریش کے سر برآوردہ افراد کا خیال ہے کہ آپ اس سال یہاں سے مدینہ واپس چلے جائیں اور حج و عمرہ کو آیندہ سال انجام دیں"_
پھر مذاکرات کا باب کھل گیا اور سہیل بن عمرو بات بات پر بے موقع سخت گیری سے کام لے کر پریشانی کھڑی کرتا رہا_ جب کہ پیغمبر-اکرم ﷺ چشم پوشی کے رویے کو اس لئے نہیں چھوڑ رہے تھے کہ کہیں صلح کا راستہ ہی بند نہ ہو جائے_ مکمل موافقت کے بعد رسول خدا ﷺ نے حضرت علی (ع) سے فرمایا کہ صلح نامہ لکھو، حضرت علی (ع) نے رسول خدا ﷺ کے حکم سے لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سہیل نے کہا کہ ہم اس جملے سے آشنا نہیں ہیں آپ بسمک اللهم لکھیں_ (یعنی تیرے نام سے اے خدا) رسول خدا ﷺ نے موافقت فرمائي پھر حضرت علی (ع) نے پیغمبر اکرم ﷺ کے حکم سے لکھا "یہ وہ صلح ہے جسے اللہ کے رسول محمد ﷺ انجام دے رہے ہیں"_
سہیل بولا " ہم آپ ﷺ کی رسالت اور نبوت کو قبول نہیں کرتے اگر اس کو قبول کرتے تو آپ سے ہماری لڑائي نہ ہوتی_

لہذا آپ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھیں[۲۶]

آنحضرت ﷺ نے حضرت علي(ع) کو حکم دیا کہ اس جملے کو مٹادیں لیکن حضرت علي(ع) نے عرض کیا "میرے ہاتھوں میں آپ ﷺ کا نام مٹانے کی طاقت نہیں ہے "رسول خدا ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے اس جملے کو مٹا دیا_[۲۷]

صلح نامے کی کچھ شرائط یوں تھیں:

۱_ قریش اور مسلمان دونوں عہد کرتے ہیںکہ دس سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے تاکہ جزیرة العرب میں اجتماعی امن و امان اور صلح قائم ہوجائے_

۲_ جب بھی قریش کا کوئي آدمی مسلمانوں کی پناہ میں چلا جائے گا تو محمد ﷺ اس کو واپس کرینگے لیکن اگر مسلمانوں میں سے کوئي شخص قریش کی پناہ میں آجائے گا تو قریش پر لازم نہیں کہ وہ اس کو واپس کریں_

۳_ مسلمان اور قریش جس قبیلے کے ساتھ چاہیں عہد و پیمان کر سکتے ہیں_

۴_ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب اس سال مدینہ واپس جائیں اور آئندہ سال زیارت خانہ خدا کے لئے آسکتے ہیں_ لیکن شرط یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ مکّہ میں قیام نہ کریں اور مسافر جتنا ہتھیار لے کر چلتا ہے اس سے زیادہ ہتھیار اپنے ساتھ نہ رکھیں[۲۸]_

۵_ مکہ میں مقیم مسلمان اس معاہدے کی رو سے اپنے مذہبی امور آزادی سے انجام دے سکتے ہیں اور قریش انہیں آزار یا مجبور نہیں کریں گے کہ وہ اپنے مذہب سے پلٹ جائیںیا ان کے دین کا مذاق نہیں اڑائیں گے_ اسی طرح وہ مسلمان جو مدینہ سے مکہ آئیں ان کی جان و مال محترم ہے_[۲۹]

معاہدہ کے دو نسخے تیار کئے گئے اور ایک نسخہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا اس

کے بعد آپ ﷺ نے جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا اور وہیں سر منڈوایا[۳۰] اور اس طرح ۱۹ دن کے بعد آپ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

صلح کے مخالفین (مطالعہ کیلئے)

صلح کا معاہدہ کچھ مسلمانوں خصوصاً بعض مہاجرین کی ناراضگی کا باعث بنا اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ تکلیف صلح نامہ کی دوسری شق کی وجہ سے ہوئي جس میں مسلمانوں کے پاس پناہ لینے والوں کو واپس کردینے کو لازم قرار دیا گیا تھا، مخالفین صلح میں سب سے آگے عمر بن خطاب تھے واقدی کی روایت کے مطابق عمر اور ان کے ہمنوا افراد رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور کہا کہ " اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ ﷺ نے نہیں کہا تھا کہ ہم جلدی ہی مکہ میں داخل ہو کر کعبہ کی کنجی لے لیں گے اور دوسروں کے ساتھ عرفات میں وقوف کریں گے ؟ اور اب حالت یہ ہے کہ نہ ہماری قربانی خانہ خدا تک پہنچی اور نہ ہم خود رسول خدا ﷺ نے عمر کو جواب دیا کہ "کیا میں نے اسی سفر کے لئے کہا تھا؟ عمر نے کہا " نہیں" پھر مقبول رسول ﷺ ﷺ نے عمر کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ " کیا تم احد کا دن بھول گئے ہو جس دن تم بھاگتے ہوئے پیچھے مُڑکر نہیں دیکھتے تھے اور میں تمہیں پکار رہا تھا ؟ کیا تم احزاب کا دن بھول گئے ؟ کیا تم فلا دن بھول گئے ؟"

مسلمانوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ نے جو کچھ سوچ رکھا ہے ہم نے اس کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ آپ ﷺ خدا اور اس کے حکم کو ہم سے بہتر جانتے ہیں۔

اسی طرح جب صلح نامہ لکھا گیا تو عمر اپنی جگہ سے اُٹھ کر رسول خدا ﷺ کے پاس آئے اور کہا " اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں ؟ " آپ نے فرمایا : " بے شک ہم مسلمان

ہیں" عمر نے کہا کہ "پھر دین خدا میں ہم کیوں ذلت اور پستی برداشت کریں؟آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں خدا کے حکم کی کبھی بھی مخالفت نہیں کروں گا اور خدا بھی مجھے تباہ نہیں کرے گا۔[۳۱] عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ" میں نے کبھی بھی حدیبیہ کے دن کی طرح اسلام کے بارے میں شک نہیں کیا۔[۳۲]

ابو بصیر کی داستان اور شرط دوم کا خاتمہ (مطالعہ کیلئے)

ابو بصیر نامی ایک مسلمان جو مدت سے مشرکین کی قید میں زندگی گزار رہے تھے مدینہ بھاگ آئے قریش نے پیغمبر اکرم ﷺ کو خط لکھا اور خط بنی عامر کے ایک شخص کے حوالہ کیا اور اپنے غلام کو اس کے ساتھ کردیا اور یاددلایا کہ صلح حدیبیہ کی دوسری شق کے مطابق ابو بصیر کو واپس کریںٔرسول خدا ﷺ نے معاہدے کے مطابق ابو بصیر سے کہا تمہیں مکہ لوٹ جانا چاہیے، کیونکہ ان کے ساتھ حیلہ بازی سے کام لینا کسی طرح بھی صحیح نہیںہے۔ میں مطمئن ہوں کہ خدا تمہاری اور دوسروں کی آزادی کا وسیلہ فراہم کرے گا"۔

ابو بصیر نے عرض کیا" کیا آپ ﷺ مجھے مشرکین کے سپرد کررہے ہیں تاکہ وہ مجھے دین خدا سے بہکادیں؟"رسول خدا ﷺ نے پھر وہی بات دہرائي اور ان کو قریش کے نمائندے کے سپرد کردیا۔ جب وہ لوگ مقام ذو الحلیفہ میں پہنچے تو ابو بصیر نے ان محافظین میں سے ایک کو قتل کردیا۔ اور اس کی تلوار اور گھوڑا غنیمت کے طور پر لے لیا اور مدینہ لوٹ آئے۔ جب رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو کہا۔" اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے اپنے عہد کو پورا کیا اور مجھے اس قوم کے سپرد کردیا میں نے اپنے دین کا دفاع کیا تاکہ میرا دین برباد نہ ہو"۔

ابو بصیر چونکہ مدینہ میں نہیں رہ سکتے تھے اس لئے صحرا کی طرف چلے گئے اور دریائے

سرخ کے ساحل پر مکہ سے شام کی طرف جانے والے قافلوں کے راستے میں چھپ گئے جو لوگ مکہ میں مسلمان ہوئے تھے اور معاہدے کے مطابق مدینہ نہیں آسکتے تھے وہ ابو بصیر کے پاس چلے جاتے تھے رفتہ رفتہ ان کی تعداد زیادہ ہو گئي اور انہوں نے قریش کے تجارتی قافلوں پر حملے کر کے نقصان پہنچانا شروع کردیا_ قریش نے اس آفت سے بچنے کے لئے پیغمبر اکرم ﷺ کو خط لکھا اور ان سے عاجزانہ طور پر خواہش کی کہ ابوبصیر اور ان کے ساتھیوں کو مدینہ بلالیں اور پناہ گزینوں کو واپس کرنے والی شرط صلح نامہ کے متن سے حذف کردی جائے_ (۳۳)

صلح حدیبیہ کے نتائج کا تجزیہ

۱_ پے در پے جنگیں ایک دوسرے سے براہ راست روابط میں رکاوٹ بنی ہوئي تھیں لیکن اس صلح نے افکار کے آزادانہ ارتباط اور اعتقادی بحث و مباحثہ کا راستہ کھول دیا اور یہ روابط عرب معاشرے میں اسلامی روش اور دلوں میں اسلام کے نفوذ کی وسعت کا ذریعہ بن گئے اس طرح کہ صلح حدیبیہ والے سال پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ مسلمانوں کی تعداد چودہ سو تھی جبکہ فتح مکہ والے سال دس ہزار افراد رسول خدا ﷺ کے ساتھ تھے_

۲_ صلح کے ذریعہ داخلی امن و امان قائم ہو جانے کے بعد اسلام کی عالمی تحریک کو سرحدوں کے پار لے جانے اور عالمی پیغام کو نشر کرنے کے لئے رسول خدا ﷺ کو موقع مل گیا_

۳_ یہ صلح در حقیقت تحریک اسلامی کو مٹانے کے لئے وجود میں آنے والے ہر طرح کے نئے جنگی اتحاد کے لئے مانع بن گئي اور اس طرح لشکر اسلام کے ہاتھ یہ موقعہ آگیا کہ وہ خیبر کے یہودیوں جیسے بڑے دشمن کو راستے سے ہٹا سکیں_

صلح کے فوائد کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "پیغمبر اکرم ﷺ کی زندگی کی تاریخ میں کوئي واقعہ صلح حدیبیہ سے زیادہ فائدہ مند نہیں تھا "_ (۳۴)

سوالات

۱_ ہجرت کا چھٹا سال کس اہمیت کا حامل ہے؟

۲_ مفسدین فی الارض (زمین پر فساد پھیلانے والے)کون لوگ تھے اور کیوں قتل کئے گئے؟

۳_ بنی مُصطَلق کیوں کر اسلام کے گرویدہ ہوئے؟

۴_ صلح حدیبیہ کے معاہدے کا کیا نتیجہ رہا؟

۵_ بیعت رضوان کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

٦_ کون لوگ صلح کے مخالف تھے؟

۷_ عبداللہ بن اُبیّ نے غزوہ بنی مصطلق میں کیا کیا اور کون سا سورہ اس موقعہ پر نازل ہوا؟

۸_ حدیث "افک" کیا ہے؟ مختصراً بیان کیجئے_

۹_ آیۃ"﴿یا ایها الذین آمنوا ان جائکم فاسق بنباء فتبینوا﴾کس کے بارے میں اور کس موقع پر نازل ہوئی؟

۱۰_ صلح کی دوسری شرط کیسے لغو ہوئی؟

حوالہ جات

١_ڈاکٹر آیتی مرحوم کی کتاب "تاریخ پیامبر" ملاحظہ ہو ص ٣٨٩، ٣٦٣

٢_ اس غزوہ کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے واقدی کہتے ہیں کہ یہ یکم ربیع الاول ٦ھ میں واقع ہوا تھا لیکن ابن ہشام کے مطابق یہ ماہ جمادی الاوّلی میں واقع ہوا ہے_مغازی واقدی ج ٢ ص ٥٣٥_سیرہ ابن ہشام ج ٣ ص ٢٤٩ ملاحظہ ہو_

٣_مغازی واقدی ج ٢ ص ٥٣٥_طبری ج ٢ ص ٥٩٥_طبقات ابن سعد ج ٢ ص٤٨_سیرت ابن ہشام ج ٣ ص ٢٩٢_

٤_﴿انّما جزآؤا الذین یُحاربُونَ اللّه وَ رَسُولَه وَ یَسْعَوْنَ فی الْاَرض فَساداً ا َنْ یُقَتَّلوُا اَوْ یُصَلَّبُوا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدیهم وَ اَرْجُلُهُم من خلاف اَوْ یُنْفَوا منْ الارْض ذلكَ لَهُم خزْيٌ فی الدُنیا وَ لَهُم فی الآخرَة عَذابٌ عَظیم﴾(مائدہ_٣٣)(طبقات ج ٢ ص ٩٢)_

٥_ ابن سحاق ، اور ابن ہشام نے اس غزوہ کو ٦ ہجری کے واقعات میں نقل کیا ہے اگرچہ واقدي، ابن سعد اور مسعودی جیسے تاریخ نویسوں نے اسے کو سنہ ٥ ہجری کے واقعات میں ذکر کیا ہے_ سیرت ابن ہشام ج ٣ ص ٣٠٢ _ مغازی واقدی ج ١ ص ٤٠٣ _ طبقات ابن سعد ج ٢ ص ٩٣_ التنبیہ و الاشراف ص ٢١٥_

٦_ مُرَیْسیع سے فُرع تک جو مدینہ سے آٹھ منزل پر واقع ہے ایک روز کی مسافت کا راستہ ہے_بعض لغت میں "مُرَیْسیع" ذکر ہوا ہے اگر ایک روز مسافت والی بات درست مان لی جائے تو اس کا مدینہ سے فاصلہ صرف آٹھ کلومیٹر ہوگا جو کہ ایک بعید بات ہے (مصحح) _

٧_تاریخ پیامبر ﷺ ڈاکٹر آیتی مرحوم ص ٤٠٧_

٨_جَلابیب جلباب کی جمع ہے_کشادہ پیرہن کو کہتے ہیں_جو لوگ مسلمان ہو جاتے تھے مشرکین ان کے لئے یہ لفظ استعمال کرتے تھے(ر_ک) سیرت ابن ہشام ج ٣ ص ٣٠٣_

۹_تاریخ طبری ج ۲، ص ۶۰۳_﴿یقُولُون لَئنْ رَجَعْنَا الَی الْمَدینَة لَیُخْرجَنَّ الاَ عَزَّ منْها الا ذَلّ﴾(سورہ منافقون آیت_۸)_

۱۰_ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۰۳_۳۰۵_

۱۱_تاریخ طبری ج ۲ ص ۶۰۶،۶۰۷_

۱۲_انتظامی اصولوں اور علم نفسیات میں اس اصول سے بخوبی استفادہ کیا جا سکتا ہے کہ ہر فوج میں تشتت ، اختلاف اور کینہ توزی کو روکنے کے لئے آتش اختلاف کو شعلہ ور ہونے کی فرصت دینے کے بجائے_انہیں کام میں اتنا مشغول کردیا جائے کہ آپس میں جھگڑنے کی فرصت ہی نہ رہے اور نہ ہی گمراہ کن خیالات ان کے ذہن میں باقی بچیں_

۱۳_تاریخ طبری ج ۲_ص ۶۰۸_

۱۴_تاریخ طبری ج ۲ ص ۶۱۰_

۱۵_سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۰۹_

۱۶_﴿یا ایها الذین آمنوا ان جائکم فاسق بنبا: فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجهالة: فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین﴾_(حجرات آیت۶)_

۱۷_تاریخ طبری ج ۲ ص ۶۱۱ _ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۰۹ _ مغازی واقدی ج ۱ ص ۳۲۶ سے ص ۳۳۴تک ، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۶۵ _ اسباب النزول واحدی ص ۲۱۳ سے ۲۱۷تک_نہایہ الارب ۳۱۷_۳۰۵_

۱۸_ اگرچہ حسان بن ثابت شاعر اسلام اور پیغمبر اکرم ﷺ کی بولتی ہوئي زبان تھے_ مگر تہمت کے جرم میں ان کی اس حیثیت کو نہیں دیکھا گیا_حمنہ شہید مصعب بن عمیر کی بیوي، شہید عبداللہ بن جحش کی بہن ، پیغمبر اکرم ﷺ کی پھوپی کی لڑکی اور ان کی بیویوں میں سے ایک بیوی کی بہن تھی_ مگر قوانین الہی کو جاری کرنے میں مجرم کے لئے ان باتوں کی گنجائشے نہیں ہے_سیرہ ابن ہشام ج ۲ ص ۳۰۹_

۱۹_ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۱۹_

۲۰_سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۲۱ _ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۹۵_

۲۱_ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۲۳ _ ۳۲۴_ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۹۶_

۲۲_ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۲۵ سے ص ۳۲۸ تک_

۲۳_ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۲۸ _ ۳۲۹_

۲۴_ لَقَدْ رَضيَ الله عن المؤمنین اذیبایعونک تحت الشّجره فَعَلم مَ ۃ افی قلُوبہم فَاَنْزَلَ السَّکِینَۃَ عَلَیْہِم وَ اَثابَہُم فَتْحاً قَریباً(فتح/ ۱۸)_

۲۵_ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۳۰ و ۳۳۵_

۲۶_ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۳۱ _ ۳۳۲_

۲۷_ بحار الانوار ج ۲۰ ص ۳۳۳_ ۳۵۲_

۲۸_ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۳۲_

۲۹_ بحار الانوار ج ۲۰ ص ۳۵۰_

۳۰_ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۳۳_

۳۱_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۰۵ سے ۶۱۰ تک

۳۲_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۰۷ ارْتَبْتُ ارْتیاباً مُنذُ اَسْلَمْتُ الایوَمئذ:

۳۳_ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۳۳۷ _ ۳۳۸ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۳۹ تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۲۴ سے ۶۳۱ تک_ حیات الصحابہ ج ۱ ص ۱۳۳_

۳۴_ "ما کانَ قَضیَّۃَ اَعظَمَ بَرَکَۃً منہا" فروع ابدیت ج ۲ ص ۶۰۰_

آٹھواں سبق

پیغمبر ﷺ اسلام کے عالمی پیغام کا اعلان

سیاسی حکمت عملی کے نکات کی رعایت

خسرو پرویز کے نام خط اور اسکی گستاخي

حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام آنحضرت ﷺ کا خط

دوسرے حکمرانوں کا موقف

خیبر کے یہودیوں سے جنگ کے اسباب

لشکر توحید کی روانگي

معلومات کی فراہمي

جنگی اعتبار سے مناسب جگہ پر لشکر گاہ کی تعین

لشکر کیلئے طبّی امداد رسانی کا انتظام

جدید معلومات

آغاز جنگ اور پہلے قلعہ کی فتح

سردار کے حکم سے روگرداني

جنگی حکمت عملي

علی (ع) فاتح خیبر

سوالات

پیغمبر اسلام ﷺ کے عالمی پیغام کا اعلان

محرم ۷ [(۱)] بمطابق اپریل ۶۲۸

صلح حدیبیہ کے معاہدے نے رسول خدا ﷺ کو جنوب (مکّہ) کی طرف سے مطمئن کر دیا اور پر امن فضا کے سبب عرب کے سر برآوردہ افراد کا ایک گروہ، اسلام کا گرویدہ ہو گیا۔ اس موقع پر اسلام کے عظیم رہنما نے فرصت کو غنیمت جانا اور اس وقت کے حکمرانوں، قبائلی سرداروں اور عیسائي راہنماؤں سے مذاکرہ اور مکاتبہ کا باب کھول دیا اور خدا کے حکم سے اپنے آئین کو، جو ایک عالمی آئین دنیا کی قوموں کے سامنے پیش کیا۔

رسول خدا ﷺ نے جو خطوط، دعوت اسلام کے عنوان سے سلاطین، قبائل کے روساء اور اس زمانے کی سیاسی و مذہبی نمایاں شخصیتوں کو تحریر فرمائے تھے وہ آپ ﷺ کی دعوت کے طریقہ کار کی حکایت کرتے ہیں۔

اس وقت ۱۸۵ خطوط کے متن ہماری دسترس میںہیں جن کو پیغمبر اسلام ﷺ نے تبلیغ، دعوت اسلام یا میثاق و پیمان کے طور پر تحریر فرمایا تھا۔ [(۲)]

یہ خطوط دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں اسلام کی روش اور طریقہ کار کہ جس کی بنیاد، منطق و برہان پر تھی نہ کہ جنگ و شمشیر پر، روشنی ڈالتے ہیں، جو حقائق ان خطوط میں پوشیدہ ہیں اور جو دلائل، اشارات، نصیحتیں اور راہنمائي رسول خدا ﷺ نے دوسری قوموں کے سامنے پیش کی ہیں، وہ اسلام کے عالمی پیغام اور آپ ﷺ کی دعوت کے طریقہ کار کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

سیاسی حکمت عملی کے نکات کی رعایت

مختلف علاقوںاور سلاطین کے پاس رسول خدا ﷺ کے بھیجے ہوئے افراد اور سفراء معارف اسلامی سے آگاہ اور اس پر تسلّط رکھنے کے ساتھ ساتھ، ادب و سخن میں کم نظیر تھے اور اس زمانے کے لوگوں کے معاشرتی اور دینی آداب و رسوم سے واقفیت رکھتے تھے۔ اس زمانے کی طاقتوں کا سامنا کرنے میں عین یقین اور صاف گوئي کے ساتھ ان کی ظاہری وضع و قطع بھی سیاسی حکمت عملی کے نکات کی رعایت کی حکایت کرتی تھی۔ (۳)

رسول خدا ﷺ نے عالمی پیغام رسالت پر مشتمل خطوط، ایک ہی دن چھ منتخب افراد کے ذریعے ایران، روم، حبشہ، مصر، یمامہ، بحرین، اُردن اور حیرہ کی طرف روانہ فرمائے۔ (۴)

رسول خدا ﷺ خطوط پر (محمد رسول اللہ) "جو کہ آپ کی انگوٹھی پر کھدا ہوا تھا"کی مہر لگاتے اور خطوط کو بند کرکے مخصوص موم سے چپکا دیا کرتے تھے۔ (۵)

جس زمانے میں آپ ﷺ یہ خطوط تحریر فرمارہے تھے، اس وقت دنیا کی دو بڑی طاقتیں، ایران اور روم اپنے اپنے ملک کا رقبہ بڑھانے کے سلسلے میں ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریبان تھیں اور دنیا کی سیاست انہی کے گرد گھوم رہی تھی۔ قیصر روم کے نام رسول خدا ﷺ کے خط کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول خدا ﷺ کی طرف سے روم کے بزرگ "قیصر" کے نام

سچّائی اور ہدایت کی اتباع کرنے والوں پر سلام، تمہیںاسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں، اسلام کو قبول کرلو تاکہ صحیح و سالم رہو اور خدا بھی تم کو (خود تمہارے ایمان کا اور تمہارے زیر

نگیں افراد کے ایمان کا) دوہرا اجر دے گا_ اے اہل کتاب میں تم کو اس بات کی طرف دعوت دیتا ہوں جو تمہارے اور ہمارے درمیان یکساں ہے اور وہ یہ ہے کہ سوائے خدائے واحد کے ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک قرار نہ دیں اور ہم میں سے بعض، بعض کو رب نہ بنائیں اور جب وہ لوگ روگردانی کریں تو کہو کہ تم گواہ رہو ہم مسلمان ہیں_ (۶)

محمد رسول اللہ (۷)

جب دحیہ کلبی نے خط، قیصر روم تک پہنچایا تو اس نے اسلام اور دین موعود انجیل کے بارے میں مفصل تحقیقات کے بعد مندرجہ ذیل عبارت پر مشتمل خط رسول خدا ﷺ کو لکھا_

"یہ خط اس رسول خدا ﷺ کے لئے ہے جس کی بشارت عیسی(ع) نے دی ہے (یہ خط) قیصر بادشاہ روم کی طرف سے ہے _آپ کا خط اور قاصد ہمارے پاس پہنچا میں اس بات کی سچّی گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے آپ ﷺ کو رسالت پر مبعوث کیا ہے_ آپ کا نام اور آپ کا تذکرہ اس انجیل میں دیکھ رہا ہوں جو ہمارے ہاتھ میں ہے_ عیسی(ع) بن مریم نے آپ ﷺ کے آنے کی بشارت دی ہے_ میں نے بھی رومیوں کو دعوت دی ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور مسلمان ہو جائیں لیکن انہوں نے اطاعت نہیں کی اور اسلام نہیں لائے_ حالانکہ اگر وہ ہماری بات مانتے تو ان کے لئے بہتر تھا_ میں تمنّا کرتا ہوں کہ اے کاش آپ ﷺ کا خدمت گزار ہوتا اور آپ ﷺ کے پیر دھوتا"_

پھر قیصر نے خط کو تحائف کے ساتھ دحیہ کلبی کے ذریعہ رسول خدا ﷺ کے پاس بھیج دیا_ (۸)

شاہ ایران خسرو پرویز کے نام رسول اللہ کے خط کا متن_

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول خدا ﷺ کی طرف سے ایران کے عظیم کسری کے نام_

سلام ہو اس شخص پر جو سچائي اور ہدایت کا پیرو ہو، خدا اور رسول ﷺ پر ایمان لایا ہو اور گواہی دیتا ہو کہ اس کے علاوہ کوئي پروردگار نہیں ہے_ اس کا کوئي شریک نہیں ہے اور محمد اس کے بندے اور رسول ﷺ ہیں_ میںتمہیں خدا کی طرف بلاتا ہوں اس لئے کہ میں خلق خدا کے درمیان خدا کا رسول ﷺ ہوں تا کہ میں زندہ افراد کو خوف و امید دلاؤں_

تم اسلام قبول کر لو تا کہ محفوظ رہو اور اگر تم نے انکار کیا تو تمہارے پیرو کاروں کا بوجھ بھی تمہارے سر رہے گا_

محمد رسول ﷺ اللہ (۹)

عبد اللہ بن حذافہ نے پیغمبر اسلام ﷺ کا خط ایران کے دربار میں پہنچایا _ جب مترجمین نے بادشاہ کے سامنے خط پڑھا تو وہ بھڑک اُٹھا کہ محمد ﷺ کون ہے؟ جو اپنے نام کو میرے نام سے پہلے لکھتا ہے؟ اور خط پڑھے جانے سے پہلے ہی اس نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا_

رسول خدا ﷺ کا قاصد مدینہ واپس آیا اور اس نے سارا ماجرا بیان کیا_ آپ ﷺ نے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا:

" خدایا اس شخص نے میرا خط پھاڑڈالا تو اس کی حکومت کو ٹکڑے ٹکڑے کردے_ (۱۰)

خسرو پرویز کے نام خط اور اسکی گستاخي

ساسانی بادشاہ نے طاقت کے نشے میں چور ہو کر یمن کے کٹھ پتلی حاکم "باذان" کو لکھا

کہ مجھے خبر ملی ہے کہ مکّہ میں کسی قریشی نے نبوّت کا دعوی کیا ہے تم دو دلیر آدمیوں کو وہاں بھیجو تا کہ وہ اس کو گرفتار کرکے میرے پاس لائیں"۔

حاکم یمن "بَاذَان" نے مرکز کے حکم کے مطابق دو دلیر آدمیوں کو حجاز روانہ کیا جب یہ لوگ طائف پہنچے تو وہاں کے ایک شخص نے مدینہ کیطرف راہنمائي کی اور دونوں افراد مدینہ جا پہنچے اور باذان کا خط پیغمبر اسلام ﷺ کو دیا۔ آپ ﷺ کی عظمت و ہیبت اور اطمینان نے پیغام لانے والوں کو وحشت میں ڈال دیا۔

جب پیغمبر اسلام ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تو وہ لرزنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا "اب تم جاؤ، کل میں اپنا فیصلہ سناؤں گا''۔ دوسرے دن جب والی یمن کے کارندے جواب لینے کے لئے پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "پروردگار عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ کل رات جب رات کے سات گھنٹے گزر چکے تھے(۱۰ جمادی الاوّل سنہ ۷ھ کو) "خسرو پرویز" اپنے بیٹے "شیرویہ" کے ہاتھوں قتل ہو گیا ہے اور اس کا بیٹا تخت سلطنت پر قابض ہو گیا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو بیش قیمت تحائف دے کر یمن روانہ کیا۔ انہوں نے یمن کی راہ لی اور باذان کو اس خبر سے مطلع کیا۔ باذان نے کہا کہ " اگر یہ خبر سچ ہے تو پھر یقینا وہ آسمانی پیغمبر ہے اور اس کی پیروی کرنا چاہیئے ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ شیرویہ کا خط حاکم یمن کے نام آن پہنچا جس میں لکھا تھا کہ "آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے خسرو پرویز کو قتل کردیا اور ملت کا غم و غصّہ اس بات کا باعث بنا کہ میں اس کو قتل کردوں اس لئے کہ اس نے فارس کے اشراف کو قتل اور بزرگوں کو متفرق کردیا تھا۔ جب میرا خط تمہارے ہاتھ میں پہنچے تو لوگوں سے میرے لئے بیعت لو اور اس شخص سے جو نبوت کا دعوی کرتا ہے اور جس کے خلاف میرے باپ نے حکم دیا تھا، ہرگز سختی کا برتاؤ نہ کرنا

یہاں تک کہ میرا کوئي نیا حکم تم تک پہنچے_

شیرویہ کے خط نے اس خبر کی تائید کردی جو رسول خدا (ص) نے عالم غیب اور وحی کے ذریعہ دی تھی_ ایرانی ناد حاکم باذان اور ملک یمن کے تمام کارندے جو ایرانی تھی، مسلمان ہوگئے اور یمن کے لوگ رفتہ رفتہ حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے_ باذان نے رسول خدا (ص) کے نام ایک خط میں اپنے اور حکومت کے کارندوں کے اسلام لانے کی خبر پہنچائي_ (۱۱)

جبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام آنحضرت (ص) (ص) کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ کی طرف سے زمامدار حبشہ نجاشی کے نام_ تم پر سلام ہو، ہم اس خدا کی تعریف کرتے ہیں جس کے سوا کوئي خدا نہیں، وہ خدا کہ جو بے عیب اور بے نقص ہے_ فرمان بردار بندے اس کے غضب سے امان میں ہیں وہ خدا اپنے بندوں کے حال کو دیکھنے والا اور گواہ ہے_

میں گواہی دیتا ہوں کہ جناب مریم کے فرزند عیسي(ع) روح اللہ اور کلمة اللہ ہیں جو پاکیزہ اور زاہدہ مریم کے بطن میں تھے، خدا نے اسی قدرت سے جس سے آدم (ص) کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا ان کو بغیر باپ کے ماں کے رحم میں پیدا کیا_

میں تمہیں لا شریک خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اور تم سے یہی چاہتا ہوں کہ تم ہمیشہ خدا کے مطیع اور فرمان بردار اور میرے پاکیزہ آئین کی پیروی کرتے رہو_ اس خدا پر ایمان لاؤ جس نے مجھے رسالت پر مبعوث فرمایا_

میں پیغمبر خدا ہوں، تمہیں اور تمہارے تمام لشکر والوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور

اس خط اور سفیر کو بھیج کر میں اپنے اس عظیم فریضے کو پورا کر رہا ہوں جو میرے اوپر ضروری ہے اور تمہیں وعظ و نصیحت کر رہا ہوں۔ سچائی اور ہدایت کے پیرو کاروں پر سلام۔

محمد رسول اللہ

نجاشی نے رسول خدا ﷺ کے خط کو لیا، آنکھوں سے لگایا، تخت سے نیچے اُترا اور تواضع کے عنوان سے زمین پر بیٹھ گیا اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور پھر آنحضرت ﷺ کے خط کے جواب میں لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط محمد رسول خدا ﷺ کی طرف، نجاشی کی جانب سے ہے، اس خدا کا درود و سلام آپ ﷺ پر ہو جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں اور جس نے میری ہدایت کی۔ حضرت عیسی (ع) کے بشر اور پیغمبر ہونے کے مضمون کا حامل خط ملا۔ زمین و آسمان کے خدا کی قسم جو آپ ﷺ نے بیان فرمایا وہ حقیقت ہے۔ میں نے آپ ﷺ کے دین کی حقیقت سے آگاہی حاصل کی اور مہاجر مسلمانوں کی ضرورتوں کے پیش نظر ضروری اقدامات انجام دیئے گئے ہیں۔ اب میں اس خط کے ذریعے گواہی دیتا ہوں کے آپ ﷺ خدا کے رسول وہ صادق شخص ہیں جن کی تصدیق آسمانی کتابیں کرتی ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی (جعفر بن ابی طالب) کے سامنے اسلام و ایمان و بیعت کے مراسم انجام دیئےیں اور اب اپنا پیغام اور قبول اسلام کی خبر پہنچانے کے لئے اپنے بیٹے "رارہا" کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنے علاوہ کسی کا ضامن نہیں ہوں۔ آپ ﷺ اگر حکم دیں تو میں خود آپ ﷺ کی خدمت با فیض میں حاضر ہو جاؤں۔ آپ ﷺ پر درود و سلام ہو۔

نجاشی[۱۲]

دوسرے حکمرانوں کا موقف

مصر ویمامہ کے سربراہان مملکت نے تحائف کے ساتھ رسول خدا ﷺ کے خط کا جواب دیا لیکن کوئی مسلمان نہیں ہوا_ مصر کے حاکم مُقوقس نے بھی تحائف کے ساتھ رسول خدا ﷺ کے خط کا جواب انتہائي احترام کے ساتھ دیا (۱۳)

یمامہ کے حاکم نے جواب میں لکھا کہ میں اس شرط پر مسلمان ہونے کو تیار ہوں کہ رسول خدا ﷺ کے بعد حکومت میرے ہاتھ میں ہو_ اس پیش کش کو رسول خدا ﷺ نے قبول نہیں کیا اور فرمایا یہ بات خدای امور میں سے ہے (۱۴)_

بحرین کا حاکم مسلمان ہوگیا اور رسول خدا ﷺ نے اس کو اسی طرح بطور حاکم باقی رکھا_ اُردن کے حاکم نے رسول خدا ﷺ کے سفیر کے سامنے اپنی جنگی طاقت کا مظاہرہ کیا اور مدینہ پر لشکر کشی کی فکر میں تھا اس سلسلہ میں مرکزی حکومت (روم) سے رائے طلب کی لیکن جب قیصر روم کی بدلی ہوئي نگاہوں کو دیکھا تو سب کچھ سمجھ گیا اور تمام سیاسی لوگوں کی طرح اپنا موقف بدل دیا_ پیغمبر اسلام ﷺ کے سفیر کی دلجوئي کی اور تحفے تحائف اس کے حوالے کئے_ (۱۵)

خیبر کے یہودیوں سے جنگ کے اسباب

اسلام شروع ہی سے یہودیوں کی بدعہدی اور سازشوں کا شکار تھا یہودیوں کا ایک گروہ مدینہ سے ۱۶۵ کیلومیٹر دور شمال میں خیبر نامی ایک ہموار اور وسیع جگہ پر سکونت پذیر تھا کہ جہاں انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے نہایت مضبوط اور مستحکم سات قلعے بنا رکھے تھے یہودیوں کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ تھی جن میںسے اکثر جوان اور جنگجو افراد تھے_

صلح حدیبیہ نے رسول خدا ﷺ کو اس بات کا موقعہ دیا کہ عالمی پیغام کا اعلان کرنے کے علاوہ جزیرۃ العرب سے یہودیوں کے آخری خطرناک مرکز کی بساط لپیٹ دیں کیونکہ ایک تو سیاسی اور جنگی نکتہ نظر سے خیبر ایک مشکوک مرکز شمار ہوتا تھا اور خیبر کے یہودیوں ہی نے جنگ احزاب کی آگ بھڑکائي تھی اس لئے ممکن تھا کہ وہ دوبارہ مشرکین کو بھڑکائیں۔
دوسرے یہ کہ ایران وروم ایسی بڑی طاقتوں سے یہودیوں کے بہت قریبی تعلقات تھے۔ اور ہر لمحہ یہ اندیشہ تھا کہ بڑی طاقتوں کوورغلا کر یا ان کی مدد سے یہ لوگ اسلام کو جڑ سے اکھاڑدیں۔
تیسرے یہ کہ، صلح حدیبیہ کہ وجہ سے یہودی یہ سوچنے لگے تھے کہ لشکری اور جنگی اعتبار سے کمزور ہونے کی بنا پر مسلمانوں نے صلحنامہ قبول کیا ہے، لہذا یہودی اس فکر میں تھے کہ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تحریک اسلام پر ناگہانی ضرب لگائي جائے۔ ہر چند کہ صلح حدیبیہ کے معاہدے نے قریش ویہود کے جنگی اتحاد کے امکان کو ختم کر دیا تھا لیکن دیگر ایسے قبائل موجود تھے جو یہودیوں کے امکانی حملے کی صورت میں ان کا ساتھ دے سکتے تھے۔ یہ وجوہات تھیں جو اس بات کا سبب بنیں کہ رسول خدا ﷺ یہودیوں کی سرکوبی کے لئے پیش قدمی کریں اور آتش فتنہ کو خاموش کردیں۔

لشکر توحید کی روانگي

یکم ربیع الاوّل ۷ ہجری [۱۶] بروز ہفتہ بمطابق ۱۲ جولائي ۶۲۸ عیسوي
رسول اکرم ﷺ سولہ سو جاں بازوں کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اور ہمیشہ کی طرح ناگہانی طور پر دشمن کے سر پر پہنچنے کے لئے تیزی سے مقام رجیع کی جانب روانہ ہوئے

۔(یہ ایک چشمہ ہے جو خیبر و غطفان کی سرزمین کے درمیان واقع ہے اور غطفان کی ملکیت ہے ۔)چنانچہ اس طرح آپ ﷺ نے دشمن کو بھی غافل بنا یا اور دو جنگی حلیفوں یعنی خیبر کےیہودیوں اور غطفان کے بدووئںکے درمیان جدائي بھی ڈال دی ۔

معلومات کی فراہمي

رسول خدا ﷺ نے روانگی سے قبل لشکر اسلام کے آگے "عباد بن بشر" کو چند سواروں کے ساتھ دشمن کے لشکر کی خبر لانے کے لئۓ بھیجا ۔ ان لوگوں نے ایک یہودی جاسوس کو گرفتار کرلیا اور اس کو دھمکا کے ،خیبر کےیہودیوں کے اہم جنگی راز اور یہودیوں کے پست حوصلوں کے بارے میں معلومات حاصل کرلیں۔ (۱۷)

خیبر کا مضبوط قلعہ راتوں رات مسلمانوں کے محاصرے میں آگیا ۔ صبح سویرے خیبر کےیہودی مسلمانوں کے حملہ اور محاصرے سے غافل قلعوں سے باہر نکلے اور بیلچے، تھیلے وغیرہ لے کر کھیتوں اور نخلستانوں کی طرف چل پڑے کہ اچانک مسلمانوں پر نظر پڑی جو خیبر کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھے ۔ وہ لوگ ڈر کے مارے خیبر کے قلعوں کی طرف بھا گے اور آواز دی "محمد ﷺ ہم سے لڑنے آئے ہیں"۔ (۱۸)

جنگی اعتبار سے مناسب جگہ پر لشکر گاہ کی تعیین

ابتدا میں لشکر اسلام نے خیموں کو نصب کرنے کے لئۓ ایک جگہ کا انتخاب کیا لیکن یہ جگہ بہت زیادہ مرطوب ہونے کے علاوہ صحت و صفائي کے اعتبار سے بھی نا مناسب اور یہودیوں کے تیروں کی زد پر واقع تھی جب یہ جگہ جنگی اعتبار سے مناسب معلوم نہ ہوئي تو

رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کرکے نخلستان کی پشت پر مناسب ترین رجیع نامی جگہ کو لشکر گاہ کے لئے معین فرمایا اور کچھ سپاہیوں کو اس جگہ کی حفاظت اور نگہبانی کے لئے مقرر کردیا_ جو باری باری لشکر گاہ کی نگہبانی اور حفاظت کا فریضہ انجام دیتے_ (۱۹)

لشکر کے لئے طبی امداد رسانی کا انتظام

زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے والی "نُسَیبَہ" نامی خاتون چند ایسی عورتوں کے ساتھ جو اس فن سے آشنا تھیں مدینہ سے لشکر اسلام کے ہمراہ آئیں اور لشکرگاہ کی پشت پر جنگی مجروحین کی مرہم پٹی کے لئے ایک خیمہ نصب کیا اور جانبازوں کی مدد کے لئے تیار ہو گئیں_ (۲۰)

جدید معلومات

مقام رجیع میں ایک یہودی نے جو بہت زیادہ خوف زدہ ہوگیا تھا خودکو لشکر اسلام کے حوالہ کردیا اور کہنے لگا کہ اگر کچھ خبریں لشکر اسلام کو دے تو کیا اس کو امان ملے گی ؟ جب اس کو امان دی گئي تو اس نے بہت سے جنگی راز فاش کردیئے ور بتایا کہ یہودیوں کے درمیان ختلاف ہو گیا ہے_ پھر مسلمانوں کی قلعوں اور حصاروں تک راھنمائي کي_ (۲۱)

آغاز جنگ اور پہلے قلعہ کی فتح

خیبر میں سات قلعے تھے جن کے نام ، ناعم ، قموص ، کتیبہ ، نطاۃ ، شقّ ، وطیح ، سلالم ہیں ان قلعوں کے درمیان فاصلہ تھا_ رجیع کو لشکر گاہ کے عنوان سے منتخب کرنے اور ترتیب دینے میں تقریباً سات دن لگ گئے ، اس کے بعد لشکر اسلام دن میں قلعوں پر حملہ کرتا اور راتوں کو اپنی قیام گاہ پر واپس آجاتا تھا_ جنگ کے پہلے دن پچاس جانبازان اسلام تیروں

سے مجروح ہوئے ، علاج کے لئے انکو اس خیمہ میں پہنچایا گیا جو اس کام کے لئے نصب کیا گیا تھا_

بالآخر سات دنوں کے بعد ناعم نامی پہلا قلع فتح ہوا، اس کے بعد رفتہ رفتہ سارے قلعے لشکر اسلام کے قبضہ میں آگئے_

ان قلعوں میں سے ایک قلعہ کی فتح کے دوران اس یہودی کی زوجہ اسیر ہوئي جس نے لشکر اسلام کے لئے معلومات فراہم کرنے میں مددی تھی_ رسول اکرم ﷺ نے اسے اُس کے شوہر کے حوالے کردیا_[۲۲]

سردار کے حکم سے روگرداني

رسول خدا ﷺ جب "ناعم" نامی قلعہ کی حصار کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے لشکر کو صف آرا کیا اور فرمایا کہ جب تک حکم نہ پہنچے اس وقت تک جنگ نہ کرنا_ اس موقع پر ایک سپاہی نے خود سرانہ طور پر ایک یہودی پر حملہ کردیا لیکن یہودیوں کے ہاتھوں مارا گیا_ جاں بازوں نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ کیا یہ شہید شمار ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "منادی بہ آواز بلند اعلان کردے کہ جو اپنے سپہ سالار کے حکم سے سرتابی کرے جنت اس کے لئے نہیں ہے_[۲۳]

جنگی حکمت عملي

لشکر اسلام کی کمان رسول خدا ﷺ کے ہاتھ میں تھی اور آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق عمدہ جنگی حکمت عملی کے ساتھ لشکر اسلام ایک ایک قلعہ کا محاصرہ کرتا جارہا تھا اور کوشش کررہا تھا

کہ جس قلعہ کا محاصرہ ہو چکا ہو اس کا رابطہ دوسرے قلعوں سے منقطع کردے اور اس طرح قلعہ کو فتح کرلینے کے بعد دوسرے قلعہ کا محاصرہ کرتا تھا_

وہ قلعے جن کا ایک دوسرے سے ارتباط تھا یا جن کے اندر جنگجو زیادہ استقامت کا مظاہرہ کرتے تھے ذرا دیر میں فتح ہوتے تھے_ لیکن وہ قلعے جن کا آپس میں رابطہ بالکل منقطع ہو جاتا تھا وہ کمانڈروں کے رعب و دبدبہ کے سامنے ج ہی ہتھیار ڈال دیتے تھے اور ان کو فتح کرنے میں قتل و خونریزی بھی کم ہوتی تھی_ (۲۴)

علی علیہ السلام فاتح خیبر

قلعے یکے بعد دیگرے فتح ہوگئے صرف دو قلعے باقی رہ گئے اور یہودی ان قلعوں کے اوپر سے مسلمانوں پر بڑی تیزی سے تیر برسا رہے تھے_ رسول خدا ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ایک صحابی (ابوبکر) کو لشکر کی سرداری دیکر قلعہ فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اور ان کے ہاتھوں میں پرچم دیا_ لیکن وہ بغیر پیش قدمی کیئے شکست کھاکر پلٹ آئے_

دوسرے دن پیغمبر اسلام ﷺ نے لشکر کا علَم، دوسرے صحابی (عمر) کے حوالہ کیا لیکن وہ بھی پیش قدمی نہ کرسکے اور شکست کھاکر واپس آگئے_

تیسرے دن رسول خدا ﷺ نے پرچم، سعد بن عبادۃ کے حوالہ کیا لیکن وہ بھی شکست سے دوچار ہوئے، خود وہ اور ان کا لشکر زخمی ہو گیا اور وہ بھی بیٹھ رہے_

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ "کل میں علم اس کے حوالے کرونگا جس کو خدا اور اس کا رسول ﷺ دوست رکھتے ہیں اور وہ بھی خدا اور اس کے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے_ وہ شکست کھانے والا اور بھاگنے والا نہیں، خدا اس کے ہاتھوں فتح عطا کرے گا_ (۲۵)

رات ختم ہوئي صبح نمودار ہوئي_ رسول خدا ﷺ نے علي(ع) کو بلانے کے لئے بھیجا آپ(ع) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے جبکہ آپکی آنکھوں میں درد تھا چنانچہ فرمایا " حضور ﷺ نہ میں دشت دیکھ پا رہا ہوں اور نہ پہاڑ" پھر آپ(ع) پیغمبر اسلام ﷺ کے قریب پہنچے آنحضرت ﷺ نے فرمایا "آنکھیں کھولو" رسول ﷺ خدا نے اپنا لعاب دہن علی (ع) کی آنکھونّمیں لگایا تو آپکی آنکھیں شفا یاب ہوگئیں_(۲۶) پھر آپ ﷺ نے پرچم، حضرت علی (ع) کو دیا اور کامیابی کے لئے دعا کي، امیر المومنین علی (ع) قلعہ کی طرف چل پڑے_

حضرت علی (ع) کی سرکردگی میں جب لشکر، قلعہ کے نزدیک پہنچا تو مرحب کے بھائي حارث نے اپنے مشّاق اور تیز رفتار شہ سواروں کے ساتھ لشکر اسلام پر حملہ کیا ، مسلمان بھاگے علی (ع) تنہا اپنی جگہ جمے رہے، علي(ع) کی تلوار کی ضرب نے اپنا کام کیا اور حارث قتل ہوگیا_یہودیوں پر خوف و وحشت طاری ہوگیا وہ قلعہ کے اندر بھاگ گئے اور قلعہ کے دروازہ کو مضبوطی سے بند کر لیا _ مسلمانوں نے جب یہ منظر دیکھا تو میدان میں پلٹ آئے ، اس موقعہ پر خیبر کا مشہور پہلوان اور حارث کا بھائي"مرحب" اپنے بھائي کی موت پر بے تاب ، اسلحہ میں غرق ، غصّہ میں بھرا ، رجز پڑھتا ہوا قلعہ سے باہر کو دپڑا_

وہ کہہ رہا تھا : " خیبر مجھے جانتا ہے میں مرحب ہوں اسلحہ میں غرق ، آزمودہ کار پہلوان ہوں_ کبھی میں نیزے سے وار کرتا ہوں کبھی شمشیر سے ، جب شیر غصّہ کے عالم میں ہو تو کوئي کچھار کے قریب نہیں پھٹکتا (۲۷)

حضرت علی (ع) نے اس کے جواب میں فرمایا:

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے میں بہادر اور جنگلوں کا شیر ہوں_(۲۸)

اس کے بعد زبردست جنگ شروع ہوئ، شمشیر علي، (ع) مرحب کے سر میں درآئي اور اس کی سپر، پتّھر کے خود اور سر کو دانتوں تک دوٹکڑے کردیا_ یہ ضرب ایسی خطرناک او دل ہلا دینے والی تھی کہ جسے دیکھ کر بعض یہودی بہادر بھاگ کھڑے ہوئے اور قلعہ کے اندر جا چھپے اور بقیہ افراد علی (ع) کے ساتھ دست بدست جنگ میں مارے گئے_ علي(ع) نے شیر کی طرح یہودیوںکا پیچھا قلعہ کے دروازے تک کیا پھر قلعہ کے دروازے کیطرف متوجہ ہوئے اور اسے اکھاڑ لیا اور جنگ کے اختتام تک سپر کی طرح استعمال کرتے رہے پھر اس کو اس خندق کے اوپر رکھ دیا_ جو قلعہ کے چاروں طرف کھدی ہوئي تھي_ [۲۹]

یہ دروازہ اتنا وزنی تھا کہ لشکر اسلام کے آٹھ سپاہی اس کو نہ اٹھا سکے_ حضرت علي(ع) اس اعجازی قوّت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ " میں نے ہرگز بشری قوّت سے اسے نہیں اکھاڑا بلکہ خدا داد قوّت کے زیر اثر اور روز جزا پر ایمان کی بنا پر یہ کام کیا ہے_ [۳۰] علی (ع) کی شجاعت، بہادی اور ان کے ہاتھوں کی طاقت سے خیبر کی فتح اور دوسروں کی ناتوانی کے بارے میں بہت سی حدیثیں اہل سنّت کی کتابوں میں موجود ہیںمزید معلومات کیلئے ان ماخذوں کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے_ [۳۱]

سوالات

۱_ رسول خدا نے کس، کس بادشاہ کو خط لکھے؟

۲_ یمن کا حاکم اور وہاں کے لوگ کیوں کر مسلمان ہوئے؟

۳_ قیصر نے رسول خدا ﷺ کے لئے کیا جواب لکھا؟

۴_ دوسرے حکمرانوں کا موقف کیا تھا؟

۵_ رسول خدا نے خیبر کے یہودیوں سے کیوں جنگ کي؟

٦_ خیبر میں حضرت علی (ع) کی شجاعت کے بارے میں کچھ بیان کیجئے_

حوالہ جات

١_ طبقات ابن سعد ج ١ ص ٢٥٨_

٢_ " الوثائق السیاسیہ " مصنفہ پروفیسر حمید اللہ پاکستانی لیکچرر پیرس یونیورسٹی_ مکاتیب رسول ﷺ " مؤلفہ حجۃ الاسلام و المسلمین علی احمدی میانجی اور " محمد ﷺ و زمامداران" مصنفہ صابری ہمدانی ملاحظہ ہوں_

٣_ دحیہ کلبی اور عَمرو بن امیّہ اور دوسرے سفراء کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے_

٤_ طبقات ابن سعد ج ١ ص ٢٥٨_ سیرت حلبی ج ٣ ص ٢٣٠_

٥_ طبقات ابن سعد ج ٣ ص ٢٣١ و ج ١ص ٢٥٨_

٦_ قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سوائ: بیننا و بینکم الا نعبد الّا اللہ و لا نشرک بہ شیئا و لایتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوّا فقولوا اشہدوا بانّا مسلمون(آل عمران ٦٤)_

٧_ تاریخ یعقوبی ج ٢ ص ٧٧_

٨_ تاریخ یعقوبی ج ٢ ص ٧٧_

٩_ تاریخ یعقوبی ج ٢ ص ٧٧_

١٠_ طبقات ابن سعد ج ١ ص ٢٥٩_

١١_ سیرہ حلبی ج ٣ ص ٢٤٧_ طبقات ابن سعد ج ١ ص ٢٦٠_ کامل ج ٢ ص ٢٣٦_ تاریخ طبری ج ٢ ص ٦٥٥_

١٢_ تاریخ طبری ج ٢ ص ٦٥٣_ ٦٥٢ سیرت حلبی ج ٣ ص ٢٤٨_

١٣_ کامل ج ٢ ص ٢١٠ طبقات ج ١ ص ٢٦٠_ سیرت حلبی ج ٣ ص ٢٥٠_

١٤_ طبقات ابن سعد ج ١ ص ٢٦٣_ سیرۃ حلبی ج ٣ ص ٢٥٠_

١٥_ سیرۃ حلبی ج ٣ ص ٢٥٥_

١٦_ مغازی واقدی ج ٢ ص ٦٣٤_

١٧_ مغازی واقدی ج ٢ ص ٦٣٠_

١٨_ مغازی واقدی ج ٢ ص ٦٣٢_

۱۹_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۴۳_

۲۰_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۸۵ _۶۸۷_

۲۱_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۴۶_

۲۲_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۴۶_

۲۳_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۴۹ _ "لا تحلّ الجنّة لعاص"_

۲۴_ جرجی زیدان نے خیبر کے قلعوں کی تصویر اپنی کتاب تاریخ التمدن الاسلامی میں دی ہے ج ۱ ص ۶۱ _

۲۵_ لاعطین الرایة غدا رجلا یحبہ اللہ و رسولہ و یحب اللہ و رسولہ کراراً غیر فرار لایرجع حتی یفتح اللہ علی یدیہ ، بحار الانوار ج ۲۱ _۲۸ _

۲۶_ حضرت علی (ع) نے فرمایا کہ اس کے بعد میں درد چشم میں ہر گز بتلا نہیں ہوا_

۲۷_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۵۴ _۶۵۳_

۲۸_ ارشاد مفید ص ۶۷_

۲۹_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۶۵۴ _ ۶۵۵_

۳۰_ بحار الانوار ج ۲۱ ص ۲۶_

۳۱_ صحیح بخاری ج ۵ ص ۱۷۱ و ج ۵ ص ۲۳ _تاریخ بخاری ج ۱ ص ۱۱۵ و ج ۴ ص ۱۱۵ _ صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۱ و ج ۵ ص ۱۹۵ و ج ۷ ص ۱۲۰ _ مسند الحافظ ابی داؤد ص ۳۲۰ _مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۹۹ و ج ۲ ص ۳۸۴ سنن ترمذی ج ۵ ص ۶۳۸ _ سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۵ _ خصایص ص ۴ _تاریخ طبری ج ۲ ص ۳۱۰ _ طبقات ج ۳ ص ۱۵۶ _عقد الفرید ج ۳ ص ۹۴ _ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۳۰۵ _ معجم الصغیر طبرانی ص ۱۶۳ _ حلیة الاولیا ج ۱ ص ۳۳۰ _ سنن الکبری ج ۹ ص ۱۰۷ _ مناقب ابن مغازلی ص ۱۷۶ _ استیعاب در حاشیہ الاصابہ ج ۳ ص ۳۶۶ _ مصابیح السنة ج ۲ ص ۲۰۱ _معالم التنزیل ج ۴ ص ۱۵۶ _الشفا قاضی عیاض ج ۱ ص ۲۷۲ _ اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۵ _تذکرة الخواص سبط ابن جوزی ص ۱۵ _شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۴ ص ۲۲۱ _کفایة الطالب باب ۶۲ ص ۱۱۶ _ البدایة و النہایة ابن کثیر ج ۴ ص ۱۸۴ _ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۲۳ _ الاصابة ج ۲ ص ۵۰۲ _ینابیع المودة ص ۴۱_

نواں سبق

طرفین کے خسارئے کا تخمینہ

اسیروں کیساتھ اچھا برتاؤ

فتح کے وقت درگزر

مال غنیمت

مال غنیمت میں خیانت کی سزا

مال غنیمت کی تقسیم

خیبر پر حملے کے نتائج

خیبر میں لشکر اسلام کی کامیابی کے اسباب

فدک --غزوہ وادی القري

تیما --فتح خیبر کے بعد انجام پانے والے سرایا

مکہ کی طرف (عُمرَةُ القضائ)

جنگ موتہ ، عالمی استکبار سے پہلا مقابلہ

گریہ کیوں؟ --غیر مساوی طاقتوں کی جنگ

لشکر اسلام کے دلیر سردار جعفر ابن ابی طالب کی شہادت

عبداللہ ابن رواحہ اورزید ابن حارثہ کی شہادت

مجاہدین کی واپسي

رسول خدا ﷺ جعفر ابن ابیطالب کے سوگ میں

جنگ ذات السلاسل

سوالات

طرفین کے خسارے کا تخمینہ

آخری قلعہ کی فتح کے نتیجہ میں یہودیوں کو شکست اور لشکر اسلام کو فتح حاصل ہوئي اس جنگ میں یہودیوں کے ۹۳ سے زیادہ بڑے بڑے جنگجو ہلاک ہوئے جبکہ شہداء اسلام کی تعداد ۲۰ افراد سے زیادہ نہ تھی _ اس کے علاوہ قلعوں پرحملے کے نتیجے میں کچھ یہودی ، لشکر اسلام کی اسیری میں آئے _

اسیروں کیساتھ اچھا برتاؤ

قلعوں میں سے جب ایک قلعہ فتح ہوا تو حیّ بن اخطب کی بیٹی صفیہٴ اور ایک دوسری عورت اسیر ہوئي تو حضرت بلال ان دونوں کو یہودیوں کے مقتولین کی لاشوں کے قریب سے گزار کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے پیغمبر اسلام ﷺ اُٹھے اور صفیّہ کے سرپر عباڈال دی اور دونوں عورتوں کے آرام کے لئے لشکر گاہ میں ایک جگہ معین فرما دی پھر بلال سے سخت لہجہ میں کہا "کیا تمہارے دل سے مہرو محبت ختم ہوگئي ہے کہ تم ان عورتوں کو ان کے عزیزوں کے پاس سے گزار کرلا رہے ہو ؟" صفیّہ "کے دل پر پیغمبر کی محبت نے بڑا اثر کیا بعد میں آپ، پیغمبر اسلام ﷺ کی باوفا بیویوں کے زمرہ میں شامل ہوئیں _ (۱)

فتح کے وقت در گزر

تاریخ کے فاتحین نے جب بھی دشمن پر کامیابی حاصل کی تو شمشیر انتقام سے اپنے کینہ کی آگ کو بجھایا اور دشمن کی تباہی میں بڑی بے رحمی کا ثبوت دیا لیکن خدا رسیدہ افراد نے ہمیشہ کامیابی کے موقعہ پر دشمنوں کے ساتھ نہایت لطف و محبّت کا سلوک کیا ہے_ فتح خیبر کے بعد، خیبر کے جن افراد نے زیادہ مال صرف کر کے جنگ احزاب کی عظیم شورش برپا کی تھی اور اسلام کو خاتمہ کے دہانہ پر لاکھڑا کیا تھا ان کے سروں پر پیغمبر رحمت ﷺ کے لطف و عطوفت کا سایہ رہا آپ ﷺ نے انہیں اجازت دی کہ سرزمین خیبر میں اپنے گھروں میں کام اور حسب سابق کھیتی باڑی میں مشغول رہیں اس کے بدلے خیبر کی آمدنی کا آدھا حصّہ مسلمانوں کو دیں_ آنحضرت ﷺ نے فتح کے وقت نیزے کی نوک پر اسلام مسلّط نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ نے ان کو مذہبی شعائر و رسوم کی ادائیگی کی آزادی مرحمت فرمائي_ (۲)

مال غنیمت

فتح خیبر اور یہودیونکو غیر مسلح کرنے کے بعد کافی مقدار میں ہتھیار، جنگی سازو سامان، یہودیوں کے زیورات سے مالامال خزانہ، کھانے کے برتن، کپڑے، بہت سے چوپائے اور کھانے پینے کا بہت زیادہ سامان مال غنیمت کے طور پر لشکر اسلام کے ہاتھ آیا_

رسول خدا ﷺ نے حکم دیا کہ ایک شخص جانبازان اسلام کے درمیان اعلان کرے کہ "ہر مسلمان پر لازم ہے کہ مال غنیمت کو بیت المال میں لا کر جمع کردے_ چاہے وہ ایک سوئي اور دھاگہ ہی کیوں نہ ہو_ اس لئے کہ خیانت ننگ و عار ہے اور قیامت میں اس کی سزا آگ ہے_ (۳)

پھر عادلانہ تقسیم کے لئے تمام مال غنیمت ایک جگہ جمع ہوا اور آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ اس میں سے کچھ نقد کی صورت میں لوگ تبدیل کر لائیں_

"فروہ" جو مال غنیمت بیچنے کے کام پر مامور کئے گئے تھے، انہوں نے مال غنیمت میں سے ایک دستار، دھوپ سے بچنے کے لئے اپنے سر پر باندھ رکھی تھی، فراغت کے بعد دستار اتارے بغیر بے خبری کے عالم میں اپنے خیمہ میں چلے گئے وہاں دستار کا خیال آیا تو فوراً خیمہ سے باہر نکلے اور دستار مال غنیمت کے ڈھیر پر رکھ دی_ جب رسول خدا ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا" یہ آگ کی دستار تھی جو تم نے اپنے سر پر باندھ رکھی تھی_ (۴)

مال غنیمت میں خیانت کی سزا

سپاہیوں میں سے "کرکرہ" نامی ایک شخص رسول ﷺ خدا کے مرکب کی نگہبانی پر مامور تھا واپسی کے دوران اسے ایک تیر لگا اور وہ مارا گیا_ رسول خدا ﷺ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا "کرکرہ" شہید ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "مال غنیمت میں سے عبا چرا نے کے جرم میں اب آگ میں جل رہا ہے"_

اس موقع پر ایک شخص نے پیغمبر اسلام ﷺ سے کہا کہ "میں نے بغیر اجازت کے ایک جوڑا جوتا مال غنیمت سے لے لیا ہے_" آنحضرت ﷺ نے فرمایا" واپس کردو ورنہ قیامت کے دن آگ کی صورت میں یہ تمہارے پیروں میں ہوگا_ (۵)

مال غنیمت کی تقسیم

خمس نکالنے کے بعد، جانبازان اسلام کے درمیان مال غنیمت تقسیم ہوا، رسول ﷺ خدا نے

ان عورتوں کو جنہوں نے لشکر اسلام کی مدد اور تیمارداری کی تھی بیش قیمت گلوبند وغیرہ عطا فرمائے_(۶)

ایک شخص کو ایک خرابہ سے دو سو درہم ملے پیغمبر اسلام ﷺ نے خمس نکال لیا اور بقیہ درہم اس کو دیدئے_(۷)

لشکر اسلام خیبر سے کوچ کرنے ہی والا تھا کہ مہاجرین حبشہ کے سرپرست جعفر ابن ابی طالب حبشہ سے واپس آگئے جب رسول خدا ﷺ کو مدینہ میں نہیں پایا تو خیبر کی طرف چل پڑے_ آنحضرت ﷺ جعفر(ع) کی واپسی پر بہت خوش ہوئے سات قدم ان کے استقبال کے لئے بڑھے اور فرمایا سمجھ میں نہیں آتا کہ کس بات کے لئے زیادہ خوشی مناؤں؟ فتح خیبر کے لئے یا جعفر کی واپسی کے لئے؟"(۸)

خیبر پر حملے کے نتائج

خیبر کا حملہ ، اسلام کے خلاف یہودیوں کی اقتصادی اور جنگی طاقت کی کمی کا باعث بنا_ اس حملے کے دوسرے نتائج میں سے ایک یہ ہے کہ ،یہودیوں کے اس گروہ کے ہتھیار ڈال دینے کی بدولت مشرکین کی فوج میں خوف و ہراس پھیل گیا اور اسلام کی تحریک مزید پائیدار ہوگئی_

خیبر میں لشکر اسلام کی کامیابی کے اسباب

۱_ بہترین جنگی حربوں اور موثر حکمت عملی کا استعمال

۲_ پیغمبر اسلام ﷺ اسلام کی دقیق اور حکیمانہ سپہ سالاری اور لشکر اسلام کا سپہ سالار کے حکم پر مکمل عمل کرنا_

۳_ جنگی حوالے سے مناسب جگہ پر پڑاؤ

۴_ خیبر کے کامل محاصرے تک لشکر اسلام کی مکمل پوشیدگی_

۵_ دشمن کے حالات کی اطلاع او رہر قلعہ میں لشکر کی تعداد و کیفیت کے بارے میں مکمل معلومات _

٦_ حضرت علی (ع) کی بے امان جنگ" ایسی جنگ کہ دشمن کے نقصانات میں سے آدھا نقصان دست زبردست حیدر کرار کی توانائي کا نتیجہ تھا_

فدک

خیبر سے ایک منزل اور مدینہ سے ۱۴۰ کیلومیٹر دور کچھ یہودی فدک نامی ایک قصبہ میں رہتے تھے_یہ لوگ خیبر کے یہودیوں کے انجام سے خوفزدہ تھے اور خدا نے ان کے دل میں خوف و دہشت مزید بڑھادیا_ اس وجہ سے انہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کے نمائندہ کے جواب میں ایک شخص کو معاہدہ صلح کے لئے رسول خدا ﷺ کے پاس بھیجا اور آنحضرت ﷺ سے معاہدہ کیا کہ آدھا فدک آنحضرت ﷺ کے حوالہ کریں گے اور اسمیں کھیتی کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی آمدنی بھی ان کے حوالہ کریں گے_[(۹)]

رسول خدا ﷺ نے فدک فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو عطا کردیا_ فدک کی سالانہ آمدنی، ۲۴۰۰۰درہم تھی جناب فاطمہ(ع) اس آمدنی کا بیشتر حصّہ بے سہارا لوگوں کی امداد اور اجتماعی مصالح ایسے امور خیر میں صرف کرتی تھیں_[(۱۰)]

غزوہ وادی القري (۷ھ ق)

خیبر کی جنگ ختم ہونے کے بعد رسول خدا ﷺ مدینہ سے ۳۵۰ کیلومیٹر دور وادی القری کی

طرف روانہ ہوئے جویہودیوں کا ایک اہم مرکز شمار کیا جاتا تھا_ آپ ﷺ نے اس کا محاصرہ کر لیا ، قلعہ چند دنوں تک لشکر اسلام کے محاصرے میں رہا_ انجام کار فتح و کامرانی کے بعد آنحضرت ﷺ نے زمینوں کو انہی کے قبضہ میں رہنے دیا اور وہی معاہدہ جو خیبر کےیہودیوں سے ہوا تھا ان سے بھی طے پایا_(۱۱)

تیمائ(۷ ھ ق)

مسعودی کی تحریر کے مطابق "تیمائ"(۱۲) کے لوگ یہودی اور رسول خدا ﷺ کے دشمن تھے جب ان لوگوں نے وادی القری کے فتح ہونے کی خبر سنی تو رسول خدا ﷺ سے صلح کرلی اور جزیہ دینے پر تیار ہوگئے(۱۳)اس طرح سے جزیرۃ العرب سے یہودیوں کی طرف سے جنگی خطرہ بالکل ہی ختم ہوگیا_

فتح خیبر کے بعد انجام پانے والے سرایا

خیبر کی فتح کے بعد رسول خدا ﷺ اپنے دیرینہ دشمن کی طرف سے مطمئن ہوگئے اور مدینہ میں وہ امن و سکون ہوا جو پہلے کبھی نہ تھا_ ماہ صفر سے لے کر ذیقعدہ تک چند مہینوں کی مدّت میں آپ ﷺ نے صرف چھ گروہ اطلاعات حاصل کرنے یا ان بکھرے دستوں اور جماعتوں کی تنبیہ و سزا کے لئے روانہ فرمائے جنہوںنے امن و امان میں رخنہ ڈال رکھا تھا_ ان سرایا کے علاوہ کوئی دوسرا جنگی حملہ وقوع پذیر نہیں ہوا_(۱۴)

مکہ کی طرف (عمرۃ القضائ)

یکم ذیقعدہ ۷ ھ (بروز جمعرات بمطابق ۳ فروری سنہ ۶۲۸ ئ)

صلح حدیبیہ کے ایک سال بعد صلح نامہ کے مطابق مسلمان عمرہ بجالانے کے لئے تین روز تک مکہ میں ٹھہر سکتے تھے_ رسول خدا ﷺ لشکر اسلام کے دو ہزار افراد کے ساتھ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے پیغمبر اکرم ﷺ کے ہمراہ صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں شامل تمام افراد موجود تھے سوائے خیبر میں شہید یا اس سے قبل وفات پا جانے والے مسلمانوں کے ، البتہ ک١چھ دوسرے لوگ بھی سفر میں شریک ہوگئے تھے_

معاہدے کے مطابق چونکہ مسلمان سوائے تلوار کے (جو مسافر کا اسلحہ سمجھا جاتا تھا) اپنے ساتھ زیادہ ہتھیار نہیں رکھ سکتے تھے_ اس لئے رسول خدا ﷺ نے ممکنہ خطرے سے بچنے کے لئے لشکر اسلام کے ایک سردار کو دو سو جاں بازوں کے ہمراہ کافی اسلحہ کے ساتھ آگے بھیج دیا تا کہ وہ لوگ "مرّ الظّہران" پر مکہ سے ٢٢ کیلومیٹر شمال میںٹھہریں اور ایک درّہ میں آمادہ رہیں_

مسلمان، مکہ کے قریب پہنچے، رسول خدا ﷺ ناقہ قصوی پر سوار اور عبداللہ ابن رواحہ مہار تھامے ہوئے فخر کے ساتھ رجز پڑھتے جاتے تھے_

دو ہزار مسلمان خاص شان وشوکت کے ساتھ جبکہ ان کی آواز فرط شوق سے لرزرہی تھی " لبیک اللّھم لبیک" کی آواز بلند کرتے جارہے تھے_ برسوں بعد، کعبہ کی زیارت کی توفیق نصیب ہوئي تھي_

قریش نے شہر مکہ خالی کردیا تھا اور پہاڑ کی بلندیوں سے مسلمانوں کی جمعیت کو دیکھنے میں مشغول تھے_ مسلمانوں کی صدائے لبیک کی پر شکوہ گونج نے ان کے دلوں پر وحشت طاری کردی تھی، عمرہ ادا کرنے کے بعد احتیاطی فوج کی جگہ دوسرے گروہ نے لے لی اور انہوں نے عمرہ کے فرائض انجام دیئے_

مکہ میں تین روزہ قیام کی مہلت تمام ہوئي_ قریش نے ایک شخص کو رسول خدا ﷺ کے پاس بھیجا اور مطالبہ کیا کہ جتنی ج ی ہو سکے مکہ سے نکل جائیں_

اس سفرمیں رسول خدا ﷺ نے مکّہ کے شمال میں ۱۲ کیلومیٹر کے فاصلہ پر مقام سَرف میں جناب میمونہ سے عقد فرمایا اور اس طرح قریش کے درمیان اپنی حیثیت اور زیادہ مضبوط کرلي_ (۱۵)

عمرة القضاء کے بعد ۷ ھ میں چار دوسرے سرایا بھی پیش آئے_

جنگ موتہ

یکم جمادی الاوّل ۸ ھ بمطابق اگست، ستمبر ۶۲۹ئ

عالمی استکبار سے پہلا مقابلہ

رسول اکرم ﷺ نے بادشاہ بُصری کے پاس ایک سفیر بھیجا سفیر رسول خدا ﷺ جب شام کی سرحد پر واقع سرزمین "موتہ "پر (۱۷) پہنچے تو وہاں کے حاکم نے سفیر کو قتل کردیا_ (۱۸) ربیع الاول کے مہینہ میں پیغمبراسلام ﷺ کی طرف سے ۱۶ مبلغین مقام " ذات اَطلاح" کے سفرپر مامور کئے گئے وہ بھی اسی سرزمین کے لوگوں کے ہاتھوں قتل کردیئے گئے_ ان میں سے ایک آدمی زخمی ہوا اور لاشوں کے بیچ گرپڑا اور پھر کسی طرح فرار ہو کر مدینہ پہنچا_ (۱۹)

یہ واقعات سبب بنے کہ رسول خدا ﷺ موتہ کی طرف ایک لشکر روانہ فرمائیں_

جہاد کا فرمان صادر ہوتے ہی تین ہزار مسلمان جمع ہوگئے رسول خدا ﷺ نے لشکر کے سپہ سالاروں کو مندرجہ ذیل ترتیب کے مطابق معین فرمایا_

جب تک زید ابن حارثہ زندہ رہیں وہ تمہارے سپہ سالار ہوں گے اور اگر زید شہید ہوگئے تو پھر جعفر ابن ابی طالب [۲۰] اور اگر وہ بھی شہید ہوگئے تو عبداللہ ابن رواحہ اور اگروہ بھی شہید ہوگئے تو مسلمان اپنے درمیان سے خود ہی ایک سالار کا انتخاب کر لیں [۲۱]

گریہ کیوں؟

لشکرکی روانگی کے وقت اہل مدینہ رسول خدا ﷺ کے ہمراہ جانبازان اسلام کو رخصت کرنے کے لئے جمع ہوئے عبداللہ ابن رواحہ گھوڑے پر سوار تھے اور آگے اپنے بیٹے کو سوار کئے ہوئے تھے اور اسی حالت میں شدّت کے ساتھ گریہ فرمارہے تھے۔ لوگوں نے سوچا کہ وہ بیوی اور بیٹے کی محبت اور ان سے جدائي کے غم میں یا موت کے خوف سے رورہے ہیں عبداللہ ابن رواحہ جب لوگوں کے گمان کی طرف متوجہ ہوئے تو سر اٹھایا اور کہا " اے لوگوں ، میرا گریہ زندگی ، بیوي، بیٹے، گھربار اور خاندان کی محبّت میں نہیں ، میں شہادت سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی اس وجہ سے رورہا ہوں بلکہ میرے گریہ کا سبب قرآن کی مندرجہ ذیل آیت ہے

"﴿و انْ منْكُمْ الاّ وَاردُهَا كَانَ عَلى رَبّكَ حَتْمَاً مَقْضيّاً ثُمَّ نُنَجي الَّذينَ اتَّقَوا وَ نَذَرُ الْظَالمينَ فيهَا جثيّاً﴾[۲۲]

"تم میں سے کوئي شخص باقی نہیں رہے گا جزاس کے کہ دوزخ میں جائے اور یہ تمہارے پروردگار کا حتمی حکم ہے۔ دوزخ میں داخل ہونے کے بعد ہم ان افراد کو جو خداترس اور

باتقوا تھے، نجات دیں گے اور ستم گاروں کو چھوڑدینگے تا کہ وہ گھٹنوں کے بل آگ میں گرپڑیں_

مجھے اطمینان ہے کہ مجھے جہنّم میں لے جایا جائے گا لیکن یہ کیسے پتہ چلے کہ نجات دی جائے گی_ (۲۳)

پیغمبر اسلام ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ شہر کے دروازہ تک مجاہدین کو رخصت کیا اور فرمایا "دفع اللہ عنکم و ردّکم سالمین غانمین" یعنی خدا تمہارا دفاع کرے اور سلامتی اور غنیمت کے ساتھ واپس پلٹائے لیکن عبداللہ ابن رواحہ نے جواب میں شعر پڑھا جس کا مطلب تھا_ میں خداوند رحمان سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس سے شمشیر کی ایسی ضربت کا خواہاں ہوں جو میری زندگی کو ختم کردے_ (۲۴)

خداحافظ کہتے وقت عبداللہ ابن رواحہ نے پیغمبر اسلام ﷺ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی، حضرت نے فرمایا "جب تم ایسی سرزمین پر پہنچو جہاں اللہ کی عبادت کم ہوتی ہے تو اس جگہ زیادہ سجدے کرو"_ عبداللہ نے کہا کچھ اور نصیحت فرمائیں، رسول خدا ﷺ نے فرمایا "خدا کو یاد کرو، خدا کی یاد مقصد تک پہنچنے میںتمہاری مددگار ہے" (۲۵)_ رسول خدا ﷺ نے لشکر کے امیروں کو حکم دیا کہ " خدا کے نام سے اس کی راہ میں جنگ کرو اور جو خدا کا انکار کرے اس سے لڑو_ دھوکہ بازی نہ کرو، بچوں کو قتل نہ کرو، جب مشرکین سے سامنا ہو تو تین چیزوں میں سے ایک کی دعوت دو اور جب کسی ایک کو قبول کرلیں تو ان سے دست بردار ہو جاؤ_ پہلے اسلام کی دعوت دو اگر قبول کرلیں تو ان سے جنگ نہ کرو_ دوسرے ان سے مطالبہ کرو کہ اپنی زمین سے چلے جائیں اور ہجرت کریں اگر قبول کرتے ہیں تو ان کے لئے وہی حقوق ہیں جو دوسروں کے لئے ہیں، اگر ان دونوں باتوں کے قبول کرنے سے انکار کریں

تو جزیہ ادا کرنے کی دعوت دو اگر ان تمام باتوں سے سرتابی کریں تو خدا سے مدد مانگو اور ان سے جنگ کرو"[۲۶]_

غیر مساوی طاقتوں کی جنگ

لشکر اسلام موتہ کی جانب روانہ ہوا_ جنوب عمان میں ۲۱۲ کیلومیٹر دور مقام "معان" پر خبر ملی کہ بادشاہ روم ہرُقل ایک لاکھ سپاہیوں کو "بلقایٔ" کے علاقہ میں سرزمین "مآب" تک بڑھا لایا ہے_ اور اس علاقہ کے ایک لاکھ عرب جنگجو رومیوں کی مدد کے لئے لشکر روم سے آملے ہیں_

یہ خبر امیران لشکر کے آپس میں مشورہ کا سبب بنی_ شروع میں تو ان کا ارادہ تھا کہ اس واقعہ کی خبر پیغمبر اسلام ﷺ کو دی جائے اور ان سے معلوم کیا جائے کہ کیا کرنا چاہیئے لیکن عبداللہ ابن رواحہ نے شجاعانہ و حماسہ ساز تقریر کے ذریعے انہیں اس فکر سے باز رکھا_ آپ نے لشکر کو خطاب کرتے ہوئے کہا " اے لوگوں خدا کی قسم، جو چیز تمہیں اس وقت ناپسند ہے اسی کو طلب کرنے کے لئے تم نکلے ہو یہ وہی شہادت ہے جس کے شوق میں تم نے سفر کی زحمت برداشت کی ہے، ہم نے کبھی بڑے گروہ، کثیر جماعت اور عظیم لشکر کے ذریعہ جنگ نہیں کی، ہم ایمان کی طاقت سے لڑتے ہیں جس کی بدولت خدا نے ہمیں بزرگی دی ہے، اٹھو اور اپنے راستہ پر چل پڑو ہمارے سامنے (احدُ الحسنین) دو اچھے راستے ہیں، فتح یا شہادت_[۲۷]

عبداللہ ابن رواحہ کی شعلہ بار تقریر کے بعد لشکر اسلام ٹڈی دل لشکر کی طرف چل پڑا_ اور بلقاء کی سرحد پر روم کا دو لاکھ کا لشکر تین ہزار مجاہدین سے روبرو ہوا_ لشکر اسلام کی بے

امان جنگ شروع ہوئي اور اللہ والے جو شہادت کو بقاء کاراز سمجھتے تھے، شہادت کے استقبال کے لئے دوڑ پڑے_

لشکر اسلام کے دلیر سردار جعفر ابن ابی طالب(ع) کی شہادت

جنگ کے شور و غل میں جعفر ابن ابی طاب نے پرچم ہاتھ میں لیا اور مردانہ وار قلب لشکر پر حملہ کردیا اور ان کے نرغہ میں گھر گئے آپ نے اپنے گھوڑے کو پیچھے چھوڑ دیا تاکہ وہ دشمن کے ہاتھ نہ آسکے اور پیادہ لڑتے رہے [۲۸] جب آپ کا داہنا ہاتھ قلم ہوا تو پرچم کو بائیں ہاتھ میں سنبھالا یہاں تک کہ آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا اس کے بعد آپ نے پرچم کو سینے سے لگا لیا_یہاں تک کہ شہادت کی سعادت سے مشرف ہوئے خدا نے ان کے کٹے ہوئے ہاتھوں کے بدلے دو پر عنایت کئے تاکہ وہ فرشتوں کے ساتھ جنّت میں پرواز کریں اس لئے آپ(ع) "جعفر طیار" کے لقب سے ملقب ہوئے_ [۲۹]

عبداللہ ابن رواحہ اور زید ابن حارثہ کی شہادت

جناب جعفر کی شہادت کے بعد زید ابن حارثہ نے پرچم اٹھایا اور لشکر کفر پر حملہ کردیا اور دلیرانہ جنگ کے بعد درجہ شہادت پر فائز ہوئے_تیسرے سردار لشکر عبداللہ ابن رواحہ نے پرچم اٹھایا تھوڑی دیر تک سوچتے رہے کہ جنگ جاری رکھی جائے یا نہیں، آخر کار رجز پڑھتے ہوئے سپاہ دشمن پر حملہ آور ہوئے_

اے نفس، اگر تو ابھی قتل نہیں ہوگا تو بالآخر مرہی جائے گا_کبوتر(فرشتہ) مرگ آن پہنچا ہے_

جو تیری آرزو تھی اس کا وقت بھی آگیا ہے_

اگر ان دونوں (جعفر اور زید) کے راستے پر چلو گے تو نجات پاجاؤ گے_

یہ رجز پڑھ کر عبداللہ دلیرانہ انداز میں قلب لشکر پر حملہ آور ہوئے ان کی تلوار کافروں کے سروں پر موت کے شعلے برسا رہی تھی _ آخر کار عبداللہ بھی اپنے رب سے جا ملے اور انہیں اسی انداز میں شہادت نصیب ہوئي جو انہوں نے خداوند عالم سے طلب کی تھی کہ ان کے جسم کو گلگوں بنادیا جائے_ (۳۰)

مجاہدین کی واپسي

عبد اللہ ابن رواحہ کی شہادت کے بعد سپاہیوں کی رائے اور پیش کش سے خالد ابن ولید (۳۱) سردار لشکر بنے_ خالد نے جنگ کو بے نتیجہ دیکھا اور رات تک تھوڑی بہت پراگندہ طور پر جنگ جاری رکھی ، رات کو جب دونوں لشکر جنگ سے رک گئے تو خالد نے لشکر گاہ کے پیچھے بہت سے سپاہیوں کو بھیجا تا کہ صبح کو خوب شور و غل مچاتے ہوئے لشکر سے آملیں_ صبح شور و غل سنکر رومیونّنے یقین کر لیا کہ مدینہ سے ایک عظیم امدادی لشکر آن پہنچا ہے_چونکہ رومی مسلمانوں کی تلوار کی طاقت اور ان کے جذبہ شہادت کودیکھ چکے تھے اس لئے جنگ میں پس و پیش کرتے ہوئے حملہ کرنے سے باز رہے اور مسلمانوں کے حملہ کا انتظار کرتے رہے اور جب انہوں نے دیکھا کہ خالد کا حملہ کا کوئي ارادہ نہیں ہے تو عملی طور پر جنگ بندی ہو گئي_ خالد نے عقب نشینی کے ذریعہ مسلمانوں کو دشمن کے دولاکھ جنگجوؤں کے چنگل سے بچا لیا_

اس جنگ کے نتیجہ میں ایک طرف مسلمان رومیوں کے جنگی حربوں اور طریقہ کار سے

آگاہ ہوگئے اوردوسری طرف شہادت کے شیدا لشکر اسلام کا رعب و دبدبہ روم کی مغرور فوج کے دلوں میں بیٹھ گیا۔ لشکر مدینہ واپس آیا لوگ نہایت بر انگیختہ اور غیظ و غضب کے عالم میں تھے اور سپاہی ملول و خاموش ، لوگ آگے بڑھے اور خاک اٹھا کر سپاہیوں کے چہروں پر ڈالنے اور شور کرنے لگے کہ " اے فراریو تم لوگ خدا کے راستے سے فرار کرتے ہو؟ سپاہی اپنے گھروں میں چلے گئے اور ملامت کے خوف سے ایک مدّت تک گھروں سے باہر نہ نکلے۔یہاں تک کہ نماز جماعت میں بھی نہیں آتے تھے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا" یہ لوگ فراری نہیں ہیں اور انشاء اللہ حملہ کرنے والے ہو جائیں گے"(۳۲)۔

رسول خدا ﷺ جعفر ابن ابیطالب(ع) کے سوگ میں

مسلمانوں کی کیفیت اور خصوصاً جعفر کی موت سے رسول خدا ﷺ بے حد غمگین تھے۔ حضرت جعفر کے شہید ہونے پر آپ نے ﷺ شدّت کے ساتھ گریہ کیا جعفر کے گھر والوں کو تسلّی دینے کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ "میرے بچے ، عون و محمد اور عبداللہ کہاں ہیں ؟ جناب جعفر کی بیوی اسمائؑ، حضرت جعفر کے بیٹوں کو رسول خدا ﷺ کی خدمت میں لائیں ،آنحضرت ﷺ نے شہید کے بچوںکو پیار کیا ، گلے لگایا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو نکل کرڈاڑھی پر بہنے لگے۔ حضرت جعفر کی بیوی نے پوچھا۔ " اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں ، آپ ﷺ میرے بچوّںکو اس طرح پیار کررہے ہیں جیسے کسی یتیم کو پیار کیا جاتا ہے گویا ان کے باپ اس دنیا میں نہیں رہے ؟"رسول ﷺ خدا نے فرمایا ، ہاں وہ قتل کردیئے گئے ، پھر فرمایا ، اے اسماء ایسا نہ ہو کہ تم اپنی زبان سے کوئی ناروا بات نکالو اور سینہ کوبی کرو میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں ، خدا نے جعفر کو دو ، "پَر" عطا کئے ہیں جن سے وہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔(۳۳)

جنگ ذات السّلاسل

جمادی الثانی ۸ ھ ق ستمبر، اکتوبر ۶۲۹ ئ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبلائل بَليّ اور قضاعۃ کے کچھ لوگ جمع ہو کر مدینہ پر حملہ کرنے کی فکر میں ہیں۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے لشکر تیار ہوا اور اس کی سپہ سالاری عمرو بن عاص کے سپرد ہوئي۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ عمرو کی بڑی ماں (دادی یا نانی) قبیلہ بليّ سے تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ عمرو بن عاص کو سپہ سالاری دیکر اس گروہ کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جائے۔ عمرو بن عاص اور اس کا لشکر دن میں کمین گاہ میں چھپے رہتے اور راتوں کو سفر کرتے جس وقت دشمن کے قریب پہنچے تو پتہ چلا کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو عبیدہ جراح کو دو سو فراد کے ایک دستہ کے ساتھ مدد کے لئے بھیجا عمرو بن عاص کے لشکر نے ابو عبیدہ کے امدادی لشکر کے ساتھ قبائل بليّ، عذرہ اور بَلْقین کے تمام رہائشی علاقہ کا دورہ کیا لیکن دشمن پہلے ہی خبر پا کر علاقہ سے بھاگ چکے تھے۔

صرف آخری مقام پر لشکر اسلام اور لشکر کفر کے درمیان ایک گھنٹہ تک ٹکراؤ ہوا جس میں ایک مسلمان زخمی اور دشمن شکست کھا کر فرار کر گئے۔ [(۳۴)(۳۵)]

سوالات

۱۔ خیبر میں لشکر کی کامیابی کے اسباب کیا تھے؟

۲۔ مال غنیمت میں خیانت کے سلسلہ میں ایک واقعہ بیان کیجئے۔

۳۔ فدک کا واقعہ کیا ہے؟

۴۔ عمرۃ القضاء کس مہینہ میں تھا؟

۵۔ روم کی بڑی طاقت سے رسول خدا ﷺ کے سپاہیوں نے کیوں جنگ کی ؟

۶۔ روانگی کے وقت عبد اللہ ابن رواحہ کیوں رو رہے تھے؟

۷۔ جعفر ابن ابیطالب" جعفر طیاّر" کے نام سے کیوں مشہور ہوئے؟

حوالہ جات

۱_ مغازی واقدی ج ۲ ص ٦٤٣

۲_ مغازی واقدی ج ۲ ص ٦٤١ و سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۵۱_ ۳۵۲

۳_ مغازی واقدی ج ۲ ص ٦٨٠

۴_ مغازی واقدی ج ۲ ص ٦٨١

۵_ مغازی واقدی ج ۲ ص ٦٨١

٦_ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۵٦_ ۳۵۷

۷_ مغازی واقدی ج ۲ ص ٦٨٢

۸_ مغازی واقدی ج ۲ ص ٦٨٣_ زاد المعاد ج ۳ ص ۳۳۳_ سنن ابی داود (۲۷۴۵) صحیح بخاری ج ۷ ص ۳۷۱

۹_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۷۰٦_

۱۰_ پوہشی عمیق از زندگانی علی (ع) ص ۲٦۱_ ۲٦٦

۱۱_ تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۴_ ۱٦ سے تلخیص_ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ص ۲۸۴_ فتوح البلدان ص ۴۷

۱۲_ تیماء، مدینہ سے آٹھ منزل پر مدینہ اور شام کے راستہ میں ایک مقام ہے_

۱۳_ التنبیہ والاشراف ص ۲۲۴

۱۴_ تاریخ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصنفہ ڈاکٹر آیتی کے مطابق ص ۳۸٦_ ۳۸۳_

۱۵_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۷۳۰_ ۷۳۱ یہاں خلاصہ ذکر کیا گیا ہے_

۱٦_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۱۵_

۱۷_ یہ سرزمین اب شہداء موتہ کی آرام گاہ ہے اور سرزمین اردن ہاشمی میں واقع ہے_

۱۸_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۷۵۵_ بحار الانوار ج ۲۱_ ۵۸

۱۹_ طبقات کبری ج ۲ ص ۱۲۸_ مغازی ج ۲ ص ۷۸۲

۲۰_ اگرچہ اہل سنت کی بہت سی تاریخوں میں یہ بات مرقوم ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کا پہلا امیر زید بن حارث کو

معیّن فرمایا اور زید کے قتل ہوجانے کی صورت میں جعفر بن ابی طالب اور ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ لیکن کعب بن مالک کے شہداء موتہ کے بارے میں مرثیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جعفر لشکر کے پہلے امیر تھے_ کعب کہتے ہیں کہ " اذیہتدون بجعفر و لوائۃ قدّام اوّلہم فنعم الاوّل" سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۲۸_

۲۱_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۷۵۸_ بحار الانوار ج ۲۱ ص ۵۵_

۲۲_ سورہ مریم آیت ۷۱_۷۲_

۲۳_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۱۵_ اور تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۷

۲۴_" ولكننّی اسال الرّحمن مغفرة وضَربةً ذات فرع: تقذف الزّبداً" سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۱۵_

۲۵_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۷۵۸_

۲۶_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۷۵۷.بحارالانوار ج ۲۱ ص ۲۱_

۲۷_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۱۷_ تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۸_

۲۸_ بحارالانوار ج ۲۱ ص ۵۴_

۲۹_ بحارالانوار ج ۲۱ ص ۶۲_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۲۰_

۳۰_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۲۱_

۳۱_ خالد ابن ولید اور عمرو ابن عاص دونوں آپس میں دوست اور اسلام کے سخت ترین دشمن تھے مسلمانوں کی پے در پے فتوحات اور رعمرة القضاء کے موقع پر ان کی شان و شوکت و عظمت دیکھنے کے بعد ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ اسلام کی کامیابی اور فتح یقینی ہے_ اس وجہ سے ان دونوں نے یہ الگ الگ طے کیا کہ مسلمان ہوجائیں_ لہذا دونوں ایک دوسرے سے الگ اور بے خبر مدینہ کی طرف چلے اور راستہ میں اچانک ایک دوسرے سے مل گئے اور پھر مدینہ میں رسول خدا کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور اسلام قبول کیا_(مغازی واقدی ج ۲ ص ۷۴۱_۷۵۰ ملاحظہ ہو)_

۳۲_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۷۶۵_

۳۳_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۷٦٤_ بحارالانوار ج ۲۱ _ ص ٥٦_ ٥۷

۳۴_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۷٦۹ سے ۷۷۲_ تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۳_ ۳۲ سے خلاصہ بیان کیا گیا ہے_

۳۵_ شیعہ منابع میں یہ واقعہ یوں درج ہے کہ رسول خدا ﷺ نے صحابہ میں سے تین افراد ابوبکر، عمر اور عمرو بن عاص، کو اس سریہ کا امیر مقرر فرمایا_ لیکن وہ لوگ جنگی کامیابی حاصل نہ کرسکے اس لئے آنحضرت ﷺ نے چوتھی بار حضرت علی (ع) کو امیر بنا کر لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا اور آنحضرت ﷺ نے علي(ع) اور سپاہیوں کو مسجد احزاب تک رخصت کیا_ حضرت علي(ع) صبح سویرے دشمن پر حملہ آور ہوئے، دشمن ایک گروہ کثیر کے ساتھ حملہ روکنے کے لئے آگئے لیکن حضرت علی (ع) کی بے امان جنگ و پیکار نے دشمن کے دفاعی حملہ کو ناکام بنا دیا اور دشمن کو شکست دینے کے بعد علی (ع) کامیاب و سرفراز ہوکر مال غنیمت اور اسیران جنگ کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پلٹے پروردگار قہار سورہ والعادیات میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے_

﴿بسم الله الرحمن الرحيم_والعاديات ضَبْحاً_ فالموريات قدحاً_ فالمغيرات صبحاً_ فاثرن به نقعاً_ فوسطن به جمعاً_ ﴾

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو نتھنوں کو پھلاتے پتھر پرٹاپ مارکر چنگاریاں نکالتے ہیں پھر صبح دم حملے کرتے ہیں_ (کفار کے دیار میں وہ) گردو غبار بلند کرتے اور دشمن کے دل میں گھس جاتے ہیں_

تفضیلات کے لئے ارشاد شیخ مفید ص ۸٦_ ۹۰ مجمع البیان ج ۱۰ ص ۵۲۸_ بحارالانوار ج ۲۱ ص ۷٦_ ۷۷ مناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۱۴۰_ ۱۳۲ کی طرف رجوع کریں

دسواں سبق

فتح مکہ[۱]

قریش کی عہد شکني

تجدید معاہدہ کی کوشش

لشکر اسلام کی تیاري

راستوں کوکنٹرول کرنے کیلئے چیک پوسٹ

ایک جاسوس کی گرفتاري

مکہ کی جانب

دشمن کوڈرانے کیلئے عظیم جنگی مشق

مشرکین کا پیشوا مومنین کے حصار میں

مکہ میں نفسیاتی جنگ

شہر کا محاصرہ

ایک فوجی دستہ کے ساتھ مشرکین کی جھڑپ

سوالات

فتح مکہ

قریش کی عہد شکني

روانگی کی تاریخ: ۱۰ رمضان المبارک ۸ ھ[1] بمطابق ٦جنوری ٦۲۹ ئ

فتح کی تاریخ: ۱۹ رمضان المبارک ۸ ھ بمطابق ۱۳ جنوری ٦۲۹

رسول خدا ﷺ اس فکر میں تھے کہ مکّہ، یہ خانہ توحید جو مشرکین کے گھیرے میں ہے اس کو آزاد کرادیں، لیکن اس راستے میں صلح حدیبیہ رکاوٹ تھي_آنحضرت ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ اس معاہدے کو توڑ کر مکہ فتح کریں کہ جس کی رعایت کا انہوں نے خود کو پابند بنایا تھا_ لیکن جب کسی امّت کا وقت قریب آتا ہے اور مہلت کی مدّت ختم ہوجاتی ہے تو الہی قانون کے مطابق ایسے حالات پیدا ہوجاتے ہیں کہ ایک قوم یا گروہ کا خاتمہ ہوجائے اور ان کے مد مقابل کے لئے کامیابی کا راستہ کھل جائے_

موتہ کی جنگ اس بات کا سبب بنی کہ قریش مسلمانوں کو کمزور سمجھنے لگے اور صلح حدیبیہ کا معاہدہ توڑنے کی سوچنے لگے لہذا جب رومیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی شکست کی خبر مکہ پہنچی تو قریش نے اس کو لشکر اسلام کی کمزوری پر حمل کیا اور مسلمانوں کے ہم پیمان اور ہمدرد قبیلوں کو آنکھیں دکھانے لگے_

صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے مطابق کوئي بھی قبلہ دونوں گروہوں یعنی قریش یا مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کر سکتا تھا_ خزاعہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے اور بنی بکر نے قریش سے معاہدہ کیا ۸ ھ میں خزاعہ اور بنی بکر کے درمیان جھگڑا ہوا قریش نے اس حملہ میں خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی خفیہ طریقہ سے مدد کی ، چہرہ پر نقاب ڈال کر ان کے ساتھ مل کر حملہ کیا _

اس حادثہ میں قبیلہ خزاعہ کے کچھ لوگ مظلومانہ طریقہ سے قتل کردیئے گئے اور اس طرح صلح حدیبیہ کا عہد و پیمان ٹوٹ گیا _ کیونکہ قریش رسول خدا ﷺ کے حلیف قبیلہ کے خلاف جنگ میں کود پڑے تھے_ (۲)

تجدید معاہدہ کی کوشش

ابو سفیان بھانپ گیا کہ یہ گستاخی جواب کے بغیر نہیں رہے گی در حقیقت قریش نے لشکر اسلام کے لئے خود ہی حملہ کا موقعہ فراہم کردیا تھا لہذا وہ لوگ فوراً ہی مدینہ پہنچے کہ شاید معاہدہ کی تجدید ہو جائے_

ابوسفیان مدینہ میں اپنی بیٹی ، رسول خدا ﷺ اکی زوجہ "اُمّ حبیبہ" کے گھر پہنچا چونکہ باپ اور بیٹی نے کئي سال سے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا تھا_ اس لئے باپ کا خیال تھا کہ بیٹی بڑے اچھے انداز سے استقبال اور پذیرائي کرے گی اور اس طرح وہ اپنے مقصد کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو جائے گا_ لیکن جب رسول ﷺ خدا کے گھر میں وارد ہوا اور چاہا کہ بستر پر بیٹھ جائے تو بیٹی نے بے اعتنائي کے ساتھ بستر کو لپیٹ دیا_ ابو سفیان نے تعجب سے پوچھا کہ "تم نے اس کو لپیٹ کیوں دیا_؟" بیٹی نے جواب دیا کہ "آپ مشرک اور نجس ہیں ،

میں نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ آپ ،رسول خدا ﷺ کی جگہ بیٹھیں_

ابو سفیان نے صلح نامہ کی مدّت بڑھانے کے لئے رسول ﷺ خدا سے رجوع کیا آپ ﷺ نے کوئي جواب نہیں دیا اور صرف خاموش رہے_ ابوسفیان نے بزرگوں میں سے ہر ایک سے وساطت کے لئے رابطہ قائم کیا مگر نفی میں جواب ملا_ حضرت علی (ع) کی راہنمائي میں ابوسفیان مسجد کی طرف آیا اوریک طرفہ صلح نامہ کی مدّت میں اضافہ کا اعلان کیا پھر غصّے اور مایوسی کے عالم میں بغیر کسی نتیجہ کے مکّہ واپس پلٹ گیا_ [۳]

ستم رسیدہ قبیلہ "خزاعہ" کے افراد نے اپنی صدائے مظلومیت پیغمبر اسلام ﷺ کے کانوں تک پہنچانے کے لئے عمرو ابن سالم کو رسول خدا ﷺ کی خدمت میں بھیجا وہ مدینہ میں وارد ہوا اور سیدھا مسجد کی طرف گیا اور لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر مخصوص انداز سے ایسے دردناک اشعار پڑھے جو قبیلہ خزاعہ کے استغاثہ اور مظلومیت کی حکایت کر رہے تھے اس نے پیغمبر اسلام ﷺ کو "خزاعہ" کیساتھ کئے جانے والے معاہدے کی قسم دلائي اور فریادرسی کا طلب گار ہوا اس نے کچھ اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا_

اے رسول خدا ﷺ آدھی رات کو ہم جب وَتیرَہ[۴] کے کنارے تھے اور ہم میں سے کچھ لوگ رکوع و سجود کی حالت میں تھے تو مشرکین نے ہم پر حملہ کیا ،جبکہ ہم مسلمان تھے ، انہوں نے ہمارا قتل عام کیا [۵]_

عمرو کے جاں گداز اشعار سے رسول ﷺ خدا کا مہر و محبت سے لبریز دل درد سے تڑپ اٹھا_ لہذا آپ ﷺ نے فرمایا" اے عمرو ہم تمہاری مدد کریں گے" [۶]

لشکر اسلام کی تیاري

رسول خدا ﷺ نے روانگی کا مقصد بتائے بغیر لشکر اسلام کو تیار ہونے کا حکم دیا اور قریبی قبائل اور مدینہ والوں نے لشکر مینّشرکت کی_ مجموعی طور پر دس ہزار جانبازوں نے خود کو روانگی کے لئے تیار کر لیا، کسی کو خبر نہیں تھی کہ اس تیاری کا مقصد کیا ہے ؟ اور لشکر کا آخری ہدف کہاں جا کر تمام ہوگا ؟ اس لئے کہ کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ حدیبیہ کا معاہدہ ابھی تک باقی ہے_

راستونکو کنٹرول کرنے کیلئے چیک پوسٹ

رسول خدا ﷺ دشمن کو غافل رکھنے کے لئے نہایت خفیہ طریقہ سے قدم اُٹھارہے تھے اور بہت باریک بینی سے کام لے رہے تھے اس کام کے لئے ان کے حکم سے مدینہ کے تمام راستوں پر پہرے بیٹھادیئے ئے تھے اور مشکوک افراد کی رفت و آمد پر کڑی نگاہ رکھی جارہی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قریش کے جاسوس لشکر اسلام کی روانگی سے آگاہ ہوجائیں_ آنحضرت ﷺ نے دعا کی ،خدایا آنکھوں اور خبروں کو قریش سے پوشیدہ کردے تا کہ ہم اچانک ان کے سروں پر پہنچ جائیں_ (۷)

ایک جاسوس کی گرفتاري

سخت حفاظتی تدابیر کے با وجود، حاطب ابن ابی بلتعہ نامی ایک مسلمان نے اس لالچ میں آکر کہ اگر اس نے قریش کی کچھ خدمت کردی تو اس کے وابستگان ،مکہ میں گزند سے محفوظ رہیں گے اور یہ سمجھ کرکہ رسول خدا ﷺ شاید مکہ کا ہی قصد رکھتے ہوں ، ایک خط قریش کو لکھا تاکہ ان کو خبر کردے اور یہ خط سارہ نامی ایک عورت کے حوالے کیا جو پہلے گا نے

بجانے والی عورت تھی اور اسے کچھ پیسے بھی دیئے اکہ وہ غیر معروف راستہ سے مدینہ سے مکہ جائے اور یہ خط قریش کے سرکردہ افردا تک پہنچا دے_

جبرئیل امین (ع) نے آکر پیغمبر اسلام ﷺ کو یہ خبر پہنچا دی اور رسول خدا ﷺ نے بلا تاخیر علی ابن ابی طالب (ع) کو زبیر کے ساتھ اس عورت کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا_ یہ لوگ نہایت تیزی کے ساتھ مکہ کی طرف چلے اور راستہ میں مقام خُلَیقَہ میں اس عورت کو گرفتار کرکے اس کے سامان کی تلاشی لی لیکن کوئی خط نہیں ملا ، سارہ نے بھی کسی خط یا کسی خبر کے اپنے ساتھ رکھنے کا شدّت سے انکار کیا_ لیکن علی (ع) نے بہ آواز بلند کہا کہ " خدا کی قسم پیغمبر ﷺ کبھی بھی غلط بات نہیں کہتے لہذا جتنی جلد ی ہو سکے خط نکال دے ورنہ میں تجھ سے خط نکلوالوں گا " عورت نے جب دھمکی کو یقینی سمجھا تو کہنے لگی " آپ لوگ ذرا دور ہٹ جائیں میں خط دے رہی ہوں اس وقت اس نے اپنے جوڑے (سر کے بندھے ہوے بالوں) میں سے ایک خط نکالا اور علی (ع) کے حوالہ کردیا_

رسول خدا ﷺ نے خط لکھنے والے کو طلب کیا اور بازپرس کی اس نے خدا کی قسم کھائي اور کہا کہ اس کے ایمان میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں ہوئي ہے لیکن چونکہ میرے بیوی بچّے مشرکین قریش کے ہاتھوں میں اسیر ہیں اس لئے میں نے چاہا کہ اس خبر کے ذریعہ میرے گھر والوں کی تکلیف میں کچھ کمی ہو جائے (۸)_

اس غرض سے کہ ایسا واقعہ پھر نہ دہرایا جائے چند آیتیں نازل ہوئیں ایک آیت میں ارشاد ہوتا ہے_" اے ایمان والو میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ اور ان کے ساتھ محبت اور دوستی کی پینگیں نہ بڑھاؤ"(۹)

پیغمبر اسلام ﷺ نے اس کی جاہلانہ خطا کو معاف کردیا اور اس کی توبہ قبول کرلي_

مکّہ کی جانب

کہاں جانا ہے اور کس مقصد سے جانا ہے یہ تو معلوم نہ تھا اس کے علاوہ حکم صادر ہونے کے وقت تک یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کس وقت جانا ہے۔ رمضان المبارک کی دسویں تاریخ ۸ ھ ق کو روانگی کا حکم صادر ہوا۔

رسول خدا ﷺ نے مدینہ کے باہر لشکر اسلام کا معائنہ کیا پھر روانگی کا حکم دیا اور مدینہ سے تھوڑے سے فاصلہ پر (حد ترخّص سے نکلنے کے بعد) پانی مانگ کر روزہ افطار کیا اور سب کو حکم دیا کہ روزہ افطار کرلیں۔ بہت سے لوگوں نے افطار کرلیا لیکن ایک گروہ نے یہ سوچا کہ اگر روزہ کی حالت میں جہاد کریں تو اس کا زیادہ اجر ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ اس گروہ کی حکم عدولی سے ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ لوگ گنہگار اور سرکش ہیں۔ (۱۰)

لشکر اسلام بغیر کسی توقف کے تیزی سے بڑھتا رہا۔ دس ہزار جانبازوں نے مدینہ سے مکہ کا راستہ ایک ہفتہ میں طے کیا اور رات کے وقت مکہ سے ۲۲ کیلومیٹر شمال کی جانب "مرّ الظہران" پہنچ کر خیمہ زن ہوگیا۔ (۱۱)

دشمن کو ڈرانے کیلئے عظیم جنگی مشق

پیغمبر اسلام ﷺ نے مرّ الظہران میں حکم دیا کہ دس ہزار کا لشکرپورے میدان میں بکھر جائے اور ہر آدمی آگ جلائے تا کہ لشکر اسلام کی عظمت نمایاں ہو اور مشرکین قریش کے دل میں زیادہ سے زیادہ خوف پیدا ہو اور وہ سمجھ لیں کہ اب اس عظیم لشکر سے مقابلہ کی طاقت ان میں نہیںہے اور ہر طرح کے مقابلہ سے نا امید ہو جائیں، تا کہ مکہ بغیر کسی خونریزی کے فتح ہو جائے اور حرمت خانہ خدا محفوظ رہ جائے۔

رات کے اندھیرے میں آگ کے شعلے لپک رہے تھے_ صحرا آگ کا ایک وسیع و عریض خرمن نظر آرہا تھا_ لشکر اسلام کے ہمہمہ کی آواز دشت میں گونج رہی تھي_

ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقائ، دیکھنے اور پتہ لگانے کے لئے مکّہ سے باہر نکلے[۱۲]_ دوسری جانب عباس ابن عبدالمطلب نے جو مقام حجفہ سے پیغمبر اسلام ﷺ کے ہمرکاب تھے_ دل میں سوچا کہ کیا ہی بہتر ہو اگر طرفین کے فائدہ کے لئے کام کیا جائے تاکہ خونریزی نہ ہو_ لہذا سفید خچّر پر سوار ہو کر مکّہ کی طرف چلے کہ شاید کسی کے ذریعہ لشکر اسلام کے حملہ اور محاصرہ کی خبر قریش کے سربرآوردہ افراد کے کانوں تک پہنچا سکیں اور ان کو دلاوران اسلام کی عظیم طاقت اور بے پناہ جرات و ہمت سے آگاہ کرکے ہر طرح کے مقابلہ کی بات سوچنے سے باز رکھیں_

جناب عباس نے رات کی تاریکی میں ابوسفیان کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا "میں نے ابھی تک اتنی زیادہ آگ اور اتنا باعظمت لشکر نہیں دیکھے"_

ابوسفیان کا ساتھی کہہ رہا تھا "یہ قبیلہ خزاعہ والے ہیں جو جنگ کے لئے جمع ہوئے ہیں"

ابوسفیان نے کہا کہ " ایسی آگ روشن کرنا اور اس طرح لشکر تشکیل دینا خزاعہ کے بس کی بات نہیں"_

عباس نے ان کی بات کاٹی اور کہا کہ ابوسفیان

ابوسفیان نے عباس کی آواز پہچان لی اور فوراً کہا "عباس تم ہو" کیا کہہ رہے ہو_ عباس نے جواب دیا " خدا کی قسم یہ آتش رسول خدا ﷺ کے لشکر نے روشن کی ہے وہ ایک طاقتور اور نہ ہارنے والا لشکر لے کر قریش کی طرف آئے ہیں اور قریش میں ان سے مقابلہ کرنے کی ہرگز طاقت نہیں ہے_

عباس کی باتوں سے ابوسفیان کے دل میں اور زیادہ خوف پیدا ہوا، خوف کی شدّت سے کانپتے ہوئے اس نے کہا "عباس میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں بتاؤ میں کیا کروں؟ عباس نے جب دیکھا کہ ان کی بات مؤثر ثابت ہوئي تو فرمایا "اب صرف چارہ یہ ہے کہ تم میرے ساتھ رسول خدا ﷺ کی ملاقات کے لئے آؤ اور ان سے امان طلب کرو ورنہ سارے قریش کی جان خطرہ میں ہے"۔
اس کے بعد آپ نے اس کو اپنی سواری پر سوار کیا اور لشکرگاہ اسلام کی طرف لے چلے"[۱۳]

مشرکین کا پیشوا، مومنین کے حصار میں

عباس نے ابوسفیان کو سپاہ اسلام کی عظیم لشکر گاہ سے گزارا، سپاہیوں نے عباس اور پیغمبر اسلام ﷺ کی مخصوص سواری کو، جس پر عباس سوار تھے، پہچانا اور ان کے گزرنے سے مانع نہیںہوئے بلکہ ان کے لئے راستہ چھوڑدیا راستے میں عمر کی نظر ابوسفیان پرپڑی تو انہوں نے چاہا کہ اسی جگہ اس کو قتل کردیں لیکن چونکہ عباس نے اسے امان دی تھی اس لئے وہ اپنے ارادہ سے باز رہےیہاں تک کہ عباس اور ابوسفیان رسول خدا ﷺ کے خیمہ کے پاس پہنچ کر سواری سے اترے۔ عباس اجازت لینے کے بعد پیغمبر اسلام ﷺ کے خیمہ میں آئے۔ پیغمبر ﷺ کے سامنے عباس اور عمر میں کچھ لفظی جھڑپ ہوئي، عمر یہ اصرار کررہے تھے کہ ابوسفیان دشمن خدا ہے اور اس کو اسی وقت قتل ہونا چاہئے لیکن عباس کہہ رہے تھے کہ میں نے اسے امان دی ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے حکم دیا کہ ابوسفیان کو ایک خیمہ میں رکھا جائے اور صبح کو آپ ﷺ کے پاس لایا جائے۔ صبح سویرے عباس، ابوسفیان کو پیغمبر اسلام ﷺ کے حضور میں لائے۔ جب

آنحضرت ﷺ کی نظر ابوسفیان پرپڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا" کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تو یہ سمجھے کہ خدائے یکتا کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے ؟ "ابوسفیان نے جواب دیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ، آپ ﷺ کتنے بردبار ، کریم اور وابستگان کے اوپر مہربان ہیں،_ میں نے اب سمجھ لیا کہ اگر خدائے واحد کے علاوہ کوئی اورخدا ہوتا تو ہماری مدد کرتا_

جب اس نے خدا کے یگانہ ہونے کا اعتراف کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تم جانو کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں"_

ابوسفیان نے کہا مجھے آپ کی رسالت میں تردد ہے" عباس تردد سے ناراض ہوئے اور اس سے کہا " اگر تم اسلام قبول نہیں کروگے تو تمہاری جان خطرہ میں ہے"_ ابوسفیان نے خدا کی یگانگی اور پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت کی گواہی دی_ (۱۴) اور بظاہر مسلمانوں کی صف میں داخل ہوگیا_ اگرچہ کبھی بھی حقیقی مومن نہیں ہوا_

رسول خدا ﷺ جانتے تھے کہ ابوسفیان کو ابھی رہا کرنے کا وقت نہیں ہے_ ہوسکتا ہے کہ وہ مکّہ جاکر کوئی سازش کرے اس لئے مناسب ہے کہ وہ اسلام کی طاقت کا بخوبی مشاہدہ کرلے اور فتح مکّہ کے سلسلے میں سپاہ اسلام کے ارادہ کو مکمل طورپر محسوس کرلے اور اس خبر کو تمام مشرکین قریش تک پہنچادے تاکہ تمام سرکردہ افراد مقابلہ کا خیال اپنے دل سے نکال دیں اس وجہ سے ابوسفیان کو ایک درّہ میں کھڑا کیا گیا ، سپاہ اسلام اسلحہ میں غرق منظم دستوں کی صورت میں اس کے سامنے سے گزرنے لگی ، جنگی مشق کے دوران مجاہدین اسلام کی تکبیر کی آواز کوہ و دشت مکہ میں گونج اٹھتی اور مجاہدین کے دل وفور شوق سے لبریز ہو جاتے تھے_

لشکر اسلام کے مسلح دستوں کی عظمت نے ابوسفیان کو اتنا ہراساں کردیا کہ اس نے بے

اختیار عباس کی طرف مخاطب ہو کر کہا " کوئي بھی طاقت ان لشکروں کا مقابلہ نہیں کر سکتی سچ مچ تمہارے بھتیجے نے بڑی زبردست سلطنت حاصل کرلی ہے"_

عباس نے غصّہ میں کہا " یہ سلطنت نہیں بلکہ خداوند عالم کی طرف سے نبوت و رسالت ہے _ (۱۵)

عباس نے پیغمبر اسلام ﷺ سے کہا " اے اللہ کے رسول ﷺ ، ابوسفیان جاہ پرست آدمی ہے اس کو کوئي مقام عطا فرمائیں"_

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ " ابوسفیان لوگوں کو اطمینان دلا سکتا ہے کہ جو کوئي اس کی پناہ میں آجائے گا امان پائے گا _ جو شخص اپنا ہتھیار زمین پر رکھ کر اس کے گھر میں چلا جائے اور دروازہ بند کرلے یا مسجد الحرام میں پناہ لے لے وہ سپاہ اسلام سے محفوظ رہے گا_ (۱۶)

مکہ میں نفسیاتی جنگ

ابوسفیان مکمل طور پر حواس باختہ اور لشکر اسلام کی جنگی طاقت سے ہراساں تھا رسول خدا ﷺ نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ اس کو رہا کردیں_ تا کہ وہ اپنی قوم میں جا کر ان کے حوصلوں کو متزلزل کرے یہ وہی مقصد تھا جو پیغمبر اسلام ﷺ چاہتے تھے _

ابوسفیان نے اس کام کو بخوبی انجام دیا _ اس نے مکہ میں نفسیاتی دباؤ بڑھا کر قریشیوں کو ہراساں کرنے اور بغیر خونریزی کے ہتھیا رڈال دینے میں بڑا اہم کردار ادا کیا _ (۱۷)

شہر کا محاصرہ

رسول خدا ﷺ نے سپاہیوں کو چار دستوں میں تقسیم فرمایا اور ہر دستہ کو ایک سمت سے شہر کے اندر روانہ کیا _ اور فوج کے کمانڈروں کو حکم دیا کہ جو تم سے لڑے (صرف اسی سے لڑنا) اس

کے علاوہ کسی سے جنگ نہ کرنا_ چنانچہ آپ ﷺ نے صرف چند مفسدین کو جن کی خیانت کی سزا موت سے کم نہ تھی مستثنی رکھا(اور ان سے جنگ کا حکم دیا)_[۱۸]

رسول خدا ﷺ نے چاروں طرف سے شہر کے محاصرہ کی ترکیب اپنا کر مشرکین کے فرار کو ناممکن بنادیا اور ان کے لئے صرف ایک ہی راستہ باقی چھوڑا کہ ہتھیار ڈال دیں_

ایک فوجی دستہ کے ساتھ مشرکین کی جھڑپ

لشکر اسلام کے شہر میں داخل ہوتے وقت مشرکین متعرض نہیں ہوئے_ صرف قریش کا ایک افراطی گروہ" صفوان ابن امیّہ ابن خلف "اور عکرمۃبن اَبیٔ جہل کی رہبری میں خالد ابن ولید والے دستہ سے ٹکرا گیا_ اس جھڑپ میں دشمن کے ۲۸_ افراد نہایت ذلت سے مارے گئے اورباقی لوگ مکہ سے بھاگ گئے_[۱۹]

سوالات

۱۔ قریش نے صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی خلاف ورزی کس طرح کی؟

۲۔ اپنی عہد شکنی پر قریش کا رد عمل کیا رہا؟

۳۔ جاسوس جال میں کیسے پھنسا؟

۴۔ فتح مکہ میں کون سے ترکیبیں استعمال کی گئیں؟

حوالہ جات

۱_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۳۱

۲_ اتباع الاسماع ج ۱ ص ۳۵۷_ سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۳۲_

۳_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۳۸_۳۹

۴_ وتیرہ، مکہ سے جنوب مغرب کی طرف ۱۶ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع تھا

۵_ قبیلہ خزاعہ کے افراد اسلام سے پہلے بنی ہاشم کے ہم پیمان تھے اس لئے کہ عبد المطلب نے ان سے معاہدہ کیا تھا_ عمرو ابن سالم جو مدد طلب کرنے کے لئے آیا تو اس نے اسی قدیم معاہدہ کو بنیاد قرار دیکر کہا_

یا ربّ انیّ ناشدٌ محمداً حلْفَ ابینا وابیه الْاَتْلدا (ای القدیم)

انّ قریشاً اخلفو ك المؤعدَا وقتلونا رُكّعاً و سُجَّدَاً (سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۳۶)

۶_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۳۷_

۷_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۳۹_

۸_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۴۰_۴۱

۹_ ﴿یا اَ یُها الَّذینَ آمَنُوا لا تَتخذُوا عَدُوی وَ عَدُوّ کُم اَ ولیاء تَلْقون الَیهم بالْمَوَدَة﴾... (ممتحنہ/۱) "سیرۃ ابن ہشام" ج ۴ ص ۴۱_

۱۰_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۸۰۲_

۱۱_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۴۲_

۱۲_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۸۱۴_

۱۳_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۴۴_۴۵

۱۴_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۴۵_۴۶

۱۵_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۴۶_۴۷

۱۶_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۴۶

۱۱۷_ پیامبر و آئین نبرد جنرل طلاس ص ۳۶۲_

۱۸_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۴۸_ ۵۱ مغازی واقدی ج ۲ ص ۸۲۵_

۱۹_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۴۹_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۸۲۵_

گيارھواں سبق

شہر مکہ ميں داخلہ

صدائے اتحاد

اذان بلال

بت شکن، بت پرست

آزاد شدہ شہر "مکہ" کيلئے والی اور معلم دين کا تقرر

اسلام کے نام پر خونريزی اور جرائم

جنگ حنين

دشمن کی سازش سے پيغمبر اسلام ﷺ کی آگاھي

حنين کی طرف روانگي

دشمن کی اطلاعات اور تياري

درہ حنين ميں

فرار

واپسی مقابلہ، کاميابي

عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو

آغاز جنگ ميں مسلمانوں کی شکست کا تجزيہ

سوالات

حوالہ جات

شہر مکہ میں داخلہ

رسول خدا ﷺ لشکر اسلام کے ساتھ فاتحانہ انداز میں شہر مکّہ میں داخل ہوئے آپ کے چہرہ اقدس پر ایسا رعب و دبدبہ اور ہیبت و جلال تجلی ریز تھا جو تعریف کی حد سے باہر ہے_

اسلام کو بہت بڑی فتح نصیب ہوئي تھی آپ اہل مکہ کے گھروں میں نہیں گئے آپ ﷺ نے اپنے جان نثار اور مہربان چچا ابوطالب(ع) کے مزار کے پاس مقام حَجونؐ میں خیمہ لگا یا گیا_

رسول خدا ﷺ کچھ دیر تک خیمہ میں آرام فرماتے رہے پھر غسل کے بعد جنگی لباس پہن کر مرکب پر سوار ہوئے مجاہدین بھی تیار ہوگئے اور پھر سب مسجد الحرام کی طرف روانہ ہوئے_ جب آپ ﷺ کی نگاہ کعبہ پر پڑی تو آگے بڑھے اور حجر اسود کو استلام کیا[۱] حالانکہ آپ ﷺ مرکب پر سوار تھے_ اسی حالت میں تکبیر کہتے جاتے تھے اور لشکر اسلام آپ ﷺ کے جواب میں صدائے تکبیر بلند کرتا جاتا تھا_[۲] "حق آیا اور باطل ختم ہوگیا اور باطل تو ختم ہونے والا ہی تھا_[۳]

صدائے اتحاد

آنحضرت ﷺ نے کعبہ کی کنجی عثمان ابن طلحہ سے لی اور دروازہ کھول دیا_ تمام مسلمانوں نے مل کر دعائے وحدت پڑھی_

"لا اله الا الله وَحدَه لا شَريكَ لَه ، صدق وَعْدَه ،

ونصر عبده و هزم الاحزاب وحده"[۴]

آنحضرت ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور جناب ابراھیم (ع) اور دوسرے افراد کی جو تصویریں مشرکین نے بنا رکھی تھیں ان کو دیوار کعبہ سے مٹا دیا اور اسی حالت میں فرمایا "خدا ان لوگوں کو قتل کرے جو ان چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جن کو انہوں نے پیدا نہیں کیا"[۵]_

رسول خدا ﷺ اور بتوں کو توڑنے کے لئے ان کے کاندھے پر سوار حضرت علی نے تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور خانہ توحید کو تمام کفر و شرک کی علامتوں سے پاک کردیا_[۶] اس کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے جن کی آنکھیں فرمان پیغمبر اسلام ﷺ کی منتظر تھیں" مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا_

" اس خدا کی تعریف جس نے اپنا وعدہ سچ کردکھایا اور اپنے بندہ کی مدد کی، جس نے تنہا، احزاب (گروہوں) کو شکست دی، تم کیا کہتے ہو اور کیا تصوّر کرتے ہو؟ "مکہ والوں نے کہا کہ" خیر و نیکی اور نیکی کے سوا ہمیںاور کوئی گمان نہیں ہے کہ آپ ﷺ بزرگوار بھائي اور صاحب الکرام بھتیجے ہیں"_ رسول خدا ﷺ نے فرمایا" میں وہی بات کہتا ہوں جو ہمارے بھائي یوسف نے کہی تھی: قال لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم و ہو ارحم الراحمین[۷] آج تمہارے اوپر کوئي ملامت نہیں ہے خدا تم کو بخش دے وہ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ مہربان ہے_

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ ربا(سود) جو جاہلیت میں معمول بن گیا تھا اور ہر وہ خون اور مال جو تمہاری گردن پر تھا اور فضول فخر و مباہات، پامال اور ختم کردیئے ئے ہیں_ لیکن کعبہ کی نگہبانی، پردہ داري، کلید برداری اور حاجیوں کو سیراب کرنے کا افتخار باقی

ہے_ جو لوگ تازیانہ یا غلطی و خطا سے قتل کردیئے ائینّان کے لئے سو ایسی اونٹنیاں دیت کے طور پر دی جائیں جن میں چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں_ خدا نے جاہلیت کے کبر و غرور اور آباؤ اجداد پر افتخار کو ختم کردیا تم آدم (ع) کی اولاد ہو اور آدم (ع) مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور تم میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک قابل عزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے_ بے شک خدا نے مکّہ کو زمین و آسمان کی پیدائشے کے وقت حرم امن قرار دیا ہے اور اللہ کی عطا کی ہوئي حرمت کی بنا پر یہ ہمیشہ حرم الہی رہے گا_ ہم سے پہلے اور ہمارے بعد کسی کے لئے بھی اس کی حرمت پامال کرنا نہ جائز تھا اور نہ جائز ہے_ اور میرے لئے بھی اس کی حرمت صرف ایک دن تھوڑی دیر کے لئے اٹھائي گئي (اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے تھوڑی مدّت کی طرف اشارہ فرمایا) مکہ کے جانوروں کا نہ شکار اور نہ ان کو مکہ سے ہنکانا چاہیئےہاں کے درختوں کو کاٹنا نہیں چاہیئےور اس سرزمین پر پڑی ہوئي گم شدہ چیز کو اٹھانا جائز نہیں ہے_ مگر اس کے لئے جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو_ اور مکّہ کے سبزے کو اکھاڑنا بھی جائز نہیں ہے_" عباس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ سوائے "اذخر"[۸] کے پودوں کے کہ قبروں اور گھروں کو صاف کرنے کے لئے جس کو اکھاڑ پھینکنے کے علاوہ کوئي چارہ ہی نہیں ہے_" رسول خدا ﷺ تھوڑی دیر تک چپ رہے پھر فرمایا سوائے اذخر کے کہ اس کا اکھاڑنا حلال ہے_ وارث کے بارے میں وصیت صحیح نہیں ہے... اور کسی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کی دولت سے اجازت کے بغیر بخشش وعطا کرے_ مسلمان، مسلمان کا بھائي ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائي ہیں، مسلمانوں کو چاہیئےہ دشمن کے مقابل متحد اور ہم آہنگ رہیں، ان کا خون محفوظ رہے، ان میں دور و نزدیک سب برابر ہیں_ جنگ میں ناتوان اور توانا برابر مال غنیمت سے بہرہ مند

ہوں۔ لشکر کے میمنہ اور یسرہ میں شرکت کوئي معیار نہیں، مسلمان کافر کے خون کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا اور کوئي صاحب پیمان، معاہدہ میں قتل نہیں کیاجائے گا۔ دو مختلف دین رکھنے والے ایک دوسرے کی میراث نہیں پائیں گے۔ مسلمان اپنے علاقہ والوں کو ہی صدقات و زکوۃ دیں گے دوسری جگہ والوں کو نہیں، عورت اپنی پھوپھی اور خالہ کی سوتن نہ بنے، مدعی کو دلیل اور شاہد پیش کرنا چاہیئے ور منکر کے ذمّہ قسم ہے۔

کوئي عورت بغیر محرم کے ایسے سفر پر نہ جائے جس کی مدّت تین روز سے زیادہ ہو۔ عید الفطر اور عید قربان کے روزں سے منع کرتا ہوں۔ اور ایسا لباس پہننے سے منع کرتا ہوں جس سے تمہاری شرمگاہ کھلی رہے یا ایسا لباس پہننے سے منع کرتا ہوں کہ جس سے تمہاری شرمگاہ کھلی رہے یا ایسا لباس پہنتے سے منع کرتا ہوں کہ جب تمہارے لباس کا کنارہ ہٹ جائے تو تمہاری شرمگاہ نظر آنے لگے۔ مجھے امید ہے کہ تم نے یہ سارے مطالب سمجھ لئے ہوں گے۔ (۹)

اذان بلال

ظہر کا وقت آن پہنچا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر جا کر اذان دیں جس وقت بلال بلند آواز میں اشھد انَّ محمداً رسول اللہ" پر پہنچے تو گھروں میںخوفزوہ دبکے ہوئے مشرکین کے سرکردہ افراد نے باتیں بنائیں اور توہین آمیز جملے کہے۔ ابو سفیان نے کہا " لیکن میں کچھ نہیں کہتا اس لئے کہ اگر میں کوئي بات کہوں گا تو یہی ریت کے ذرّے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچا دیں گے اور ہر ایک کی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم تک پہنچ جائے گی۔

بت شکن، بت پرست

رسول خدا ﷺ نے ان بت پرستوں سے بیعت لی جواب مسلمان ہوگئے تھے اور عورتوں کے لئے بھی پانی کا ایک برتن لا یا گیا اور اس میں تھوڑا سا عطر ملا یا گیا_ عورتوں نے اپنے ہاتھ بیعت کی غرض سے پانی کے اندر ڈالے آنحضرت ﷺ نے ان سے یہ عہد و پیمان لیا کہ وہ شرک، زنا اور چوری نہ کریں ...

پھر رسول خدا ﷺ نے سب کو حکم دیا کہ جو بت ان کے پاس ہیں ان کو توڑ ڈالیں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے بڑے بڑے مشرکین کو بتوں کے توڑنے کے لئے قرب و جوار میں بھیجا_ یہ لوگ بتوں پر اعتقاد رکھتے تھے اور اپنے مفادات کے لئے بتوں کی حمایت کرتے تھے اب خود ہی بت شکنی میں مصروف ہوگئے_

آزاد شدہ شہر "مکہ" کے لئے والی اور معلم دین کا تقرر

مشرک قبیلے "ہوازن اور ثقیف" کی سازشوں کی خفیہ خبریں پیغمبر اسلام ﷺ تک پہنچ چکی تھیں_ اب ان کے علاقوں میں پہنچ کر سازشوں کو کچل دینا پیغمبر اسلام ﷺ کے لئے ضروری تھا_ آپ ﷺ نے بیس سالہ لائق اور مدبّر جوان "عتّاب بن اسید" کو شہر مکہ کا والی بنایا (۱۱) اور معاذ ابن جبل کو جو معارف اسلام سے واقف فقیہ تھے، تبلیغ اسلام اور مکہ والوں کو احکام دین سے آشنا کرنے کے لئے معلّم کے عنوان سے معیّن فرمایا_ (۱۲) فتح مکہ کے سلسلہ میں سورہ نصر نازل ہوا_ (۱۳)

اسلام کے نام پر خونریزی اور جرائم

فتح مکہ کے بعد رسول خدا ﷺ نے خالد بن ولید کو بت شکنی اور تبلیغ اسلام کے لئے ۳۵۰، مہاجرین و انصار کے ساتھ قبیلہ بنی جذیمہ کی طرف بھیجا_ خالد نے وہاں پہنچنے کے بعد بنی

جذیمہ کو کسی قسم کا حملہ نہ کرنے کا یقین دلا کر غیر مسلح کردیا اور پھر زمانہ جاہلیت میں بنی جذیمہ کے ہاتھوں قتل ہوجانے والے چچا کا بدلہ لینے کے لئے فرمان رسول خدا کی مخالفت کرتے ہوئے ان کو اسیر بنالیا اور پھر قتل کا حکم دیدیا_ مہاجرین و انصار نے خالد بن ولید کے حکم پر عمل کئے بغیر اسیروں کو آزاد کردیا جبکہ خالد کے قبیلہ ، بنی سلیم نے بعض اسیروں کو قتل کرڈالا اور اس طرح کچھ بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتاردیا گیا_

جب یہ خبر رسول خدا ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا" خدایا خالدنے جو کیا ہے اس کے لئے میں تیری بارگاہ میں بیزاری کا اظہار کرتا ہوں"_ پھر آپ ﷺ نے حضرت علي(ع) کو معین فرمایا کہ مقتولین کا خون بہا اور ستم رسیدہ افراد کو ہرجانہ ادا کریں_

جو مال رسول ﷺ خدا نے دیا تھا حضرت علي ﷺ اسے اپنے ساتھ لے کر بنی جذیمہ کے پاس پہنچے، مقتولین کا خوں بہا اور نقصانات کا ہرجانہ ادا کیا_ یہاں تک کہ لکڑی کے اس برتن کا بھی حساب ہوا جس میں کتا پانی پیتا تھا جب آپ اس بات سے مطمئن ہوگئے کہ اب کوئي خون بہا اور ہرجانہ باقی نہیں رہا تو جو مال باقی بچا تھا اس کو بھی آپ(ع) نے ان کے درمیان تقسیم کردیا تاکہ مصیبت زدہ افراد رسول خدا ﷺ سے راضی ہوجائیں_ (۱۴)

حضرت علی (ع) واپس پلٹے تو اپنے کام کی رپورٹ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کی آپ ﷺ نے فرمایا" میرے ماں باپ فدا ہوں" تم نے بڑا عمدہ کام کیا_ تم نے جو کیا وہ میری نظر میں سرخ بالوں والے اونٹ رکھنے سے بہتر ہے_ (۱۵)

جنگ حنین

۵/ شوال ۸ ھ بمطابق ۲۹ جنوری ۶۲۹ ء بروز جمعۃ المبارک

مشرکین کے اہم مرکزمکہ کی فتح نے اطراف مکہ کے مشرک قبیلوں کے دلوں میں شدید رعب ووحشت پیدا کردیا_ ان قبیلوں نے تحریک اسلام کی موج کو روکنے کے لئے ارادہ کیا کہ تمام قبائل کے اتحاد اور وحدت سے ایک وسیع منصوبہ کے تحت غفلت کے عالم میں مسلمانوں کے حملہ سے پہلے ہی حملہ کردیا جائے_

ہوازن، ثقیف، نضر، سعد اورچند دوسرے قبیلوں نے مل کر اسلام کے خلاف ایک مشترکہ محاذ بنایا اور قبیلہ ہوازن کے دلیر اور شجاع سردار مالک بن عوف کو لشکر کا سپہ سالارچنا گیا_ (۱۶)

دشمن کی سازش سے پیغمبر اسلام ﷺ کی آگاہي

جنگی محاذکی تشکیل اوردشمن کی سازشوں کی خبر رسول خدا ﷺ کے کانوں تک پہنچی آنحضرت ﷺ نے سراغرساں دستہ کے ایک آدمی کو دشمن کے جنگی راز حاصل کرنے کے لئے متحدہ قبائل کے درمیان بھیجا_ پیغمبر اسلام ﷺ کا فرستادہ دشمن کے لشکر میں گھس کر ان کے منصوبوں اورخفیہ جنگی ارادوں سے باخبر ہوگیا اور لشکر کا تجزیہ کرنے کے بعد مکّہ واپس آیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیان کردیا_ (۱۷)

حنین کی طرف روانگي

دشمن کے حالات سے مکمل آگاہی کے بعد رسول خدا ﷺ "۱۲ ہزار"سپاہیوں کے ہمراہ "دس ہزار فتح مکہ میں شرکت کرنے والے مہاجرین و انصار اوردوہزار ان دلیران مکہ کے ساتھ جو اسلامی تحریک سے آملے تھے"مکّہ سے دشمن کی طرف روانہ ہوئے یہ لشکر (۱۸)_

جزیرة العرب کی تاریخ میں بے نظیر تھا ساتھیوں میں سے ایک شخص نے سفر کی ابتدا میں جب جاں بازوں کی کثرت اور لشکر اسلام کے جنگی سازو سامان کو دیکھا تو کہا کہ "اب مسلمان، سپاہ کی کمی کی بنا پر مغلوب نہیں ہونگے"[19] وہ اس بات سے غافل تھا کہ صرف افراد اور ساز و سامان ہی کامیابی کا سبب نہیں ہوتے۔

دشمن کی اطلاعات اور تیاري

دشمن کے لشکر کے سپہ سالار مالک بن عوف نے تین آدمیوں کو جاسوسی اور لشکر اسلام کا تجزیہ کرنے کے لئے بھیجا وہ لوگ لشکر اسلام کو دیکھنے اور اس کی عظمت و ہیبت کا مشاہدہ کرنے کے بعد وحشت زدہ ہو کر واپس گئے اور لشکر اسلام کی عظیم طاقت کی خبر سپہ سالار کو پہنچائي۔ اس خبر سے مالک کو احساس ہو گیا کہ آمنے سامنے کی جنگ میں اس کا لشکر، لشکر اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ لہذا اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ حنین کی بلندیوں پر جنگی اعتبار سے مناسب جگہوں، پتّھروں کے پیچھے اور پہاڑ کی بلندیوں پر مورچہ سنبھال لیں اور اس تنگ جگہ پر لشکر اسلام کے آتے ہی یکبارگی حملہ کردیں۔ جنگجو افراد کو جنگ میں زیادہ استقامت کرنے پر مجبور کرنے کے لئے اس نے حکم دیا کہ عورتوں، بچّوں، چوپایوں اور دیگر اموال کو بھی اپنے ساتھ لے لیں تاکہ ان (مال و غیرہ) کے دفاع کی زیادہ کوشش کریں۔[20]

درہ حنین میں

مکہ سے ۲۸ کیلومیٹر شرق میں واقع درّہ حنین کے نزدیک لشکر اسلام منگل کی رات ۱۰/ شوال ۸ ھ کو پہنچ گیا۔ رسول اسلام ﷺ کے حکم کے مطابق لشکر اسلام رات کو سوگیا اور صبح

سویرے خالد ابن ولید کی کمان میں لشکر کا ہراول دستہ تیار کرکے آگے بھیج دیا گیا_

خالد مکہ کے شمال مشرق میں ۱۲ کیلومیٹر دور مقام جعّرانہ تک بڑھے_ ۱۰ شوال کی صبح ،دونوں لشکر آپس میں ملے اور درّہ حنین میں داخل ہوگئے_ (۲۱)

فرار

دشمن ، لشکر اسلام کے لئے آمادہ اور منتظر تھا لہذا یکبارگی مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا، صبح کی تاریکی ان کی مددگار اور سنگلاخ چٹانیں پناہ گاہ تھیں_ ان پناہ گاہوں سے لشکر اسلام پر تیر بارانی ہورہی تھی اور گھوڑے بدک رہے تھے_

مسلمان فوج بھاگنے لگی ، سب سے پہلے بنی سلیم کے سواروں نے جو خالد کی کمان میں تھے فرار کو قرار پر ترجیح دی اس کے بعد دوہزار مکّی بھاگنے والوں کے ساتھ ہوگئے پھر تو باقی افراد بھی بھاگنے لگے_ رسول خدا ﷺ کے پاس صرف دس آدمی رہ گئے آنحضرت ﷺ دشمن کے نرغے میں گھرے نہایت دلیری سے مقابلہ کررہے تھے اور اردگرد جو لوگ تھے وہ مردانہ وار جنگ میں مصروف تھے_ اس مقابلہ میں "ایمن" نامی لشکر اسلام کا سپاہی ، اپنے رہبر اور مقصد کا دفاع کرتے ہوئے خاک و خون میں غلطاں ہو کر شہادت پر فائز ہوگیا_ (۲۲)

واپسی ،مقابلہ ،کامیابی

پیغمبر اسلام ﷺ نے اس حساس موقع پر مخصوص انداز سے متفرق اور بھاگے ہوئے لشکر کو جمع کیا جب آپ ﷺ نے لشکر کو فرار کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا " لوگو کہاں بھاگے جارہے ہو؟ اس کے بعد پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے چچا عباس سے "جن کی آواز بلند تھي" کہا آواز دیں کہ " اے

گروہ انصار اے اصحاب بیعت رضوان ، پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف پلٹ آؤ" پیغمبر اسلام ﷺ کی استقامت و پائیداری اور عباس کی آواز سے مسلمان ہوش میں آگئے اور ایک کے بعد ایک پلٹ آئے _ مقابلہ کرنے والے لشکر کی تعداد سو تک پہنچ گئي اور بہادروں کی زبردست جنگ شروع ہوئي جنگ کی تپش میں پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ "اب جنگ کا تنور دہک اٹھا ہے"_

میدان رزم و پیکار کے شجاع ترین بہادر حضرت علی علیہ السلام شروع ہی سے شمع نبوت کے اردگرد پروانہ وار چکر لگاتے ہوئے ، جان کی بازی لگا کر پیغمبر اسلام ﷺ کا دفاع کررہے تھے_ اس عرصہ میں آپ نے بنی ہوازن کے ۴۰ جیالوں کو جہنّم رسید کیا_

رسول خدا ﷺ نے دشمن کے ناگہانی حملہ کے خلاف اپنی حکیمانہ اور دقیق رہبری کے ذریعہ ایک نئے طریقہ کار کا انتخاب فرمایا آپ ﷺ بہ نفس نفیس رجز پڑھتے اور ایسی شجاعت کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کرتے جو تعریف سے باہر ہے_ دشمن اپنی فتح کو بچانے کی کوشش کررہے تھے لیکن لحظہ بہ لحظہ کمزور ہوتے جارہے تھے اور سامنے لشکر اسلام کی تعداد ہر لحظہ بڑھتی جارہی تھی_

آخر کار دشمن کا دفاعی حصار ٹوٹ گیا ، مال وزن اور اولاد کی محبت ، دشمن کی پائیداری کے لئے مضبوط سہارا نہ بن سکی_ لشکر اسلام کے واپس پلٹ آنے اور شجاعانہ جنگ کی بدولت نیزدن کی روشنی پھیلتے ہی دشمن کی شکست کے آثار نمایاں ہوئے اور اسلام کو کامیابی ملی [۲۳]_ دشمن چھ ہزار اسیر اور بہت زیادہ مال غنیمت جو چوبیس ہزار اونٹوں چالیس ہزار گوسفند اور تقریباً آٹھ سو پچاس کلوگرام چاندی پر مشتمل تھا چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ گئے_ [۲۴]

عورتوں اوربوڑھوں کو قتل نہ کرو

جنگ کی آگ بھڑک رہی تھی تواس وقت رسول ﷺ خدا ایک عورت کی لاش کے پاس سے گزرے لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو بتایا کہ یہ وہ عورت ہے جس کو خالد بن ولید نے قتل کیا ہے_ پیغمبراسلام ﷺ نے مجاہدین میں سے ایک شخص کے ذریعہ حکم بھیجا کہ خالد کے پاس پہنچ کر کہو کہ رسول خدا ﷺ تمہیں عورتوں اوربوڑھوں کو قتل کرنے سے منع فرما رہے ہیں_ (۲۵)

چند قدم آگے بڑھ کر آپ نے ایک دوسری عورت کی لاش دیکھ کر فرمایا_ "اس کو کس نے قتل کیا ہے ؟" ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا" اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اسے قتل کیا ہے میں نے اس کو اپنی سواری کی پشت پر بٹھایا تھا اس نے مجھے مار ڈالنا چاہا تو میں نے اس کو قتل کردیا " آنحضرت ﷺ نے فرمایا_" اس کو سپرد خاک کردو"_ (۲۶)

دشمن کے فرار کے بعد آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ تمام مال غنیمت "بدَیل بن وَرقاءَ"کی نگرانی میں مقام "جعرّانہ" میں جمع کیا جائے اور لشکر کے چند دستے مشرکین کے تعاقب میں جائیں جو مقام نخلہ اور اوطاس کی طرف بھاگ گئے تھے_تعاقب کرنے والے دستے دشمن کو مکمل شکست دیکر اپنے مرکز پر پلٹ آئے_

آغاز جنگ میں مسلمانوں کی شکست کا تجزیہ

۱_ غرور، کثرت اور جنگی سازو سامان پر اعتماد اور نتیجہ میں خود فریبی اور غیبی امداد سے غفلت آغاز جنگ میں مسلمانوں کی شکست و فرار کے اہم اسباب تھے_

جیسا کہ خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے_

" خدا نے بہت سے جگہوں پر تمہاری مدد کی من جملہ جنگ حنین میںتمہاری مدد کی ، اس وقت جب تمہیں تمہاری کثرت نے تعجب میں ڈال دیا_ لیکن اس نے ذرا سا بھی فائدہ نہیں

پہنچایا اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی پھر تم روگرداں ہو کر بھاگ گئے پھر خدا نے پیغمبر اسلام ﷺ اور مومنین پر سکینہ (اطمینان) نازل کیا اور ایسا لشکر نازل کیا جس کو تم دیکھتے نہ تھے اور کافروں کو ذلت و عذاب میں ڈال دیا _[۲۷]

۲_ دوسرا سبب ، لشکر اسلام میں ابوسفیان و غیرہ ایسے منافقین کا وجود تھا جو دشمن کے پہلے ہی حملہ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور نتیجہ میں دوسرے سپاہیوں کے حوصلوں کی کمزوری کا سبب بنے اور وہ لوگ بھی بھاگ گئے_

۳_ شب کی تاریکی اور جغرافیائی حالات بھی دشمن کے لئے معاون ثابت ہوئے_

سوالات

۱_ فتح مکہ کے موقع پر رسول خدا ﷺ کی تاریخی تقریر کا کچھ حصّہ بیان کیجئے_

۲_ رسول خدا ﷺ نے فتح مکہ کے بعد اہل مکہ کے ساتھ کیا سلوک کیا ؟

۳_ خالدبن ولید "بنی جذیمہ" کے ساتھ مجرمانہ سلوک کا مرتکب کیوں ہوا؟

۴_ مسلمانوں کے ساتھ ،قبیلہ ہوازن اور ثقیف کے لڑنے کا محرک کیا تھا؟

۵_ دشمن کے ارادوں سے لشکر اسلام کیوں کر آگاہ ہوا؟

٦_ حملہ کے آغاز میں مسلمانوں کے فرار و شکست کے اسباب کیا تھے؟

حوالہ جات

۱_ استلام یعنی حجر اسود پر ہاتھ پھیرنا_

۲_ امتاع الاسماع ج ۱ ص ۳۷۸ مطبوعہ قاہرہ_

۳_ جاء الحق و ذہق الباطل ان الباطل کان زہوقاً (اسرائ/ ۸۱)_

۴_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۵۴_

۵_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۸۳۴_

۶_ اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۳۵۸_

۷_ (سورہ یوسف / ۹۲)_

۸_ اذخر ایک خوشبو دار گھاس ہے جو اطراف مکہ میں اگتی ہے_

۹_ مغازی واقدی ج ۲ ص ۸۳۶_

۱۰_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۵۶_ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۳۷_

۱۱_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۸۳_

۱۲_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۸۸۹_

۱۳_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۸۸۹_

۱۴_ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۶۱_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۴۳،۷۰_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۸۷۵ سے ۸۸۲_ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۴۷_

۱۵_ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۶۱_

۱۶_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۸۲_

۱۷_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۸۲_

۱۸_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۸۳_

۱۹_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۸۸۹_

۲۰_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۸۸۸_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۸۱_

۲۱_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۸۹_

۲۲_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۸۵_ ۸۶_

۲۳_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۸۷_ ۸۸_ ارشاد شیخ مفید ص ۷۴_

۲۴_ تاریخ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈاکٹر آیتی مرحوم ص ۵۵۲_

۲۵_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۱۰۰_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۹۱۲_

۲۶_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۹۱۲_

۲۷_ ﴿لَقَدْنصرَكُم اللّهُ فى مَواطنَ كَثيرة وَ يَوْمَ حُنَيْن اذا اَعْجَبَتْكُم كَثْرَتُكُم فَلَمْ تُغْن عَنْكُم شَيْئاً وَضَاقَت عَلَيْكُم اْلارْضُ بمَا رَحُبَتْ ثُمَ وَلَّيْتُمْ مُدْبرين ثُمَّ اَنْزَلَ اللّهُ سَكينَتَهُ عَلَى رَسُوله وَ عَلَى الْمُؤمنين وَ اَنْزَلَ جُنُوداً لَمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الذَينَ كَفَرُوا وَ ذلكَ جَزَاءُ الْكافرين﴾ (سورہ توبہ/۲۵/۲۶)_

بارھواں سبق

طائف کی جنگ

جدید جنگی ہتھیاروں کی ٹیکنالوجي

واپسي

ہوازن کے اسیروں کی رہائي

مال غنیمت کی تقسیم

وہ افراد جن کی دلجوئي کی گئي

منافقین کا اعتراض

دوستوں کے آنسو

مدینہ واپسي

غزوہ تبوک

ایک ہولناک خبر

منافقین کی حرکتیں

بہانے تراشیاں

منافقین کے خفیہ مرکز کا انکشاف

جنگی اخراجات کی فراہمي

اشک حسرت

سوالات

طائف کی جنگ

شوال ۸ ھ بمطابق جنوری ، فروری ۶۲۹ ئ

لشکر اسلام کی کامیابی کے ساتھ حنین کی جنگ ختم ہوگئی_ دشمن کے لشکر کا سردار مالک بن عوف اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگ کر مکہ سے ۷۵ کیلومیٹر دور طائف میں پناہ گزیں ہوا_ رسول خدا ﷺ کچھ مجاہدین اسلام کو ساتھ لے کر طائف کی طرف روانہ ہوئے تاکہ حجاز میں مشرکین کی آخری پناہ گاہ کو بھی ختم کردیا جائے_

لشکر اسلام طائف پہنچا ، مشرکین بلند دیواروں والے مضبوط قلعہ میں بے پناہ کھانے پینے کے سامان اور قلعہ کے اندرہی پانی کے انتظام کے ساتھ نہایت اطمینان کے ساتھ مقابلہ کرنے لگے اور قلعہ کی دیواروں کے اوپر سے لشکر اسلام پر تیروں کی بارش شروع کردي_[۱]

جدید جنگی ہتھیاروں کی ٹیکنالوجي

طائف کے مستحکم قلعہ کو فتح کرنے کے لئے حضرت سلمان نے ایک تجویز رسول خدا ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ منجنیق اور پتّھر و گولہ باری سے محفوظ کرنے والی گاڑیوں کو کام میں لاکر قلعوں کو فتح کیا جا سکتاہے رسول خدا ﷺ نے حضرت سلمان کو حکم دیاکہ اس قسم کا اسلحہ مہیّا

کرو_ حضرت سلمان اس کام میں مشغول ہوگئے اور قلعہ کی دیواروں کے پار بڑے بڑے پتھر پھنکنے کے لئے منجنیق (جیسے آجکل کاٹینک) اور قلعہ کی تباہی کی خاطر دیواروں کے نزدیک پہنچنے کے لئے مخصوص گاڑی کو میدان جنگ میں پہنچایا_

گاڑی کی چھت موٹے اور سخت چمڑے کی بنی ہوئي تھی جس پر دشمنوں کے تیر اثر انداز نہیں ہو سکتے تھے_[۲] (جیسے آجکل کی بکتر بندگاڑیاں) اسی طرح پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے بہت زیادہ مقدار میں خاردار شاخیں" خار خسک "قلعہ کے اطراف میں بکھیردی گئیں (یہ کانٹے گویا بارودی سرنگوں کی مانند تھے جو دشمن کے سپاہیوں گھوڑوں اور اونٹوں کے پیروں میں چبھ جاتے تھے)_[۳]

مخصوص گاڑی کے ذریعہ مجاہدین اسلام قلعہ کی دیوار تک پہنچ گئے اور دیوار کے کچھ حصّہ کو گرانے اور قلعہ کو فتح کرنے میں دیر نہ تھی کہ دشمن نے آگ اور پگھلے ہوئے لوہے کے ذریعہ حملہ کرکے گاڑی کی چمڑے کی چھت کو جلا کر تہس نہس کرڈالا جس کے نتیجہ میں بعض مجاہدین اسلام شہید یا زخمی ہوئے اور قلعہ فتح کرنے کی کوشش بار آور نہ ہو سکی_

واپسي

طائف ۲۰ دن سے زیادہ لشکر اسلام کے محاصرہ میں رہا_ قبیلہ ثقیف کے افراد بڑی پامردی سے مقابلہ کررہے تھے، قلعہ کے اندر غذائي اور دیگر ضروریات کے سامان کی وافر موجودگی کی بنا پر محاصرہ بے معنی تھا اور قلعہ فتح کرنے کے لئے ایک طولانی محاصرے کی ضرورت تھی_ ایک طرف مدینہ سے دوری، غذا اور جانوروں کے چارے کی کمی کا خطرہ، اس کے علاوہ حرمت کا مہینہ اور حج کا زمانہ نزدیک تھا_

رسول خدا ﷺ نے اعلان کیا کہ غلاموں میں سے جو کوئي بھی قلعہ سے باہر آجائیگا وہ آزاد ہے چنانچہ چند لوگوں نے خود کو لشکر اسلام کے حوالہ کردیا اور رسول خدا ﷺ کے پاس آکر دشمن کے حالات کی اطلاع دیدی_ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو آزاد کردیا اور اس کے بعد اعلان کیا کہ طائف کا محاصرہ ختم کیا جائے اور سب واپس لوٹ جائیں_(۴)

ہوازن کے اسیروں کی رہائي

رسول خدا ﷺ درہ "جعرّانہ" یا جَعْرانہ (یہی زیادہ مشہور ہے) لوٹ آئے تاکہ اسیروں اور مال غنیمت کے بارے میں فیصلہ کیا جائے_یہاں اساری سائبان کے نیچے ٹھہرے ہوئے تھے_قبیلہ ہوازن کے بعض افراد جو جنگ میں شریک نہیں تھے یا اسیر نہیں ہوئے تھے_ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسیران ہوازن کی رہائي کی درخواست کی پیغمبر رحمت ﷺ نے ان کی خواہش کو قبول فرمایا اورچھ ہزار اسیران ہوازن کو آزاد کردیا_(۵) اس طرح جزیرة العرب کابہت بڑا اور خطرناک قبیلہ اسلام کی طرف مائل ہوگیا_

جنگ کی آگ بھڑکانے والوں کے رہبر مالک بن عوف کو رسول خدا ﷺ نے پیغام بھجوایا کہ ہتھیار ڈال دو تو مال اور خاندان کی واپسی کے علاوہ سو اونٹ بھی عطا کئے جائیں گے_قبیلہ ہوازن کے سلسلہ میں پیغمبر اسلام ﷺ کی رحمت اور جواں مردی نے مالک ابن عوف جیسے سرکش کو رام کردیا اوروہ راتوں رات طائف سے بھاگ کر رسول ﷺ خدا کی خدمت میں پہنچ کر مسلمان ہوگیا_ اس طرح فتنہ کے اہم سبب ، قبیلہ ہوازن کا خطرہ ٹل گیا_(۶)

مال غنیمت کی تقسیم

اسیروں کی آزادی کے بعد کچھ سپاہی رسول خدا ﷺ کے گرد جمع ہوئے اور نہایت اصرار کے ساتھ مال کی تقسیم کے خواستگار ہوئے_ آنحضرت ﷺ نے فرمایا_

"خدا کی قسم اگر تہامہ کے درختو ںکے برابر بھی گوسفند اور اونٹ تمہارے لئے ہوں تو میں ان سب کو تمہارے ہی درمیان تقسیم کروں گا_ تم میرے اندر خوف ، بخل اور جھوٹ نہیں پاؤگے_ مال غنیمت میں میرا حق پانچویں (خمس) حصّے سے زیادہ نہیں ، میں اسے بھی تمہیں دے دوں گا لہذا اگر کسی نے ایک سوئي اور دھاگہ بھی اٹھایا ہو تو لوٹا دے اس لئے کہ غنیمت میں خیانت کی سزا قیامت کے دن رسوائي ، بدنامی اور آتش کے سوا کچھ نہیں ہے_"

اس وقت انصار میں سے ایک شخص ایک دھاگے کا گھچا لے آیا اور کہا "میں اس کو اپنے اونٹ کا سامان سینے کے لئے لے گیا تھا"_

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس دھاگہ میں سے میں نے اپنا حق تمہیں بخشا(اب باقی مسلمانوں کا مسئلہ ہے اگر وہ بھی اپنا حق تمہیں بخش دیں تو لے لو)مرد انصاری نے کہا کہ اگر اتنا سخت مسئلہ ہے تو مجھے دھاگے کی کوئي ضرورت نہیں ہے_ اور دھاگے کا گچھا مال غنیمت کے ڈھیر میں لے جا کر رکھ دیا_(۷)

وہ افراد جن کی دلجوئي کی گئي

جب مال غنیمت کی تقسیم شروع ہوئي اور تمام افراد کا حصّہ دیدیا گیا ، تو رسول خدا ﷺ نے مال غنیمت کے خمس کو سرداران قریش کے درمیان تقسیم کردیا اور ابوسفیان، اس کے بیٹے معاویہ، حکیم ابن حزام ، حارث بن حارث اور حارث بن ہشام اور "جو کل تک گروہ...

شرک وکفر کے سردار تھے" ان میں سے ہر ایک کو سو اونٹ اور عظمت و مرتبت کے لحاظ سے معمولی افراد کو پچاس یا پچاس سے کم اونٹ عطا فرمائے۔ (۸)

رسول خدا ﷺ کی بخشش کے دو سبب تھے ایک تو یہ کہ یہ لوگ رسول خدا ﷺ کی عطوفت و محبت سے متاثر ہو کر اسلام کی طرف مائل ہوں تاکہ کینہ ختم ہوجائے ، اصطلاح میں اس عمل کو "تالیف قلوب" کہتے ہیں اور فقہ اسلام میں زکات کے مصارف میں سے ایک مصرف یہ بھی ہے۔ دوسری بات یہ تھی کہ جزیرۃ العرب کے مشرک قبائل کے سربرآوردہ افراد اسلام قبول کرلیں تاکہ کم سے کم لڑائی ہو اور جزیرۃ العرب کے باقی افراد حلقہ بگوش اسلام ہوجائیں۔

منافقین کا اعتراض

رسول خدا ﷺ کی بخششیں بہت سے سپاہیوں کے اعتراض کا سبب بنیں اسی درمیان ان افراد نے سب سے زیادہ اعتراض کی آواز بلند کی جو بظاہر احکام دین پر توجہ دیتے تھے مگر باطن میں ان کو دین سے کوئی سروکار نہ تھا کوردل ذوالخویصرہ نے عتاب آمیز لہجہ میں رسول خدا ﷺ سے کہا "اے محمد ﷺ خدا سے ڈریں اور عدل و انصاف سے کام لیں"۔ رسول خدا ﷺ ، اس شخص کی باتوں سے برہم ہوئے اور فرمایا "اگر انصاف و عدالت سے کام نہیں لوں گا تو پھر عدالت کس کے پاس ملے گی"؟ اصحاب میں سے ایک صحابی نے عرض کی کہ حضور ﷺ اگر اجازت ہو تو جسارت کے جواب میں اسکا سرتن سے جدا کردوں ؟ آنحضرت ﷺ نے اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ :"ج ی اس شخص کو ایسے پیرو ملینگے جو دین میں اتنی باریک بینی سے کام لیں گے کہ دین سے خارج ہوجائیں گے"۔ (۹)

دوستوں کے آنسو

رسول خدا ﷺ کی بخششوں نے قریش اور قبائل کے سر برآوردہ افرادیہاں تک کہ انصار کو بھی رنجیدہ کردیا اور وہ یہ سوچنے لگے کہ یہ بخششیں خاندان اور رشتہ داریوں کی بناپر ہیں_

رسول خدا ﷺ کو انصار سے یہ امید نہ تھی، آپ رنجیدہ ہوئے اور ان سے فرمایا: "کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے افراد گوسفندوں اور اونٹوں کے ساتھ اپنے گھر کوجائیں اور تم رسول خدا ﷺ کے ہمراہ اپنے گھروں کو واپس جاؤ"(۱۰)

انصار، رسول خدا ﷺ کی بات سن کر شدّت سے روئے اور عرض کیا: "ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ رسول خدا ﷺ ہمارے حصّہ میں ہوں، ہم اسی پر راضی ہیں"(۱۱)

مدینہ واپسي

مال غنیمت کی تقسیم تمام ہوئي، رسول خدا ﷺ نے عمرہ کے قصد سے مقام جعرانہسے احرام باندھا اور زیارت خانہ خدا کے لئے مکّہ کی سمت روانہ ہوئے_

عمرہ کی ادائیگی کے بعد آپ ﷺ نے عتّاب بن امید اور معاذبن جبل "جنہیں مکّہ کا امیر اور معلّم دین بنایا گیا تھا" کی ماموریت کی مدّت بڑھادی_ اس کے بعد ذی القعدہ کے مہینہ میں مہاجرین اور انصار کے ساتھ مدینہ لوٹ آئے_(۱۲)

غزوہ تبوک (۱۳)

ایک ہولناک خبر

۹ ھ ،رجب کا مہینہ بڑی گرمی کا مہینہ تھا ، شدید قحط اور گرانی کے زمانہ کے بعد کہ

جس سے لوگ حد درجہ پریشان ہو چکے تھے_ پھلوں اور کھجور کے چننے کا زمانہ آگیا_ لوگوں نے ذرا اطمینان کا سانس لینے کا سوچا ہی تھا کہ ہولناک قسم کی خبریں پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس آنے لگیں کہ مسلمانوں کو جزیرۃ العرب کی شمال مشرقی سرحدوں پر رومی بادشاہ کی طرف سے خطرہ ہے_

میدہ اور زیتون کا تیل فروخت کرنے کے لئے مدینہ آنے والے نبطی تاجروں نے بتایا کہ "بادشاہ روم "ہرقل "[۱۴] نے بلقاء کے علاقہ میں ایک عظیم لشکر جمع کررکھا ہے اور لشکر کے کھانے پینے کا انتظام اور ایک سال کی تنخواہ کی ادائیگی کے علاوہ سرحدی قبائل لخم اور جذام کو بھی اپنے ساتھ ملالیا ہے اور اسلامی سرزمین پر حملہ اور اسلامی تحریک کو مٹا دینے کا ارادہ رکھتا ہے_

رسول خدا ﷺ ایک ایسا عظیم لشکر جمع کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے جو روم ایسی بڑی طاقت کے لشکر سے مقابلہ کی طاقت رکھتا ہو_

پیغمبر اسلام ﷺ جنگوں میں منزل مقصود معین نہیں فرماتے تھے_اس کے بر خلاف اس بار لشکر جمع کرنے کے آغاز ہی میں آپ ﷺ نے منزل مقصودکا اعلان کردیا_ تاکہ لشکر، دشت سوزاں میں دور دراز کے راستہ کو طی کرنے، دشوار کام کے انجام دینے اور نہایت طاقتور دشمن سے جنگ کرنے کے لئے تمام تیاریوں کے ساتھ ضروری سازوسامان اور غذا لے کر روانہ ہو_[۱۵]

منافقین کی حرکتیں

منافقین نے لشکر اسلام کی تیاری کے آغاز میں، حکومت اسلامی میں دی گئی آزادی

سے سوء استفادہ کرتے ہوئے ، حساس ترین لمحات میں مایوس کن پروپیگنڈہ اور نفسیاتی جنگ کے ذریعہ مسلمانوں کو راہ خدا میں جہاد سے باز رکھنے کی کوشش کی ، یہ لوگ در حقیقت استکباری طاقتوں کے مفادات کے لئے قدم اٹھارہے تھے _

اسلام کے خلاف منافقین کی خیانت آمیز تحریک تاریخ اسلام میں " مسجد ضرار" کے واقعہ کے نام سے مشہور ہے _ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے _

منافقین میں سے ایک سرکردہ " ابوعامر" نامی فاسق ، رسول خدا ﷺ کی مدینہ ہجرت کے بعد اپنی خیانتوں کی بدولت بھاگ کر مکہ اور طائف چلاگیا اور ران کے فتح ہونے کے بعد وہاں سے بھاگ کر روم چلا گیا اور وہاں سے مدینہ کے منافقین سے رابطہ اور فکری امداد کرتا رہتا تھا _ اس نے اپنے ہواخواہوں کو خط میں لکھا کہ " میں قیصر روم کے پاس جارہاہوں اور اس سے فوجی مداخلت کی درخواست کروں گا تاکہ اس کی مدد سے مدینہ پر حملہ کریں اب تم "قبا" کے دیہات میں مسلمانوں کی مسجد کے مقابلہ میں ایک مسجد بناؤ اور نماز کے موقع پر وہاں جمع ہو ، فریضہ کی ادائیگی کے بہانے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں اپنے منصوبوں کو کس طرح عملی جامہ پہنایا جائے کے موضوع پر گفتگو کیا کرو_

یہ مسجد ، لشکر اسلام کے تبوک روانہ ہونے سے پہلے بن کر تیار ہوگئی_ منافقین اس مسجد کی آڑمیں اپنی کارکردگی کو منظم شکل دے سکتے تھے ، لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ان لوگوں نے رسول خدا ﷺ سے درخواست کی کہ آپ مسجد میں نماز ادا کریں اور مسجد کا افتتاح فرمائیں_

رسول' ﷺ خدا نے جواب میں فرمایا " ابھی میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں اور سفر کی تیاری میں مصرف ہوں اگر خدا نے چاہا تو واپسی پر آؤنگا "_ (۱۶)

بہانے تراشیاں

منافقین جنگ میں شرکت نہ کرنے کے لئے بڑے لچر بہانے تراشتے رہتے تھے_رسول ﷺ خدا نے "جدّ ابن قیس" نامی ایک منافق سے کہا_

"کیا تم رومیوں کے ساتھ لڑنے کے لئے خود کو آمادہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے؟"جدّ ابن قیس نے جواب دیا "اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے آپ ﷺ اس بات کی اجازت دیں کہ میں شہر ہی میں رہوں مجھے فتنہ میں نہ ڈالیں_ اس لئے کہ میرے قبیلہ کے لوگ جانتے ہیں کہ کوئي مرد بھی میری طرح عورتوں کا دیوانہ نہیں ،مجھے ڈر ہے کہ اگر میں روم کی عورتوں کو دیکھونگا تو فتنہ (وگناہ) میں پڑ جاؤں گا"_

رسول خدا ﷺ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا" جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ"(۱۷)

قرآن اس منافق کی بہانہ بازی کے بارے میں فرماتا ہے:

" ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم کوجہاد میں شرکت کرنے سے معاف رکھیں اور فتنہ میں نہ ڈالیں آگاہ ہو جاؤ کہ یہ لوگ خود فتنہ میں پڑے ہوئے ہیں اور بے شک دوزخ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے"_(۱۸)

منافقین کام میں رخنہ ڈالنے اور جنگ کے بارے میں لوگوں کے حوصلے پست کرنے کے لئے کہتے تھے اس گرمی کے موسم میں جنگ کے لئے نہ جاؤ یہ موسم جنگ کے لئے مناسب نہیں ہے_خدا ان لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے :

"جن لوگوں نے رسول خدا ﷺ کی رکاب میں حکم جہاد سے روگردانی کی وہ خوش ہیں اور راہ خدا میں جان و مال کے ساتھ جہاد کرنے کوناگوار جانتے ہیں (اور مومنین کو بھی جہاد سے منع کرتے ہیں)وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس گرمی میں کوچ نہ کرو_ ان سے کہہ دیجئے کہ دوزخ

کی آگ زیادہ جلانے والی ہے اگر لوگ سمجھ لیں_ (۱۹)

منافقین، آرام طلب ثروت مندافراد اور کچھ ناواقف اعراب نے مختلف بہانوںسے جنگ میں شرکت کرنے سے گریز کیا_

خداوند عالم اعراب کے بارے میں فرماتا ہے:

"بادیہ نشینوں (اعراب) میں سے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عذر کرتے ہوئے آئے اور جہاد سے معافی چاہ رہے تھے اور کچھ لوگ جو خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرتے تھے_ جہاد سے بیٹھ رہے کافرج ہی دردناک عذاب میں بتلا ہوں گے"_ (۲۰)

منافقین کے خفیہ مرکز کا انکشاف

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی کہ منافقین کا ایک گروہ سُوَیْلَمِ یہودی کے گھر ایک انجمن بنا کر سازشوں اور لوگوں کو جہاد میں شرکت کرنے سے روکنے کی پلاننگ میں مصروف ہے_ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے اگر ان کے ساتھ کوئی عبرتناک اور فیصلہ کن سلوک نہ کیا گیا تو یہ مکارانہ سازشوں سے اسلام کو نقصان پہنچائیں گے_ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اس گروہ کے مرکز کو گھیر کر آگ لگادی جائے_ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اسلام کے چند محافظین نے اس گھر کو آگ لگادی اور منافقین کے فرار کے نتیجہ میں یہ گروہ ختم ہوگیا اور فرار کے دوران چھت سے گرنے کی وجہ سے ایک منافق کی ٹانگ ٹوٹ گئی_ (۲۱)

جنگی اخراجات کی فراہمي

مضبوط لشکر مرتب کرنے کے لئے مخیّر اور ثروت مند مسلمانوں نے جاں بازان اسلام

کی مالی امداد کی اور مسلمانوں نے اخراجات جنگ مہیا کرنے میں بے مثال دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا _ مسلمان عورتوں نے اپنے زیورات رسول خدا ﷺ کے پاس بھیج دیئے اکہ جنگ کے اخراجات میں کام آئیں _ ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق مدد کرنے میں کو شاں تھا _ مثال کے طور پر ایک غریب مزدور ایک صاع (تین کیلو) خرما پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں لایا اور عرض کرنے لگا" _ اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے نخلستان میں کام کیا تو دو صاع خرما مزدوری ملی ایک صاع میں نے اپنے گھر کے لئے رکھ لیا اور ایک صاع جنگ کے اخراجات جمع کرنے کے لئے لایا ہوں" _

منافقین نے یہاں بھی غلط پروپیگنڈہ جاری رکھا _ اگر کوئي دولت مند مالی امداد کرتا تو کہتے " ریا کاری کررہا ہے " _ اور اگر کوئي غریب خلوص کی بناپر تھوڑی سی مدد کرتا تو کہتے کہ " "خدا کو اس مدد کی ضرورت نہیں "(۲۲)

منافقین کی ان باتوں کے بارے میں قرآن مجید میں خدا فرماتا ہے:

"جو لوگ مدد کرنے والے مومنین اور اپنی استطاعت کے مطابق عطا کرنے والوں کے صدقہ میں عیب نکالتے اور مذاق اڑاتے ہیں خدا ان کا تمسخر کرتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے" _(۳۲)

اشک حسرت

منافقین کی سازشوں، پروپیگنڈوں اور افواہوں کے بالمقابل پاکیزہ دل مومنین کا ایک گروہ جنگ میں شرکت کے شوق میں رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ یہ لوگ غریب تھے اور سواری کا انتظام نہ تھا لہذا انہوں نے رسول خدا ﷺ سے خواہش کی کہ ان کو

مرکب عطا کیا جائے تا کہ آنحضرت ﷺ کی رکاب میں صحراؤں کا سفر کرکے جہاد مقدس میں شرکت کریں۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس کوئي ایسی سواری نہیں ہے جس پر تم کو سوار کروں۔ یہ لوگ اس وجہ سے افسوس اورگریہ کرتے ہوئے رسول خدا ﷺ کے پاس سے نکلے کہ ان کو جہاد میں شرکت کی توفیق حاصل نہ ہو سکی۔ یہ جماعت تاریخ میں گروہ "بکّاؤون"[۲۴] کے نام سے مشہور ہوئي۔ (یعنی بہت رونے والے) خدا قرآن مجید میں ان کو اس طرح یاد کرتا ہے۔

"ای پیغمبر ﷺ ،مومنین جہاد کے لئے تیار ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئیں تا کہ آپ ﷺ ان کو کسی مرکب پر سوار کردیں (اور میدان جہاد لے جائیں) اور آپ نے جواب میں فرمایا کہ میرے پاس مرکب نہیںہے جس پر میں تم کو سوار کروں اور وہ لوگ اس حالت میں واپس چلے گئے کہ غم کی شدت سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ اخراجات سفر کیوں نہ فراہم کر سکے۔ ایسے لوگوں پر جہاد ترک کردینے میں کوئي گناہ نہیں ہے "[۲۵]

سوالات

۱_ طائف کی جنگ میں کس قسم کا اسلحہ استعمال ہوا؟

۲_ ہوازن کے اسیروں کی رہائي نے ان کے اسلام کی طرف میلان پر کیا اثر ڈالا_

۳_رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم کی بخششیںکن وجوہات کی بناء پر تھیں؟

۴_ لشکر کے چند افراد کا اعتراض کس چیز پر اور کس تصوّر کے زیر اثر تھا؟

۵_ روم کی بڑی طاقت کے حملہ کے ارادہ اور ان کے فوجی نقل و حمل سے رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم کس طرح آگاہ ہوئے؟

٦_ جنگ سے فرار کیلئے منافقین کیا بہانے تراش رہے تھے؟

۷_ رسول خدا صلى الله عليه وآله وسلم نے منافقین کے گروہ کے گھر کے لئے کیا حکم دیا؟

حوالہ جات

١_سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٢١_١٢٥

٢_مغازی واقدی ج ٣ ص ٩٢٧

٣_پیامبری و حکومت ص ٣٤٦

۴_ طبقات ابن سعد ج ٢ ص ١٥٨

۵_سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٣٠_١٣١

٦_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٣٣_

٧_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٣۴_١٣۵

٨_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٣۵

٩_سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٣٩_ انجام کار وہ زمانہ امام علی علیہ اسلام میں خوارج کے رہبروں میں سے ایک رہبر بنا اور نہروان کی جنگ میں حضرت علی ﷺ کے سپاہیوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا_

١٠_ یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ رسول خدا ﷺ کی گفتگو کا صرف کچھ حصّہ یہاں پر نقل ہوا ہے_

١١_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٣١_١٣٢

١٢_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٣٣_

١٣_ شام کی سرحد پر حجر سے جو راستہ شام کو جاتا ہے اس کے درمیان تبوک ایک مضبوط قلعہ تھا اور آج کل سعودی عرب میں مدینہ سے ٧٧٨ کیلومیٹر دور ایک فوجی شہر ہے_

١۴_ ہر اکیلوس بھی لکھا گیا ہے_

١۵_امتاع الاسماع ج ١ ص ۴٢۵_۴٢٦_طبقات ابن سعد ج ٢ ص ١٦۵_ سیرت حلبی ج ٣ ص ١٣١_سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١۵٩

۱۶_ سیرت حلبیه، مطبوعه بیروت ج ۳ ص ۱۳۳ _ سیرت ابن هشام ج ۴ ص ۱۷۳ _امتاع الاسماع ج ۱ ص ۳۸۰

۱۷_ سیرت ابن هشام ج ۴ ص ۱۵۹_

۱۸_﴿وَ منْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذنْ لِيْ وَلاَ تَفْتنّى اَلاَ فى الْفتْنَة سَقَطوُا وَ اَنَّ جَهَنَّمَ مُحيطَةٌ بالْكَافرين﴾_(سوره توبه آیت ۴۹)

۱۹ _﴿فرحَ الْمُخَلَّفُونَ بمَقْعَدهمْ خلاَفَ رَسُول الله وَ كَرهوُا اَنْ يُجَاهدوُا باَمْوالهمْ وَ اَنْفُسهمْ فى سبيل الله وَ قَالُوا لاَتَنْفرُوا فى الحَر قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حراً لَوْ كَانوُا يَفْقَهُون﴾_(توبه/۸۱)_

۲۰_﴿ وَ جَاءَ الْمُعَذّرُونَ منَ الْاَعْراب ليُؤْذَنَ لَهُمْ وَ قَعَدَ الَّذينَ كَذَّبُوا الله وَ رَسُولَهُ سَيُصيب الَّذين كَفَرُوا منْهُمْ عَذَابٌ اَليم﴾(توبه/۹۰)_

۲۱_ سیرت ابن هشام ج ۴ ص ۱۶۰_

۲۲_تفسیر مجمع البیان ج ۵ ص ۲۵۷_اسباب النزول واحدی ص ۱۷۲_

۲۳_﴿اَلَّذيْنَ يَلْمزُونَ الْمُطَّوعين منَ الْمُوْمنيْن فى الصَّدَقَات وَالَّذين لاَ يَجدُوْنَ الاَّ جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ منْهُمْ سَخرَ الله منْهُمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَليم﴾(توبه/۷۹)_

۲۴_ سیرت ابن هشام ج ۴ ص ۱۶۱_

۲۵_﴿وَ لاَ عَلَى الَّذين اذَا مَا اَتَوْكَ لتَحْملَهُمْ قُلْتَ لاَ اَجدُ مَا اَحْملُكُمْ عَلَيْه تَوَلَّوْا وَ اَعيُنهمْ تَفيضُ منَ الدَّمْع حُزْناً الاّ يَجدوُا مَا يُنْفقُون﴾(توبه/۹۲)

تیرھواں سبق

بے نظیر لشکر

منافقین کی واپسي

شخصیت پر حملہ

تپتا صحرا

حضرت ابوذر کا واقعہ

لشکر اسلام تبوک میں

دومۃ الجندل کے بادشاہ کی گرفتاري

پیغمبر اسلام ﷺ پر حملہ کی سازش

مسجد ضرار کو ویران کردو

اسلحہ فروخت نہ کرو

جنگ میں دعا کی تاثیر

غزوہ تبوک سے ماخوذ نتائج

سوالات

بے نظیر لشکر

منافقین کی رخنہ اندازی اورپروپیگنڈے ، راستہ کی دوری ، شدید گرمی ، خشک سالی ، دشمن کا بے شمار لشکر،ان میں سے کوئي چیزبھی مسلمانوں کو وسیع پیمانہ پر جنگ میں شرکت سے نہ روک سکي۔

تقریباً تیس ہزار افراد نے آمادگی کا اعلان کیا اور"ثنیۃ الوداع "کی لشکر گاہ میں خیمہ زن ہوگئے اس مسلح لشکر کے پاس دس ہزار گھوڑے اور بارہ ہزار اونٹ تھے ۔

رسول خدا ﷺ نے لشکر گاہ میں سپاہیوں کا معائنہ کیا ، پرچم ان کے حوالے فرمایا اور روانگی کے لئے آمادہ ہوگئے ۔ (۱)

منافقین کی واپسي

منافقین کے سربراہ عبداللہ ابن ابی نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ " ذباب "کے علاقہ میں ۔ثنیۃ الوداع میں جو لشکر گاہ تھی اس سے ذرا پیچھے ۔خیمے نصب کئے اور وہیں سے مدینہ لوٹ گئے اور کہا " محمد اس گرمی ، دوری ، اور سختی میں رومیوں سے لڑنے جارہے ہیں ، وہ سمجھتے ہیں کہ رومیوں کے ساتھ جنگ ایک کھیل ہے خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ کل ان کے اصحاب اسیر اور گرفتار ہوجائیں گے ۔ (۲)

منافقین چاہتے تھے کہ عین روانگی کے موقع پر نفسیاتی حربوں کے ذریعہ لشکر اسلام کے حوصلوں کو کمزور کردیا جائے_ لیکن ان کی یہ چال کارگر نہ ہوئي_ (۳)

شخصیت پر حملہ

رسول خدا ﷺ کی رکاب میں حضرت علی (ع) کو ہر جنگ میں شرکت کا افتخار حاصل تھا لیکن اس جنگ میں رسول خدا ﷺ کے حکم سے شریک نہیں ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق مدینہ کی دیکھ بھال کے لئے مدینہ میں ہی رک گئے_ رسول اللہ ﷺ منافقین کی سازشوںسے آگاہ تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شرک پر باقی رہ جانے والے اعراب کی مدد سے منافقین، شہر مدینہ پر مجاہدین سے خالی ہو جانے کی بنا پر حملہ کردیں اور کوئي ناگوار حادثہ پیش آجائے_ پریشان کن سیاسی حالات میں سازشوں کا مقابلہ کرنے کیلئے اسلام کے مرکز کی دیکھ بھال صرف علي(ع) کرسکتے ہیں_

رسول خدا ﷺ نے حضرت علی (ع) کو اپنی جگہ پر اس لئے بٹھایا تا کہ اطمینان سے جہاد کے لئے جا سکیں_ منافقین نے علي(ع) کو اپنی سازشوں میں رکاوٹ محسوس کیا تو ان کو میدان سے ہٹانے کے لئے ماحول بنانا، افواہیں پھیلانا اور در حقیقت ان کی شخصیت پر حملہ کرنا شروع کردیا_ انہوں نے یہ افواہ پھیلائي کہ "رسول خدا ﷺ، علی (ع) سے افسردہ خاطر ہوگئے تھے اس لیے آپ ﷺ نے ان سے بے اعتنائي کی اور اپنے ساتھ نہیں لے گئے" یہ باتیں علی (ع) کے کانوں تک پہنچیں تو آپ(ع) نے اسلحہ اٹھایا اور مدینہ سے تین میل دور مقام "جرف" میں رسول خدا ﷺ سے جا ملے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ منافقین کہتے ہیں کہ آپ ﷺ مجھ سے تنگ آگئے ہیں اس لئے مدینہ چھوڑے جارہے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

" وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں_ میں نے اپنے بعد تمہیں مدینہ میں حفاظت اورنگہبانی کے لئے چھوڑا ہے_اس وقت آپ ﷺ نے وہاں موجود بہت سارے اصحاب کے سامنے حضرت علی (ع) سے فرمایا_

" میرے بھائي مدینہ واپس جاؤ، مدینہ کے لئے میرے یا تمہارے علاوہ کوئي مناسب نہیں، تم ہی میرے خاندان ، مقام ہجرت (مدینہ) اور میری قوم کے درمیان میرے جانشین ہو ، کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تم میرے لیے ایسے ہی ہو جیسے موسي(ع) کے لئے ہارون(ع) مگر یہ کہ میرے بعد کوئي پیغمبر نہیں ہوگا"_

حضرت علی (ع) مدینہ لوٹ آئے اور رسول خدا ﷺ اپنے مقصد کے لئے روانہ ہوگئے_ [۴]

تپتا صحرا

سختیوں میں گھرے ہوئے لشکر "جیش العُسرَہ" کی کمان ۶۱ سالہ باہمت و جری رہبر یعنی رسول خدا ﷺ کے ہاتھ میں تھی _دشمن تک پہنچنے کے لئے سپاہیوں کو ۷۷۸ ، کیلومیٹر کے گرم ریگستان کو عبور کرنا تھا_ لشکر چل پڑا ، آفتاب آگ برسارہا تھا_ شدید گرمی کا خطرہ دشمن سے کم نہ تھا_ لیکن لشکر اسلام بھی استقامت و مقاومت کا پیکر تھا_ صرف چند منافقین تخریب کاری اور اذیت رسانی کے ارادے سے ساتھ ہوگئے تھے_ یہ لوگ راستہ میں خیانت آمیز حرکتیں اور زہریلے پروپیگنڈے کررہے تھے_ لشکر اسلام کا گزر اصحاب " حجر"[۵] کے علاقہ سے ہوا، اصحاب حجر کے ویران شہر میں ایک کنواں تھا سپاہیوں نے کنویں سے پانی کھینچا اور ظروف بھرلئے_ جس وقت یہ لوگ اترے اور سپاہی آرام کرنے لگے تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ نہ کنویں کا پانی پینا اور نہ آٹا گوندھنا اور اگر آٹا گوندھ لیا ہے تو اس کو نہ

کھانا بلکہ چوپایوں کو دیدینا "_

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ "آج رات کوئي لشکر گاہ سے باہر نہ نکلے" اس رات لشکر گاہ سے کوئي باہر نہیں گیا سوائے دو افراد کے اور ان کے ساتھ ناگوار حادثات پیش آئے_

صبح سویرے لشکر اسلام رسول خدا ﷺ کے پاس طلب آب کے لئے پہنچا آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائي، بارش ہوئي اور پانی گڑھوں میں بھر گیا_ جان بازوں نے بارش کے پانی سے مشکیں بھر لیں_ ایک منافق نے کہا " ایک گذرتا ہوا بادل تھا جو اتفاقاً برس گیا_[۶] ایک جگہ رسول خدا ﷺ کا اونٹ گم ہوگیا کچھ لوگ ڈھونڈھنے کے لئے نکلے منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہ کیسے پیغمبر اسلام ﷺ ہیں جو آسمانوں کی خبر دیتے ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ ان کا اونٹ کہاں ہے_ یہ باتیں پیغمبر اسلام ﷺ تک پہنچائي گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا" خدا جو بتادیتا ہے میں غیب کی وہی باتیں جانتا ہوں " اسی وقت جبرئيل نازل ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو اونٹ کی جگہ سے باخبر کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرا اونٹ فلان وادی میں ہے اور اس کی مہار فلاں درخت میں الجھ گئي ہے جاؤ اس کو پکڑ لاؤ"_[۷]

حضرت ابوذر کا واقعہ

چلتے چلتے راستہ مینحضرت ابوذر کا اونٹ بیٹھ گیا انہوں نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح قافلہ تک پہنچ جائیں_ لیکن کامیاب نہ ہو سکے_ چنانچہ اونٹ سے اتر پڑے_ سامان پیٹھ پر لادا اور پیدل ہی چل پڑے_ آفتاب شدت کی گرمی بر سا رہا تھا_ ابوذر پیاس سے نڈھال چلے جارہے تھے_ اپنے آپ کو بھلا چکے تھے اور صرف لشکر رسول خدا ﷺ تک پہنچنے کے علاوہ کوئي مقصد نہ تھا_ پیاس سے تپتے ہوئے جگر کے ساتھ پیدل، پستیوں اور بلندیوں کو پیچھے

چھوڑتے ہوئے چلے جارہے تھے_ کہ دور سے آپ کی نگاہیں لشکر اسلام پر پڑیں، آپ نے اپنی رفتار بڑھادی اس طرف ایک سپاہی کی نظر ایک سیاہی پر پڑی اس نے رسول خدا ﷺ سے عرض کی کہ "کوئي شخص ہماری طرف آرہا ہے"_ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اچھی بات ہے وہ ابوذر ہونگے "آنے والی سیاہی اور قریب ہو گئي ایک شخص نے چلاّ کر کہا "وہ ابوذر ہیں" خدا کی قسم وہی ہیں" آنحضرت نے فرمایا:

خدا ابوذر پر رحمت نازل کرے وہ اکیلے راستہ طے کرتے ہیں، تنہا مریں گے اور تنہا اٹھائے جائیں گے_ (۸)

لشکر اسلام تبوک میں

لشکر اسلام نے اپنا سفر جاری رکھا اور تبوک پہنچ گیا_ لیکن رومیوں کو اپنے سامنے نہیں پایا اس لئے کہ رومی، لشکر اسلام کی کثرت سے واقف ہو چکے تھے اور لشکر اسلام کی شجاعت اور بلند حوصلوں کی اطلاع ان کو پہلے سے تھی_ (۹) اس بنا پر انہوں نے جان بچانے ہی میں عافیت سمجھی اور شمال کی طرف عقب نشینی اختیار کرلی_ (۱۰)

تبوک میں لشکر اسلام نے اپنا پڑاؤ ڈال دیا_ رسول خدا ﷺ نے لشکر کے سامنے تقریر کی_ (۱۱) مسلمان بیس دن تک تبوک میں رہے_ (۱۲) رسول اللہ ﷺ نے وہاں چند گروہوں کو اپنے زیر اثر قبیلوں سے عہد و پیمان باندھنے کے لئے مختلف سرحدی علاقوں میں روانہ فرمایا، سرحدی علاقوں میں بسنے والے قبیلوں سے عہد و پیمان کے بعد جزیرۃ العرب کی سرحدیں محفوظ ہو گئیں_

دومة الجندل کے بادشاہ کی گرفتاري

رسول خدا ﷺ نے سواروں کے ایک دستہ کو خالدبن ولید کی سربراہی میں دومة الجندل روانہ کیا۔ خالد اور اس کے سپاہیوں نے وہاں کے بادشاہ اُکیدر اور اس کے بھائي حسان پر جب وہ ایک وحشی گائے کا پیچھا کررہے تھے غفلت کے عالم میں حملہ کردیا۔ حسان ماراگیا اور اُکیدر گرفتار ہوگیا۔ خالد نے اُکیدر کو گرفتار کرنے کے بعد دُومۃ الجندل کو فتح کیا اور مال غنیمت کے ساتھ واپس پلٹا۔ اُکیدر کو پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ رسولخدا ﷺ نے اس سے صلح کا معاہدہ کیا اور جزیہ ادا کرنا ضروری قرار دے کر آزاد فرما دیا۔ (۱۳)

تبوک میں شہر اَیَلہ، جہاں عیسائي آباد تھے، کے رئیس یوحَنّا ابن رُؤبَہ نے دومة الجندل کے واقعات سننے کے بعد پیش قدمی کی اور پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں آکر اپنے آپ کو اور اپنے قبیلہ کو اسلام کی حمایت کے سایہ میں پہنچا دیا۔ وہاں یہ طے پایا کہ اہل اَیلہ سالانہ تین سو طلائي دینا ربعنوان جزیہ ادا کرینگے۔ (۱۴)

پیغمبر اسلام ﷺ پر حملہ کی سازش

مقام تبوک میں بیس دن قیام کے بعد، لشکر اسلام نے رسول خدا ﷺ کے حکم کے بموجب واپسی کا ارادہ کیا۔ منافقین نے دیکھا جنگ یا لشکر اسلام کے قتل اور زخمی ہونے کی نوبت ہی نہیں آئي تو انہوں نے رسول خدا ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا کہ واپسی کے دوران گھاٹی میں چھپ جائیں اور آنحضرت ﷺ کے اونٹ کو بھڑکا دیں تاکہ آپ ﷺ اونٹ سے گر کر درّوں میں لڑھک کر ختم ہو جائیں۔

جب آنحضرت ﷺ اس گھاٹی پر پہنچے تو خدا نے آپ ﷺ کو منافقین کے ارادوں سے آگاہ

کردیا_ آنحضرت ﷺ نے اصحاب سے فرمایا کہ وہ لوگ درّہ کے نیچے سے گزریں اورآنحضرت ﷺ خودگھاٹی کے اوپر روانہ ہوئے _ عمار یاسر سے فرمایا کہ اونٹ کی مہار کھینچتے ہوئے لے چلیں اور حذیفہ بن یمان سے فرمایا کہ اونٹ کو پیچھے سے ہانکتے رہیں_ جب آنحضرت ﷺ گھاٹی کے اوپرپہنچے تو منافقین نے چاہا کہ حملہ شروع کریں رسول خدا ﷺ نے غصّہ کے عالم میں حذیفہ کو حکم دیا کہ ان کو بھگادو جب حذیفہ نے ان پر حملہ کیا تو منافقین رسوائی کے ڈرسے فوراً ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور شب کی تاریکی میں لشکر سے جاملے_ دوسرے دن صبح اُسید ابن حضیر نے پیغمبر اسلام ﷺ سے ان لوگوں کو قتل کرڈالنے کی اجازت مانگی لیکن رسول خدا ﷺ نے اجازت نہیں دی_ (۱۵)

مسجد ضرار کو ویران کردو

رسول خدا ﷺ تبوک سے واپسی پر جب منزل ذی آوان پرپہنچے تو آپ ﷺ وحی اور مندرجہ ذیل آیات کے نزول کے ذریعہ مسجد ضرار کے بانیوں کے منصوبہ سے باخبر ہوگئے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے_

"جن لوگوں نے ضرر پہنچانے ،کفر اختیار کرنے ، مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور ان لوگوں کے لئے مرکز بنانے کے لئے جو اس سے پہلے خدا اور رسول ﷺ سے جنگ کرتے تھے_ مسجد بنائی ہے_ البتہ یہ لوگ قسم کھاتے ہیں کہ سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں چاہتے اور خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں آپ ﷺ ہرگز اس مسجد میں نماز کے لئے نہ کھڑے ہوں_ وہ مسجد جو پہلے ہی دن سے اساس تقوی پر بنی ہے زیادہ بہتر ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس مسجد میں وہ لوگ ہیں جو خود کو پاک و پاکیزہ رکھنے کو دوست رکھتے ہیں

اور خدا بھی مطہرین کو دوست رکھتا ہے"_ (۱۶)

ان آیات کے نزول کے بعد آنحضرت ﷺ نے چند مسلمانوں کو حکم دیا کہ " جاؤ اور اس مسجد کو کہ جس کو ستم گروں نے بنایاہے ، ویران کردو اور جلاڈالو "رسول خدا ﷺ کے حکم پر فوراً عمل ہوا اور مسجد کی چھت کو جو کھجور کی لکڑی سے بنائی گئي تھی آگ لگادی گئي ، منافقین بھاگ کھڑے ہوئے اور آگ بجھنے کے بعد مسجد کی دیواروں کو ملیا میٹ کردیا گیا_ (۱۷)

اسلحہ فروخت نہ کرو

تبوک کے واقعہ کے بعد بہت سے جانبازوں نے یہ سمجھ کر کہ جہاد کا کام اب تمام ہوگیا اپنے اسلحہ کو بیچنا شروع کردیا_ دولت مند اسلحہ خریدنے لگے تاکہ اپنی قوت میں اضافہ کریں جب یہ خبر پیغمبر اسلام ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے اس کام سے منع کیا اور فرمایا: "ہماری امت سے کچھ لوگ اسی طرح اپنے دین کا دفاع کرتے رہیں گے_یہاں تک کہ دجال ظہور کرے"_ (۱۸)

جنگ میں دعا کی تاثیر

تبوک کے واقعہ کے بعد رسول خدا ﷺ نے خدواند عالم کی بارگاہ میں شکر ادا کیا اور فرمایا

" خدایا اس سفر میں جو اجر ملا اور جو کچھ پیش آیا ہم اس پر تیری بارگاہ میں شکریہ ادا کرتے ہیں اس اجر و پاداش میں وہ لوگ بھی ہمارے شریک ہیں جو عذر شرعی کی وجہ سے یہاں رک گئے تھے" حضرت عائشےہ نے کہا " اے اللہ کے رسول ﷺ آپ لوگوں کو سفر کی تکلیفیں

اور سختیاں جھیلنا پڑیں ایسے میں جو لوگ گھروں میں رہ گئے کیا وہ بھی آپ کے ساتھ شریک ہیں ؟" رسول خدا ﷺ نے فرمایا " ہم نے جہاں کہیں بھی سفر کیا ، جہاں کہیںبھی خیمہ زن ہوئے ، جو لوگ مدینہ میں رہ گئے تھے وہ ہمارے ساتھ تھے _ لیکن چونکہ یہ لوگ بیمارتھے اس لئے عملی طورپر ہمارے ساتھ نہ آسکے ، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے _ ان کی دعا ہمارے ہتھیاروں سے زیادہ دشمن پر انداز ہوئی _ (۱۹)

غزوہ تبوک سے ماخوذ نتائج

۱_ غزوہ تبوک موجب بنا کہ تاریخ اسلام میں پہلی بار مسلمانوں، میں سے ہر وہ شخص جو اسلحہ اٹھانے پر قادر تھا ، میدان میں آجائے (۲۰) اس طرح کہ مومنین میں سے کسی نے بھی اس حکم کو ماننے سے انکار نہیں کیا مگر تین آدمیوں نے کہ جنکی توبہ خدا نے بعد میں قبول کرلی در حقیقت اس لشکر کشی نے مسلمانوں کی جنگی صلاحیتوں کو آشکار کیا _

۲_ تبوک کی جنگی مشق ، لشکر اسلام کے مضبوط ارادے اور جسمانی و روحانی طاقت کا مظاہرہ تھی اس لئے کہ نہایت نظم و نسق کے ساتھ ، اس دور کے ابتدائي وسائل کے ذریعہ انتہائی دشوار گزار اور طولانی راستہ طے کرنا ، لشکر اسلام کے حوصلوں کی بلندی اور تجربہ کاری کا ثبوت ہے _

۳_ غزوہ تبوک ، اعراب کی نظر میں مسلمانوں کی عسکری و معنوی عظمت بڑھانے کا موجب بنا_ وہ اعراب جوابھی شرک پر باقی تھے اس حقیقت کو سمجھ گئے کہ جو لشکر نہایت سختی برداشت کرکے رومیوں سے لڑنے کے لئے سینکڑوں میل کی مسافت طے کرسکتا ہے تو وہ بڑی آسانی سے مشرکین عرب کا بھی مقابلہ کر سکتا ہے اور اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ تبوک

کے واقعہ کے بعد جزیرۃ العرب کے مختلف قبائل کی طرف سے مدینہ میں وفود آنا شروع ہوگئے تاکہ اپنے قبیلہ کے مسلمان ہو جانے کا اعلان کریں اسی وجہ سے ہجرت کے نویں سال کو"وفود کا سال" کہا جاتا ہے_

۴_ جزیرۃ العرب کی سرحدوں کا سرحدی قبائل سے معاہدہ کے بعد محفوظ ہو جانا _

۵_ منافقین کے مکروہ کردار کا پردہ فاش ہو جانا_ جو اس واقعہ میں بے حد رسوا ہوئے_

٦_ غزوہ تبوک اس بات کا سبب بنا کہ مسلمان ،رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد بڑی آسانی سے شام اور روم کے مختلف علاقوں کو آزاد کرالیں_

سوالات

۱_ روم کی بڑی طاقت کے استکباری لشکر سے لڑنے کے لئے کتنے مسلمان تیار ہوئے ؟

۲_ رسول خدا ﷺ نے راستہ میں حضرت ابوذر کے بارے میں کیا فرمایا؟

۳_ مدینہ سے تبوک کا فاصلہ کتنے کلو میٹر ہے اور رسول خدا ﷺ کی عمر مبارک اس سال کتنی تھی ؟

۴_ منافقین نے یہ کیوں چاہا کہ علی (ع) مدینہ میں نہ رہیں؟

۵_ منافقین نے کن مقاصد کیلئے مسجد ضرار کو تعمیر کیا تھا؟

۶_ کونسی آیات مسجد ضرار کے بارے میں نازل ہوئیں پیغمبر اسلام ﷺ نے اس مسجد کے بارے میں کیا فرمان جاری کیا؟

۷_ غزوہ تبوک کے کیا نتائج رہے؟

۸_ پیغمبر اسلام ﷺ کو ختم کردینے کی سازش والا واقعہ کیا تھا؟

حوالہ جات

١_ مغازی واقدی ج ٣ ص ٩٩٦_١٠٠٢_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٦٢_

٢_مغازی واقدی ج ٣ ص ٩٩٥_

٣_امتاع الاستماع ج ١ ص ۴٥٠_

۴_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٦٣_ارشاد شیخ مفید ص ٨٣_امتاع الاسماع مقریری ج ١ ص ۴٥٠_ انساب الاشراف ج ١ ص ٩۴_٩٦_ صحیح بخاری ج ٥ (کتاب المغازی باب تبوک) ص ١٢٩_ صحیح مسلم ج ٢ص ٣٦٠_مسند احمد ابن حنبل ج ٣ ص ٥٠ _مستدرک حاکم ج ٣ ص ١٠٩_ سنن ابن ماجہ ج ١ ص ۴٢_ الاستیعاب ج ٣ ص ٣۴ ، ٣٥ بر حاشیہ الاصابہ_

٥_"اصحاب حجر" قوم ثمود کے معذب افراد تھے جنہوں نے ناقہ صالح کوپئے کردیا تھا اور خدا نے ان کو ان کے گناہ کے جرم میں سخت عذاب میں مبتلا کیا_ ان کا ویران شہر مدینہ اور دمشق کے درمیان واقع ہے_چونکہ ان لوگوں نے پہاڑ کے دامن میں اپنے گھر بنائے تھے اس لئے اصحاب حجر کے نام سے پکارے گئے_یہ علاقہ مدینہ منورہ سے ٣۴٣ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے_

٦_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٦۴_١٦٦_ امتاع الاسماع ج ١ ص ۴٥٦_

٧_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٦٦_ امتاع الاسماع ج ١ ص ۴٥٦_

٨_رَحمَ اللّہُ اَبَاذَر یمْشی وَحْدَہ وَ یمُوت وَحدہ وَ یبْعَث وَحْدَہ_"رسول خدا ﷺ کی یہ غیبی پیش گوئي پوری ہو کر رہی کئي برس بعد جب عثمان نے ابوذر کو جلا وطن کیا تو وہاں آپ نے فقر ورنج کی بناء پر تنہائي اور غربت کے عالم میں دم توڑا_ عبداللہ ابن مسعود نے رسول خدا ﷺ سے یہ بات خود سنی تھی آپ ان کے جنازہ پرپہنچے دوستوں کے ساتھ انکے دفن میں شرکت کی پھر وہیں آپ نے رسول خدا ﷺ کی اس بات کو یاد کیا اور رو ئے_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٦٧_

۹_ رومیوں نے جنگ موتہ میں لشکر اسلام کے بلند حوصلوں کو دیکھا تھا اور سپاہ اسلام کی فتوحات پر مشتمل خبریں سننے کے بعد انہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ مسلمانوں سے روبرو ہوکر مقابلہ کی ان میں طاقت نہیں ہے_

۱۰_ پیامبر و آئین نبرد جنرل مصطفی طلاس ص ۳۸۳_

۱۱_ پیغمبر اسلام ﷺ کی تقریر کا متن مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ پر موجود ہے_

۱۲_ ابن اسحاق کے قول کے مطابق ۱۰ سے ۱۵ دن تک_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۱۴۰_

۱۳_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۱۶۹_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۲۵_

۱۴_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۱۶۹_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۳۲_

۱۵_ سیرت حلبی ج ۳ ص ۱۴۳_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۴۳_

۱۶_﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِداً ضِرَاراً وَ كُفْراً وَ تَفْرِيقاً بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ارْصَاداً لِمَنْ حَارَبَ اللهَ وَ رَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَيَحْلِفُنَّ انْ اَرَدْنَا الاَّ الْحُسْنى وَاللهُ يَشْهَدُ اَنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ لاَ تَقُمْ فِيهِ اَبَداً لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ: اَحَقُّ اَنْ تَقُومَ فِيهِ ، فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَتَطَهَّرُوا وَ اللهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾_ (توبہ/ ۱۰۶ و ۱۰۷)_

۱۷_ سیرت حلبی ج ۳ ص ۱۴۳_ سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۱۷۳_ مغاز واقدی ج ۳ ص ۱۰۴۶_ امتاع الاسماع ج ۱ ص ۴۸۰_ تفسیر التاویل و حقائق التنزیل نسخہ خطي، واقعہ مسجد ضرار از ص ۳۴۳ تا ۳۴۵_

۱۸_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۵۶،۱۰۵۷_

۱۹_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۰۵۶_ ۱۰۵۷_

۲۰_ عبداللہ بن ابیّ اور دیگر ۸۳ منافقین کے علاوہ_

چودھواں سبق

منافقین کے سربراہ کی موت

مدینہ میں مختلف قبائل کے نمائندہ وفود کی آمد

وہ دین جس میں نماز نہیں اس کا کوئي فائدہ نہیں

ابراہیم کا سوگ

خرافات سے جنگ

مشرکین سے بیزاري

حضرت علی (ع) اہم مشن پر

مباہلہ

حضرت علی (ع) کی یمن میں ماموریت

سوالات

منافقین کے سربراہ کی موت

واقعہ تبوک کے بعد مسلمانوں کی کامیابیوں میں سے ایک کامیابی منافقین کے فتنہ پرور سربراہ عبداللہ ابن ابی کی موت ہے وہ تھوڑے عرصہ تک بیمار رہ کر مرگیا اور اس طرح تحریک اسلامی کے ایک سخت ترین داخلی دشمن کا شر برطرف ہوگیا_[۱]

مدینہ میں مختلف قبائل کے نمائندہ وفود کی آمد

فتح مکہ اور تبوک پر لشکر کشی کے بعد، ہر طرف سے مختلف قبائل کی نمائندگی کرنے والے وفود مدینہ میں آئے_چنانچہ اسی لئے سنہ ۹ ھ کو" عام الوفود" (وفود کا سال) کہا جاتا ہے_ اعراب اس بات کے منتظر تھے کہ اسلام اور قبیلہ قریش کی باہمی چپقلش کا کیا نتیجہ نکلتا ہے ؟ اس لئے کہ قریش عرب کے پیشوا اور خانہ کعبہ کے متولی تھے_جب مکہ فتح ہوگیا اور قریش مغلوب ہوگئے تو دوسرے عرب قبائل یہ سمجھ گئے کہ ان میں اسلام سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے_غزوہ تبوک سے یہ حقیقت اور زیادہ روشن ہوگئي تھی_ لہذا ناچار گروہ درگروہ دین خدا میں داخل ہونے لگے_

وہ دین جس میں نماز نہیں اس کا کوئي فائدہ نہیں

عرب کے سخت ترین قبیلہ ، ثقیف کی جانب سے چھ سر کردہ افراد پر مشتمل ایک وفد اسلام قبول کرنے کے بارے میں مذاکرہ کرنے کے لئے مدینہ آیا اور مغیرہ ابن شعبة ثقفی کے گھر ٹھہرا ، پذیرائي کا سامان رسول اللہ ﷺ کے گھر سے مغیرہ کے گھر بھیجا گیا انہوں نے اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں کچھ تجویزیں رکھیں منجملہ ان کے ایک یہ تھی کہ "لات" کے بتخانہ کو تین سال تک ویران نہ کریں_ دوسرے یہ کہ ان سے نماز معاف ہوجائے ، جب رسول خدا ﷺ نے ان کی تجویزوں کو قبول نہیں کیا تو وہ ترک نماز پر اصرار کرنے لگے_ آنحضرت(ع) نے فرمایا "جس دین میں نماز نہیں اس کا کوئي فائدہ نہیں"_ آخر کار انہوں نے اسلام قبول کیا اور نماز پڑھنے اور شرعی احکام پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے_ (۲)

ابراہیم کا سوگ

پیغمبر اسلام ﷺ کی بیوی ماریہ قبطیہ (۳) سے ایک بیٹا پیدا ہوا_ ولادت کی صبح پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے اصحاب کو یہ خوش خبری سنائي کہ کل رات خدا نے مجھے بیٹا عطا کیا ہے جس کا نام میں نے اپنے جد ا، براہیم (ع) کے نام پر ابراہیم (ع) ہی رکھا ہے_ ولادت کے ساتویں دن آپ(ع) نے عقیقہ میں ایک گوسفند ذبح کیا اور مولود کے سر کے بال تراش کر اس کے برابر چاندی مسکینوں میں صدقہ کے طور پر تقسیم کي_ پیغمبر اسلام ﷺ کی دوسری بیویوں نے جب یہ دیکھا کہ ماریہ کے ذریعہ پیغمبر اسلام ﷺ صاحب اولاد ہوگئے ہیں تو ان کو ماریہ پر رشک ہوا_ (۴)

۱۸/ مہینہ کے بعد پیغمبر اسلام ﷺ کا اکلوتا بیٹا بیمار پڑا اور انتقال کرگیا_ پیغمبر اسلام ﷺ اس کے انتقال سے غم و اندوہ مینمبتلا ہوئے_

خرافات سے جنگ

جس دن ابراہیم کا انتقال ہوا اس دن آفتاب کو گہن لگا_ لوگوںنے یہ سوچا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے بیٹے کے غم میں آفتاب کو گہن لگا ہے_پیغمبر اسلام ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ لوگ خرافات کی طرف مائل ہوں اس لئے آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا " آفتاب و ماہتاب قدرت کی نشانی ہیں وہ سنت الہی کے مطابق خاص راستے پر گردش کرتے ہیں اور انہیں ہرگز کسی کی ولادت یا موت پر گہن نہیں لگتا، سورج گہن کے موقع پر تمہارا فریضہ یہ ہے کہ تم نماز پڑھو_[۵]

مشرکین سے بیزاري

۱۰/ذی الحجہ ۹ ھ بمطابق ۲۲ مارچ ۶۳۱ ئ

حج کا زمانہ آگیا_ ابھی تک مشرکین حج کے مراسم میں گذشتہ لوگوں کے طریقہ کے مطابق شرکت کرتے تھے_اس سال مشرکین سے بیزاری (سورہ برائت)[۶] والی آیتیں نازل ہوئیں رسول خدا ﷺ نے ابتدا میں ابوبکر کو امیر الحاج کے عنوان سے مکہ روانہ کیا اور حکم دیا کہ ان آیات کو لوگوں کے مجمع میں پڑھیں_ابوبکر اور دیگر مسلمان حج کے لئے مکہ کی طرف جادہ پیما ہوئے_

حضرت علی (ع) اہم مشن پر

ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ جبرئیل نازل ہوئے اور خدا کی طرف سے پیغام لے کر آئے کہ " مشرکین سے بیزاری والے پیغام کو یا آپ خود پہنچائیں یا وہ شخص پہنچائے جو

آپ ﷺ کے اہل بیت (ع) سے ہو" رسول خدا ﷺ نے اپنی اونٹنی "'ناقہ عضبائ" کو علی (ع) کے حوالہ کیا اور فرمایا ابوبکر سے جا کر وہ آیتیں لے لو جو مشرکین سے بیزاری و برائت کے سلسلہ میں نازل ہوئي ہیں اور زائرین خانہ خدا کے مجمع میں خود پڑھو_ بروایت شیخ مفید، ابوبکر نے آیات کو علی (ع) کے حوالہ کیا اور مدینہ لوٹ آئے_[۷] اور پیغمبر اسلام ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر کہا " کیا میرے بارے میں وحی نازل ہوئي ہے ؟" رسول خدا ﷺ نے نہایت اطمینان سے فرمایا" جبرئیل (ع) تشریف لائے اور خدا کا پیغام پہنچایا کہ اس کام کو میرے یا میرے اہل بیت کے فرد کے علاوہ کوئي دوسرا انجام نہیں دے سکتا_[۸]

حضرت علی (ع) حج کے دوران مجمع کے درمیان کھڑے ہوئے اور رسول خدا ﷺ کے فرمان کے مطابق اعلان کیا کہ " اے لوگو کوئي کافر بہشت میں نہیں جائے گا اور اس سال کے بعد کسی مشرک کو حج نہیں کرنے دیا جائے گا اور نہ ہی کعبہ کا برہنہ طواف کرنے کی اجازت ہوگی_ جس کی رسول خدا ﷺ سے کوئي قرار داد یا معاہدہ ہے تو وہ معاہدہ اپنی مدت تک باقی ہے اور دوسروں کو بھی آج سے چار مہینے کی مہلت ہے کہ ہر گروہ اپنے مسکن اور اپنی سرزمین کو پلٹ جائے_ چار مہینے کے بعد کسی بھی مشرک کے لئے کوئي عہد و پیمان نہیں رہ جائے گا مگر ان لوگوں کے لئے جنہوں نے خدا اور اس کے رسول ﷺ سے ایک مدت تک کے لئے عہد و پیمان کیا ہے_ اس سال کے بعد مشرکین نہ حج بجالائیں گے اور نہ کعبہ کے گرد برہنہ طواف کریں گے_[۹]

مباہلہ

رسول خدا ﷺ نے دنیا کے سر کردہ افراد کو خط لکھنے کے بعد ایک خط اسقف "نجران" (مکہ کے جنوب مشرق میں ۹۱۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ایک شہر ہے) کو لکھا اور اس دیار کے عیسائیوں کو اسلام کی دعوت دی_

خط میں کہا گیا تھا کہ اگر اسلام قبول نہیں کرتے تو جزیہ دو تا کہ تمہیں اسلامی حکومت کی حمایت حاصل ہوجائے یا پھر جنگ کے لئے تیار ہوجاؤ_ اسقف نے حضرت عیسی (ع) کے بعد ایک پیغمبر اسلام ﷺ کے ظہور کی بشارت آسمانی کتابوں میں پڑھ رکھی تھی اس لئے اس نے اپنے نمائندوں کو مدینہ بھیجنے کا ارادہ کیا_ عیسائیوں کا ایک عالی مرتبہ وفد مذاکرہ اور اسلام کے مسائل کے بارے میں تحقیق کے لئے مدینہ پہنچا اوریہاں پہنچنے کے بعد انہوں نے مکمل آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی مراسم مسجد مدینہ میں انجام دیئے_ اس کے بعد حضرت عیسی (ع) کے بارے میں ایک تفصیلی بحث شروع ہوئي_ رسول خدا ﷺ نے حضرت عیسی (ع) کے بارے میں فرمایا" وہ خدا کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں جن کو خدا نے مریم کے رحم میں رکھا_ (۱۰)

عیسائي نمائندے کہہ رہے تھے کہ " عیسی (ع) خدا کے بیٹے ہیں اس لئے کہ مریم نے بغیر کسی مرد کی قربت کے ان کو جنا ہے_ جواب میں آیت نازل ہوئي اور رسول خدا ﷺ نے اس کو پیش کیا کہ عیسی (ع) کی خلقت آدم (ع) کی تخلیق کی طرح ہے خدا نے ان کو خاک سے پیدا کیا_ (۱۱) یعنی اگر باپ کا نہ ہونا خدا کا بیٹا ہونے کی دلیل ہے تو آدم کا نہ باپ تھا اور نہ ماں لہذا وہ خدا کا بیٹا ہونے کے زیادہ سزاوار ہیں_

مذاکرات اور بحثیں جاری رہیں، عیسائي مذہبی نمائندے پیغمبر اسلام ﷺ کی منطق کے سامنے خاموش ہوگئے، لیکن ان کا بے جا تعصب حقیقت و ایمان کو ماننے سے رکاوٹ بنا رہا_

فرشتہ وحی نازل ہوا اور پیغمبر اسلام ﷺ کو حکم ملا کہ ان لوگوں کو مباہلہ کے لئے بلائیں۔

یعنی دونوں گروہ صحرا میں جائیں اور ایک معین وقت پر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور جھوٹے پر لعنت بھیجیں۔(۱۲)

مباہلہ کے بارے میں علامہ طباطبائي مرحوم فرماتے ہیں کہ "مباہلہ"، اسلام کے زندہ معجزات میں سے ہے، ہر با ایمان شخص اسلام کے پہلے پیشوا کی پیروی میں حقائق اسلام میں سے کسی حقیقت کے اثبات کے لئے مخالف سے مباہلہ کر سکتا ہے اور خداوند عالم سے درخواست کر سکتا ہے کہ مخالف کو کیفر کردار تک پہنچائے اور شکست دے "(۱۳)

مباہلہ کا وقت قریب آیا رسول خدا ﷺ نے مسلمانوں اور اپنے وابستگان کے درمیان سے صرف چار افراد کا انتخاب کیا جو اس تاریخی واقعہ میں شریک ہوئے اور وہ ہیں حضرت علی (ع) پیغمبر اسلام ﷺ کی باعظمت بیٹی فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اور حسن و حسین (ع) اس لئے کہ تمام مسلمانوں کے درمیان ان چار افراد سے زیادہ پاکیزہ اور با ایمان انسان موجود نہ تھے۔

رسول خدا ﷺ نے اپنے ساتھ جانے والوں سے کہا کہ جب ہم وہاں پہنچیں تو ہماری دعا پر آمین کہنا۔

پھر بے مثال معنوی شان و شوکت کے ساتھ، آنحضرت ﷺ حسین(ع) کو گود میں لئے حسن (ع) کا ہاتھ پکڑے اور فاطمہ (ع) و علی (ع) ان کے پیچھے اس مقام کی طرف چلے جہاں مباہلہ ہونا قرار پایا تھا۔ جب عیسائیوں کی منتظر نگاہیں رسول خدا ﷺ اور ان کے ساتھ آنے والے نورانی اور ملکوتی چہروں پر پڑیں تو اسقف اعظم نے کہا۔ "میں ایسے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ شخصیات بارگاہ الٰہی میں دعا کریں تو بیابان دیکھتے دیکھتے جہنم میں بدل جائے اور عذاب کی چادر سرزمین نجران کو اپنے دامن میں لپیٹ لے۔ اس بات کا خطرہ ہے کہ تمام عیسائي ختم

ہو جائیں"[۱۴]

آخر کا وہ جزیہ دینے پر تیار ہوگئے اور طے پایا کہ ہر سال دو ہزار حلے اور تیس آہنی زرہیں بطور جزیہ دیا کریں گے_[۱۵]

حضرت علی (ع) کی یمن میں ماموریت

جب یمن کے فرماں روا اور کچھ لوگ اسلام کے گرویدہ ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک دانش مند صحابی معاذ بن جبل کو قرآن کی تعلیم اور تبلیغ اسلام کے لئے اس علاقہ میں بھیجا_ وہ کچھ دنوں کے بعد لوٹ آئے_ پھر چند دنوں کے بعد پیغمبر اسلام ﷺ نے خالد ابن ولید کو روانہ کیا_ خالد اپنی خشونت اور سلوک کی بنا پر لوگوں کے دلوں میں ایمان کی لو نہ بڑھا سکے_

اس وجہ سے رسول خدا ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ یمن جا کر اس علاقہ کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں ،احکام دین سکھائیں اور واپسی پر نجران کے لوگوں سے جزیہ وصول کرتے ہوئے آئیں_

رسول خدا ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت علی علیہ السلام چند مسلمانوں کے ساتھ یمن کی طرف روانہ ہو گئے_ وہاں آپ (ع) نے حیرت انگیز فیصلوں اور پر زور تقریروں سے شیفتگان حق کو اسلام کی طرف مائل کیا_ قبیلہ ہمدان کے درمیان آپ کی صرف ایک تقریر اور رسول خدا ﷺ کے خط کے پڑھنے سے اس قبیلہ کے لئے وہ مثل ثابت ہو گئي کہ "دل سے جو بات نکلتی ہے اثر کرتی ہے" اور اس طرح ایک دن سے بھی کم مدت میں یہ عظیم قبیلہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا_[۱۶] قبیلہ ہمدان کے مسلمان ہو جانے سے پورے یمن میں اسلام کی اشاعت پر بہت اچھا اثر پڑا_

سوالات

١_ مشرکین سے بیزاری والی آیات کو کس نے لوگوں کے سامنے پڑھا؟

٢_ مباہلہ کیا ہے؟

٣_ مباہلہ میں شرکت کے لئے رسول خدا ﷺ نے علی (ع)، فاطمہ (ع)، اور حسن (ع) و حسین (ع) ہی کو کیوں منتخب فرمایا؟

۴_ نجران کے عیسائیوں نے آخر میں کیا کیا؟

۵_ حضرت علي(ع) نے یمن میں اپنی ذمہ داری کو کیسے ادا کیا؟

حوالہ جات

١_مغازی واقدی ج ٣ ص ١٠٥٧_

٢_مغازی واقدی ج ٣ ص ٩٦٥_سیرت النبویہ ابن کثیر ج ۴ ص ٥٦_

٣_ماریہ قبطیہ ایک کنیز تھیں جنکو "مقوقس" بادشاہ مصر نے پیغمبر اسلام ﷺ کو ہدیہ دیا تھا اور آپ ﷺ نے ان سے نکاح کرلیا تھا_

۴_طبقات ابن سعد ج ١ ص ١٣۴، ١٣٥_

٥_فروغ ابدیت ج ٢ ص ٨٠٣_محاسن ص ٣١٣_سیرت حلبی ج ٣ ص ٣١٠_٣١١_

٦_سورہ توبہ کی آیت ١ سے ٥ تک_البتہ بعض افراد بعد کی آیات کو بھی اس کا جزء سمجھتے ہیں_

٧_چونکہ اہل سنت نے انکے پلٹ آنے کو اہانت سمجھا اس لئے انکی کتابوں میں یہ نقل بہت عام ہے کہ ابوبکر اپنی امارت پر باقی رہے اور مکہ چلے گئے لیکن علی (ع) نے آیات برائت کو مشرکین کے سامنے پڑھا_ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر ج ٢ ص ٣٣٣_مسند احمد بن حنبل ج ٢ ص ٣٣٢_مجمع الزوائد ج ٧ ص ٢٩_الدر المنثور ج ٣ ص ٢٠٩_لیکن نسائي و طبری لکھتے ہیں کہ ابوبکر پریشانی کے ساتھ مدینہ پلٹے_رجوع کریں خصائص ص ٢٠ تفسیر طبری ج ١٠ ص ٣٦_

٨_بحار الانوار ج ٢١ ص ٢٧٥_

٩_سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ١٩٠_امتاع الاسماع ج ١ ص ۴٩٨_مجمع البیان ج ٥ ص ٣_تفسیر تبیان ج ٥ ص ١٩٨_

١٠_﴿انَّمَا الْمَسيْحُ عيْسَى بْنَ مَرْيَمَ رَسُولُ الله وَ كَلمَتُهُ اَلْقى ها مَرْيَمَ وَ رُوحٌ منْهُ﴾ (نسائ/١٧١)_

١١_﴿انَّ مَثَلَ عيسَى عنْدَ الله كَمَثَل آدَمَ خَلَقَهُ منْ تُرَاب: ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُون﴾(آل عمران/٥٩)_

١٢_﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَائَنَا وَ اَبْنَائَكُمْ وَ نسَائَنَا وَ نسَائَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهلْ فَنَجْعَلْ﴾

﴿لَعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾(آل عمران/٦١) بحار الانوار ج ٢١/ص ٣٤٠ و٣٥٣_تفسیر المیزان ج ٣ ص ٢٢٨_

١٣_فروغ ابدیت ج ٢ ص ٨٢١_

١۴_سیرت نبویہ بر حاشیہ سیرت حلبی ج ٣ ص ۴_

١۵_آیت مباہلہ، اہل بیت (ع) کی شان میں نازل ہونے کے سلسلہ میں اہل سنت کی کتابوں میں بہت سی اسناد موجود ہیں_ ملاحظہ ہو_ صحیح مسلم ج ٧ ص ١٢٠_ سنن ترمذی ج ۴ ص ٢٩٣_ مسند احمد ج ١ ص ١٨۵_ تفسیر طبری آیہ مباہلہ کے ذیل میں_ احکام القران جصاص ج ٢ ص ١۴_ مستدرک حاکم ج ٣ ص ١۵٠_ معرفتہ علوم الحدیث حاکم ص ۵٠_ دلائل النبوۃ ابی نعیم ص ٢٩٧_ مصابیح السنتہ ج ٢ ص ٣٠۴_ معالم التنزیل ج ١ ص ٣٠٢ بر حاشیہ المخازن_ اسباب النزول واحدی ص ٧۵_ الکشاف زمخشری ج ١ ص ٣٦٨_ عمدہ بطریق ص ٩۵_ تفسیر کبیر فخر رازی ج ٨ ص ٨۵_ جامع الاصول ابن اثیر ج ٩ ص ۴٧٠_ الشفا قاضی عیاض ج ٢ ص ٣٦_ مناقب خوارزمی ص ٩٦_ کامل ابن اثیر ج ٢ ص ٢٠٠_ ذخائر العقبی محب الدین طبری ص ٢۵_ انوار التنزیل بیضاوی ص ٧۴_ کفایۃ الطالب ص ۵۵_ مطالب السئول ص ٧_ تذکرۃ الخواص سبط ابن جوزی ص ٨_ تفسیر قرطبی ج ۴ ص ١٠۴_ سیرت احمد زینی دحلان سیرت الحلبیہ کے حاشیہ پر ج ٣ ص ۵_ تفسیر کشف الاسرار و عدۃ الابرار ج ٢ ص ١٣٧_

١٦_بحار الانوار ج ٢١ ص ٣٦٠_ ٣٦٣ کامل ابن اثیر ج ٢ ص ٣٠۵_

پندرھواں سبق

حجۃ الوداع

جہان عدالت باعث عداوت ہے

حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول خدا ﷺ کی پرجوش تقریر

غدیر خم

رسول خدا ﷺ کی تقریر کا ترجمہ

سوالات

حجۃ الوداع

روانگی کی تاریخ : ۲۵ ذی القعدہ ۱۰ ھ بمطابق ۲۶ فروری ۶۳۱ ء بروز ہفتہ

رسول خدا ﷺ کے حکم سے اعلان کیا گیا کہ اس سال رسول خدا ﷺ حج بیت اللہ کیلئے مکہ تشریف لے جائیں گے ـ اس خبر نے لوگوں کے اشتیاق کو بھڑکا دیا اور ہزاروں مسلمان آنحضرت ﷺ کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوگئے ـ

رسول خدا ﷺ نے ابودجانہ کو مدینہ میں اپنا جانشین معین فرمایا اور ساٹھ قربانی کے جانور لے کر ۲۵/ ذی القعدہ کو حج ادا کرنے کے لئے تمام ہمراہیوں کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوگئے ـ[۱]

اس سفر میں پیغمبر آنحضرت ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے ساتھ تھیں جب آنحضرت ﷺ مدینہ سے ۹ کیلومیٹر جنوب میں مقام ذوالحلیفہ پرپہنچے تو آپ نے لباس احرام پہنا اور " لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ ، لَبَّیکَ لاَ شَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ ، انَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ ، لاَ شَرِیکَ لَکَ " کی آواز بلند کی ـ روانگی کے دس دن بعد آپ ﷺ مکہ پہنچ گئے مسجد الحرام میں وارد ہوئے، کعبہ کا طواف کیا ، حجر اسود کو بوسہ دیا اور مقام ابراہیم (ع) پر دو رکعت نماز پڑھی ، پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی ـ

جہان عدالت باعث عداوت ہے

علی ﷺ یمن میں تبلیغ اسلام میں مشغول تھے کہ رسول خدا ﷺ کے سفر حج سے آگاہ ہوئے تو اپنے ماتحت افراد کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوگئے آدھے راستہ میں ہمراہیوں کی کمان ایک افسر کے سپرد کی اور تیزی سے پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس مکہ پہنچے اور آپ ﷺ کی خدمت میں اپنی کارگزاری کی رپورٹ پیش کی_جب یمن کی طرف سے آنیوالا کاروان مکّہ سے نزدیک ہوا تو علی (ع) ان کے استقبال کے لئے بڑھے لیکن امید کے برخلاف آپ نے دیکھا کہ انہوں نے بیت المال کے کپڑوں اور چادروں کو جو نجرانیوں نے جزیہ کے طور پر دیئے تھے، اپنے درمیان تقسیم اور لباس احرام بنا کر پہن لیا ہے_ حضرت علي(ع) اس ناشائستہ حرکت پر اپنے ماتحت افسر پر سخت ناراض ہوئے اور اس سے کہا " تم نے کپڑوں کو کیوں تقسم کیا؟

اس نے جواب میں کہا کہ " جانبازوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ میں کپڑوں کو امانت کے طور پر انہیں دیدوں اور حج کے مراسم ادا کرنے کے بعد ان سے واپس لے لوں"_ علي ﷺ نے فرمایا کہ " تم کو یہ اختیار نہیں تھا" پھر آپ(ع) نے تمام کپڑے واپس لے لئے اور رسول خدا ﷺ کی تحویل میں دینے کے لئے تہہ کرکے رکھ دئے_ایک گروہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور علي ﷺ کی سخت گیری کی شکایت کی، رسول خدا ﷺ نے ناراض ہونے والوں سے کہا کہ "علی (ع) پر تنقید نہ کرو وہ خدا کا حکم جاری کرنے میں قاطع اور سخت گیر ہیں_[۲]

حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول خدا ﷺ کی پرجوش تقریر

پیغمبر اسلام ﷺ نے حج کے دوران عرفہ کے دن نماز سے پہلے خطبہ پڑھا اور اس کے دوسرے دن منی میں آپ ﷺ کی تقریر کچھ اس طرح کی تھي[۳]

خداوند عالم اس بندہ کے چہرہ کو منور اور شاداب رکھے جو میری بات کو سنے ، یاد رکھے، محفوظ کرے اور پھر ان لوگوں تک پہنچائے جنہوں نے نہیں سنی ، بہت سے فقہ کے حامل ایسے ہیں جو خود فقیہ نہیں ہیں اور بہت سے فقہ کے پہنچانے والے ایسے ہیں کہ جو ایسے شخص تک پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ عقلمند ہیں_ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے مرد مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا ، عمل کو خالص خدا کے لئے انجام دینا ، رہبروں کے لئے بھلائی چاہنا ، یک رنگی اختیار کرنا اور مومنین کی جماعت سے جدا نہ ہونا اس لئے کہ ان کی دعا ہر ایک کو گھیرے رہتی ہے"_

پھر فرمایا_ " اے لوگوں تم شاید اب اس کے بعد مجھے نہ دیکھو آیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر، کون سا مہینہ اور کون سا دن ہے؟"

لوگوں نے کہا "ہاں یہ حرمت کا شہر، حرمت کا مہینہ اور حرمت کا دن ہے "_ آپ ﷺ نے فرمایا" خدا نے تمہارے خون تمہارے مال کی حرمت کو اس شہر، اس مہینہ اور اس دن کی حرمت کی طرح قرار دیا ہے_ کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا "_ مجمع نے کہا "ہاں" آپ ﷺ نے فرمایا " خدا یا تو گواہ رہنا"_

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا" خدا سے ڈرتے رہو اور کم نہ تولو ، زمین میںتباہی نہ پھیلاو اور ہر وہ شخص جس کے پاس کوئی امانت ہو وہ اسے (اس کے مالک تک) پہنچائے، اسلام میں سب لوگ برابر ہیں اس لئے کہ سب آدم (ع) و حوا کی اولاد ہیں_ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر سوائے پرہیزگاری کے اور کوئی برتری حاصل نہیں" کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا"ہاں" آپ ﷺ نے فرمایا" خدایا گواہ رہنا"_

آنحضرت ﷺ نے فرمایا" اپنے نسب کو میرے پاس نہ لانا بلکہ اپنے عمل کو میرے پاس لانا

، جو میں لوگوں سے کہتا ہوں تم بھی یہی کہو ، کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا ؟ لوگوں نے کہا "ہاں" فرمایا " خدایا تو گواہ رہنا"_

پھر آپ ﷺ نے فرمایا وہ خون جو جاہلیت میں بہایا گیا ہے میرے پیر کے نیچے ہے (یعنی اس کی کوئی حیثیت نہیں) اور پہلا خون جس کو میں اپنے پیر کے نیچے قرار دیتا ہوں وہ آدم ابن ربیعہ ابن حارث [۴] (رسول خدا ﷺ کے وابستگان میں سے ایک شیر خوار بچہ جسے بنی سعد بن بکر نے مار ڈالا تھا) کا خون ہے_ کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا" جی ہاں" فرمایا" خدایا گواہ رہنا"_

پھر فرمانے لگے" ہر وہ سود جو جاہلیت کے زمانہ میں تھا میرے پیروں کے نیچے ہے پہلا سود جو میں اپنے پیروں کے نیچے رکھتا ہوں وہ عباس ابن عبدالمطلب کا رہا ہے" کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا؟ " مجمع نے کہا" ہاں" فرمایا خدایا تو گواہ رہنا_ پھر فرمایا بے شک ماہ حرام میں تاخیر، کفر میں زیادتی کا باعث ہے اور کافرین اس سے گمراہ ہوں گے (کیونکہ وہ) ایک سال کو حلال اور ایک سال کو (اپنے فائدہ کیلئے) حرام شمار کرتے ہیں تا کہ جس مہینہ کو خدا نے حرام کیا ہے اپنے مفاد کے موافق بنا لیں_ آگاہ ہو جاؤ کہ زمانہ ، گزشتہ صورتحال کی طرف پلٹ گیا ہے کہ جس دن خدا نے آسمان اور زمینوں کو پیدا کیا ، بیشک خداوند عالم کے نزدیک اس کی کتاب میں بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں_ " رجب "جو کہ جمادی او ر شعبان کے درمیان ہے اور اس کو " رجب مضر" کہتے ہیں اور پھر پے در پے تین مہینے ذی القعدہ ، ذی الحجۃ اور محرم ہیں" بتاؤ میں نے تمہیں خبردار کردیا؟ لوگوں نے جواب دیا؟" ہاں" آپ ﷺ نے فرمایا " خدایا تو گواہ رہنا"_ پھر فرمایا میں تم کو عورتوں کے ساتھ نیکی کرنے کیلئے کہتا ہوں اس لئے کہ ان کو تمہارے سپرد کیا گیا ہے وہ

اپنے امر میں سے کوئی چیز اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتیں تم نے انہیں خدا سے بطور امانت لیا ہے۔ خدا کے حکم کے مطابق تم نے ان سے قربت کی ہے تمھارا ان پر کچھ حق ہے، ان کی معمول و رائج غذا اور لباس تم پر لازم ہے اور تمھارا حق ان پر یہ ہے کہ کسی کا پیر تمہارے بستر تک نہ پہنچنے دیں۔ تمہاری اطلاع اور اجازت کے بغیر تمہارے گھروں میںکسی کو داخل نہ ہونے دیں۔ پس اگر ان میں سے کوئی چیز انجام نہ دیں تو ان کی خواب گاہ سے دوری اختیار کرواور نہایت نرمی سے تنبیہ کرو۔

کیا میں نے تبلیغ کردي؟ "لوگوں نے کہا "ہاں" حضرت ﷺ نے فرمایا "خدا یا گوہ رہنا"۔ پھر آپ ﷺ گویا ہوئے "اب میں تم سے غلاموں کے بارے میں کچھ کہتا ہوں جو کھانا تم کھاتے ہو وہی ان کو بھی کھلاؤ، جو تم پیتے ہو وہی ان کو بھی پلاؤ، اگر یہ خطا کریں تو سزا کو معاف کردینا۔ کیا میں نے تبلیغ کردي؟" سب لوگ بولے "ہاں" حضرت نے فرمایا" خدایا تو گواہ رہنا" پھر فرمانے لگے۔" مسلمان، مسلمان کا بھائي ہے، ان کے ساتھ حیلہ اور خیانت نہ کرو، ان کی پیٹھ پیچھے بد گوئي نہ کرو نہ ان کا خون حلال ہے اور نہ مال، مگر ان کی رضایت سے، کیا میں نے تبلیغ کردي؟" لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا "خدا یا تو گواہ رہنا"۔

پھر آپ ﷺ نے کہا" شیطان آج کے بعد اس بات سے نا امید ہو گیا کہ اس کی پرستش ہوگی۔ لیکن پرستش کے علاوہ جن کاموں کو تم چھوٹا سمجھتے ہو ان پر عمل ہوگا اور وہ (شیطان) اسی پر راضی اور خوش ہے۔ کیا میں نے بتادیا؟ لوگوں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا " خدایا گواہ رہنا" پھر آپ ﷺ نے فرمایا "دشمن خدا میں سب سے زیادہ گستاخ وہ ہے جو اپنے قتل کرنے والے کے علاوہ کسی کو قتل کرے اور اپنے مارنے والے کے علاوہ کسی کو مارے۔ جو اپنے آقا کی نافرمانی کرے اس نے اس چیز کا انکار کردیا جو خدا نے محمد ﷺ پر نازل کی ہے اور جو

کوئي اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت دے اس پر خدا ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے_ کیا میں نے بتادیا ؟ مجمع بولا "ہاں" فرمایا" خدایا گواہ رہنا"_ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا " میں مامور ہوں کہ جہاد کروں تا کہ لوگ خدا کی یکتائي اور میری رسالت کے معتقد ہوجائیں_ جب اس کا اقرار کرلیں گے توگویا انہوںنے اپنے مال اور خون کو محفوظ کرلیا سوائے ان حقوق کے جو انکی گردنوں پر ثابت ہیں اور ان کا حساب خدا پر ہے "کیا میں نے بتادیا؟ " لوگوں کے کہا "ہاں" فرمایا " خدایا گواہ رہنا"_ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد تم گمراہ کرنے والے کافر ہو جاؤ کہ تم میں سے بعض ، بعض کی گردنوں کے مالک (مالک الرقاب) ہو جائیں_ میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جارہاہوں کہ اگر تم اس سے متمسک رہے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے_

کتاب خدا اور میری عترت و خاندان_ [۵] کیا میں نے تبلیغ کردی لوگوں نے کہا_ "بے شک" فرمایا" خدایا گواہ رہنا"_ اس کے بعد فرمایا_ البتہ تم سے سوال ہوگا لہذا تم میں جو حاضر ہے وہ غائب تک (یہ پیغامات) پہنچادے_ [۶]

غدیر خم

۱۸/ ذی الحجہ ۱۰ ھ بمطابق ۱۹ مارچ ۶۳۱ ء بروز اتوار

اتوار ۱۸ ذی الحجہ کو جب پیغمبر اسلام ﷺ جحفہ سے غدیر خم کے پاس پہنچے تو امین وحی حضرت جبرئیل، خدا کی جانب سے یہ پیغام لائے کہ " اے پیغمبر ﷺ خدا کی طرف سے جو پیغام آپ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچادیں ، اور اگر آپ ﷺ نے نہیں پہنچایا تو رسالت کو مکمل نہیں کیا_ خدا آپ ﷺ کو لوگوں سے بچائے گا بے شک خدا کافروں کو ہدایت نہیں کرتا_ [۷]

اس طرح خدا کی جانب سے پیغمبر اسلام ﷺ کو حکم دیا گیا کہ لوگوں کے درمیاں کھلم کھلا حضرت علی (ع) کا تعارف کروائیں اور انکی ولایت و اطاعت (جو مسلمانوں پر فرض ہے) کا اعلان کردیں۔ حجاج کا کاروان جحفہ(۸) پہنچا۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے حکم دیا کہ وہ لوگ جو آگے بڑھ گئے ہیں لوٹ آئیں اور باقی ٹھہر جائیں تمام مسلمان جمع ہو گئے ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ تھی۔ اس روز سخت گرمی کے عالم میں لوگ پیروں کے نیچے عبا بچھائے، دامن کو سائبان بنا کر سروں پر رکھ رہے تھے۔ نماز جماعت ادا گئي، پیغمبر اسلام ﷺ نماز کے بعد اس بلند منبر پر جلوہ افروز ہوئے جو اونٹوں کے پالانوں سے بنایا گیا تھا اور ایک تقریر فرمائي۔

رسول خدا ﷺ کی تقریر کا ترجمہ ملاحظہ ہو

حمد و ثنا خدا سے مخصوص ہے ہم اس سے مدد چاہتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اس پر توکل کرتے اور نامناسب عمل سے اس کی پناہ چاہتے ہیں وہ خدا جس کے سوا کوئي ہادی اور رہنما نہیں، جس کی وہ ہدایت کرے اس کو کوئي گمراہ کرنے والا نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئي معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور پیغمبر اسلام ﷺ ہیں۔ اے لوگو عنقریب میں دعوت حق کو لبیک کہنے والا اور تمہارے درمیان سے جانے والا ہوں۔ میں بھی جوابدہ ہوں اور تم بھی جواب دہ ہو تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے بہ آواز بلند کہا۔

"ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی رسالت کو پہنچا دیا، نصیحت اور کوشش کی، خدا آپ ﷺ کو نیک جزا دے"۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا "کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا اور کوئي خدا نہیں ہے۔ اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور فرستادہ ہیں اور یہ کہ بہشت، دوزخ، موت حق ہے اور قیامت کے دن میں کوئي شک و شبہ نہیں ہے اور خدا قبروں سے تمام سونے

والوں کو اٹھائے گا؟

لوگوں نے کہا " جی ہاں" ہم شہادت دیتے ہے"_

آنحضرت ﷺ نے فرمایا " خدایا گواہ رہنا" بیشک میں دوسرے جہان میں جانے اور حوض کوثر کے کنارے پہنچنے میں تم پر سبقت لے جاؤں گا_ اور تم حوض پر میرے پاس حاضر ہوگے_ وہاں ستاروں کی تعداد میں چاندی کے جام اور پیالے ہوں گے_ دیکھنا یہ ہے کہ تم میرے بعد ان دو گراں بہا چیزوں سے کیا سلوک کرتے ہو جو میں تمہارے درمیان چھوڑے جارہا ہوں؟

مجمع میں سے ایک شخص نے بلند آواز سے کہا " اے اللہ کے رسول ﷺ وہ دو گراں قدر چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا جو بزرگ ہے وہ کتاب خدا ہے جو تمہارے درمیان اللہ کی مضبوط رسی ہے اور دوسرے میرے اہل بیت ﷺ عترت ہیں_ خدائے مہربان اور عالم نے مجھے بتایا ہے کہ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض (کوثر) پر میرے پاس پہنچیں گے قرآن و عترت سے آگے نہ بڑھنا اور ان دونوں کی پیروی سے منہ نہ موڑنا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے_

اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علي(ع) کے ہاتھ کو پکڑا اور اتنا بلند کیا کہ دونوں کی بغل کی سفیدی نمایاں ہوگئي اور لوگوں نے ان کو دیکھا اور پہچانا_

پھر آپ ﷺ نے فرمایا " اے لوگو اہل ایمان پر خود ان سے زیادہ حقدار کون ہے؟" لوگوں نے کہا " خدا اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے_" آپ ﷺ نے فرمایا:

"بیشک خدا ہمارا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں اور مومنین کے نفسوں سے اولی اور زیادہ حقدار ہوں_ لہذا جس کا میں مولا ہوں علی (ع) اس کے مولا ہیں_[۹] آنحضرت ﷺ

نے اس بات کو تین بار اور حنبلی حضرات کے پیشوا، احمد بن حنبل کے قول کے مطابق چار بار تکرار فرمایا اس کے بعد دعا کے لئے ہاتھ بلند کر کے فرمایا

"بارالہا تو اس کو دوست رکھ جو اسے (علي) دوست رکھے اور اس کو دشمن رکھ جو اس سے دشمنی کرے اس سے محبت فرما جو اس (علی (ع)) سے محبت کرئے اور اس کو مبغوض قرار دے جو اس (علی (ع)) سے بغض کرئے، اس کے دوستوں کی مدد فرما او رجو اس کو رسوا کرے اسے ذلیل فرما اور اسے حق کا مدار و محور قرار دے"(۱۰)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ" حاضرین غائبین تک یہ پیغام پہنچادیں" ابھی مجمع پراگندہ بھی نہیں ہوا تھا کہ جبرئیل امین، وحی الٰہی لے کر آپہنچے اور آیہ کریمہ '﴿ اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الاسلام ديناً ﴾(۱۱)نازل ہوئي۔

" آج میں نے تمہارے دین کو کامل کردیا، تم پر اپنی نعمتیں تمام کردیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا ہے"۔اس موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دین کے کمال، نعمت کے اتمام اور میری رسالت و علی کی ولایت پر خداوند متعال ک-ے راضی ہوجانے کے پر مسرت موقعہ پر، " اللہ اکبر" (اور آپ ﷺ نے بلند آواز سے تکبیر کہي) اس کے بعد مسلمانوں نے علی ابن ابیطالب (ع) کو امیر المومنین کے عنوان سے مبارک بادی اور سب سے پہلے ابوبکر و عمر، حضرت علی (ع) کی پاس آئے اور کہا " مبارک ہو مبارک ہو، اے ابوطالب (ع) کے بیٹے آج سے آپ (ع) ہمارے اور تمام مومنین کے مولا ہوگئے"۔

پھر شاعر انقلاب اسلام، حسان بن ثابت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر جازت ہو تو میں اس سلسلہ میں کچھ اشعار پڑھوں۔
رسول خدا ﷺ نے فرمایا خدا کی برکت سے پڑھو۔ اور حسان نے فی البدیہہ واقعہ غدیر خم کو

اشعار میں بیان کیا _ ہم یہاں ان کے اشعار مینٌسے تین شعر نقل کررہے ہیں _

يناديهم يوم الغدير نبيّهُم

بخُم فَاسْمَع بالرّسول مناديا

فقال لهم: قم يا على فَانّني

رضيتك من بعدى اماماً "و هاديا"

فمن كنت مولاه فهذا وليّه

فكونوا له اتباعَ صدْق مواليّا

یعنی غدیر کے دن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو آواز دی ، کیا آواز رسا تھی علی (ع) سے فرمایا کہ اٹھو مینٌنے تمہیں اپنے بعد لوگوں کی ہدایت اور امامت کے لئے منتخب کیا _

میں جس کا مولا ہوں علی اس کے ولی ہیں ، لہذا از روئے صدق و راستی ان کے پیرو اور دوست بن کر رہو _[۱۲]

سوالات

۱_ کون سی تاریخ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے؟

۲_ غدیر کے دن مسلمانوں کا کتنا مجمع تھا؟

۳_ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قافلہ روکنے کا حکم کیوں دیا؟

۴_ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر کے دن حضرت علی (ع) کے بارے میں کیا فرمایا؟

۵_ غدیر کے واقعہ کے بعد کون سی آیت نازل ہوئی؟

حوالہ جات

۱_مغازی واقدی ج ۳ص ۱۰۸۹_سیرت ابن ہشام ج ۴ص ۲۴۸_

۲_اہل سنت کی چند دوسری کتابوں میں اس طرح لکھا ہے کہ "نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم علی ﷺ سے کیا چاہتے ہو؟ علی ﷺ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی وسرپرست و صاحب اختیار ہیں_ترمذی ج ۵ ص ۶۳۲_ مستدرک حاکم ج ۳ص ۱۱۰_۱۱۱_البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۳۴۵_اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۰۷_۱۰۸_ مسند احمد ابن حنبل ج ۵ ص ۳۵۶_سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۲۵۰ ، تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۴۹

۳_یہ تقریر سیرت کی مختلف کتابوں میں دو طریقوں سے نقل کی گئي ہے ایک "عرفہ میں تقریر" کے عنوان سے اور دوسری "منی میں تقریر" کے عنوان سے تفصیلات کیلئے رجوع کریں: مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۱۰۳_سیرت ابن ہشام ج ۴_تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۱۰ طبری ج ۳ ص ۱۵۰_

۴_مغازی واقدی میں "ایاس بن ربیعۃ بن حارث" ذکر ہوا ہے_

۵_انی تَارِكٌ فيْكُمُ الثَّقَلَيْن كتَاب اللّه وَ عترَتی انْ تَمَسَّكْتُمْ بهما لَنْ تَضلّوا _یہ عبارت اہل سنت کی جن معتبر کتابوں میں مختصر انداز سے ذکر کی گئي ہے ان میں سے چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں_ صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۲۲_ سنن ترمذی ج ۲ ص ۳۰۷_ سنن دارمی ج ۲ ص ۴۱۳و۱۷و۲۶و۵۹_ خصائص نسائي ص ۳۰_مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۰۹_کفایۃ الطالب ج ۱ ص ۱۱_ طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۸_ عقد الفرید ج ۲ ص ۳۲۶و۱۵۸_ اسد الغابۃ ج ۲ ص ۱۲_ حلیۃ الاولیا ج ۱ ص ۳۵۵_تذکرۃ الخواص ص ۳۳۲_ منتہی الارب_ مصابیح السنۃ ج ۲ ص ۲۰۵_۲۰۶

۶_سیرت ابن ہشام ج ۴،۳، ص ۶۰۳_تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۱۰_ مغازی واقدی ج ۳ ص ۱۱۰۳_ طبری ج ۳ ص ۱۵۰_

۷_ ﴿يَا ايُّهَا الرَّسُولُ بَلّغْ مَا اُنْزلَ الَيْكَ منْ رَّبّكَ وَ انْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رسَالَتَهُ وَ اللّهُ يَعْصمُكَ منَ النّاس انَّ اللّهَ لاَ يَهْدى الْقَوْمَ الْكَافريَن﴾ (مائدہ/۶۸)

۸_مکہ اور مدینہ کے راستہ میں جحفہ ایک بیابان ہے جہاں غدیر خم واقع ہے یہاں سے ہر کارواں جدا ہو کر اپنے دیار کی طرف چلا جاتا ہے_

۹_من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ

۱۰_اللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالاہُ وَ عَاد مَنْ عَادَاہُ وَاَحبّ مَنْ اَحَبَّہُ وَ اَبْغض مَنْ اَبْغَضَہُ وَ انْصُرْ مَنْ نَصَرَہْ وَ اْخْذُلْ مَنْ خَذَلَہ وَ اَدْر الْحَقَ مَعَہُ حَیْثُ دَار_

۱۱_ سورہ مائدہ آیت ۳

۱۲_ الغدیر ج ۱ ص ۹تا ۱۲_ تفسیر المیزان ج ۶ ص ۵۳ تا ۵۹ _ علامہ امینی مرحوم نے گیارہویں جلدپر مشتمل اپنی عظیم اور تحقیقی کتاب الغدیر میں حدیث غدیر کو ایک سو دس اصحاب کی زبانی نقل کیا ہے نیز آپ نے غدیر کے بارے میں اہل سنت کے محدثین و مورخین کے اقوال کو ذکر فرمایا ہے_ یہ بھی یاد دلانا ضروری ہے کہ یہ کتاب فارسی زبان میں ترجمہ ہو گئی ہے_

سولہواں سبق

شورشیں

اسود عنسی کا واقعہ

یمن میں انقلابی بغاوت

مسیلمہ کذاب کا واقعہ

جھوٹے پیغمبر کی طرف میلان کا سبب "قومی تعصب"

جھوٹوں کا انجام

رحلت پیغمبر ﷺ کے وقت کے حالات کا تجزیہ

لشکر اسامہ کی روانگي

اہل بقیع کے مزار پر

واقعہ قرطاس یا نامکمل تحریر

ناتمام نماز

وداع پیغمبر ﷺ

یہ نور ہرگز نہیں بجھے گا

سوالات

شورشیں

حجة الوداع سے واپسی کے بعد تھکن کی شدت کی بناپر رسول خدا ﷺ چند دنوں تک بیمار رہے اس دوران آپ کی تھکاوٹ اور طبیعت کی ناسازی کی خبرچاروں طرف پھیل گئي اور موقعہ کی تلاش اور فائدہ کے چکر میں رہنے والے افراد نے پیغمبری کا دعوی کردیا_" مسیلمہ کذاب" نے یمامہ اور نجد میں خودکو پیغمبر اور" رحمان الیمامة"کہا_ "اسود عنسي" نے یمن میں خود کو پیغمبر کہا اور شورش کا آغاز کردیا_ اس کے علاوہ" سجاح "نامی عورت اور" طلیحہ"نامی ایک شخص نے بھی اس طرح کے دعوی سے لوگوں کو دھوکہ دینا شروع کردیا_ اس فتنہ کی جڑیں بہت پھیلی ہوئي تھیں ان دھوکہ بازوں نے قومی اور قبائلی تعصب سے فائدہ اٹھایا اور ایک جماعت کو اپنے گرد جمع کرلیا اورجب ان کو قدرت حاصل ہوگئي تو اپنی حکومت و سلطنت کو وسعت دینے لگے_

اسود عنسيّ کا واقعہ

نمونہ کے طورپر اَسوَد عنسی کا واقعہ پیش ہے جس کو پیغمبر اسلام ﷺ کی ناسازگاری طبع کی خبرنے نبوت کے لالچ میں ڈال دیا اس نے یمن میں زمانہ جاہلیت کے طور طریقوں اور رسوم

کو کتب عتیق کے قوانین کے ساتھ ملاکر ایک نئے نقطہ خیال کی بنیاد رکھی وہ ایک کاہن اور شعبدہ باز تھا جو الٹی سیدھی باتوں کو مسجّع اور مقفّیٰ بنا کر اس طرح پیش کرتا کہ جو بھی سنتا بدل ہو جاتا _ جنگجوئي میں بڑا سنگدل اور چالاک تھا_ ظلم و ستم میں لوگوں کی جان و مال کی پروا نہیں کرتا تھا_

اَسوَدعنسيّ نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ چند دنوں میں نجران پر قبضہ کرلیا اور بلافاصلہ یمن کے دار السلطنت صنعاء پر حملہ کردیا_ " شہر ابن باذام"[۱] ایرانی جو رسول ﷺ خدا کی طرف سے آزادہ شدہ اور اس علاقہ پر آنحضرت ﷺ کے حکم سے حکومت کرتے تھے ، انہوں نے لشکر تیار کیا تا کہ اسود کے راستہ کو روک لیں لیکن شورشیوں کے فوری حملہ کی بنا پر شہر ابن باذام کا لشکر ، اسود کے لشکر کا کچھ نہ کر سکا اور شہر ابن باذام اس حملہ میں شہید ہو گئے_

اسود عنسيّ کامیاب اور کامیابی سے مغرور ہو کر صنعاء میں داخل ہوا_ اعرابی جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھی دوبارہ اسود کے ہاتھوں اسلام سے خارج ہونے لگے گروہ در گروہ قبائل نے اس کی بیعت کرلی اور خود کو اس کے حوالہ کردیا_ تھوڑی ہی مدت میں اسود نے تمام یمن ، طائف ، بحرین اور حدود عدن پر تسلط جما لیا_ ان علاقوں میں باقی ماندہ مسلمانوں نے بھی خوف سے سکوت اختیار کر لیا_ اسود نے شہر ابن باذام کی بیوی "آزاد" کو زبردستی اپنی بیوی بنا لیا_[۲]

یمن میں انقلابی بغاوت

بستر علالت ہی سے رسول خدا ﷺ نے مدعیان نبوت کے ساتھ جنگ کے لئے نمائندے بھیجنا اور خط لکھنا شروع کیئے_[۳]

آپ ﷺ نے ایک خط میں یمن کے ایرانی، سرکردہ افراد کو حکم دیا کہ دین مقدس اسلام کے دفاع کے لئے قیام کریں اور آپ ﷺ کے پیغام کو دینداروں، با حمیت و غیرت مند افراد تک پہنچائیں اور کوشش کریں کہ فساد کی جڑ اَسود عنسی کو خفیہ یا آشکارا طور پر ختم کیا جا سکے۔ (۴)

یمن کے آزاد ایرانیوں نے رسول خدا ﷺ کے فرمان کے مطابق اسلام پر باقی رہ جانے والے قبائل کو اپنے ساتھ تعاون کے لئے بلایا اور جب یہ معلوم ہوا کہ اسود اور سپہ سالار لشکر قیس میں اختلاف ہے تو انہوں نے قیس کے سامنے نہایت خاموشی سے اس موضوع کو پیش کیا اور اس طرح سپہ سالار لشکر کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ (۵)

اسود کے قصر کے اندرونی معلومات حاصل کرنے کے لئے "آزاد" سے رابطہ قائم کیا گیا جو شہر ابن باذام کی بیوی اور اسود کے تصرف میں تھی۔

"آزاد" ایک آزادی پسند، شیر دل، مؤمنہ اور باعزت خاتون تھیں ان لوگوں کی مدد کی لئے اٹھ کھڑی ہوئیں اور مفید و قیمتی راہنمائیوں کے ذریعہ انھوں نے مومنین کو اسود کے قتل پر آمادہ کیا۔ قصر مکمل طور پر نگہبانوں کی نگرانی میں تھا۔ "آزاد" کی راہنمائي میں ایک سرنگ کے ذریعہ جو اَسوَد عنسی کے کمرہ میں پہنچتی تھی رات کو جب وہ نیم خوابیدگی کے عالم میں تھا، انقلابی مومنین نے حملہ کردیا۔ فیروز نے اس کا سر زور سے دیوار سے ٹکرا دیا اور اس کی گردن مروڑدی۔ اسود کی آواز وحشی گائے کی طرح بلند ہوئي آزاد نے فوراً ایک کپڑا اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔ پہرہ دار محل کے اندر ہونے والی چیخ پکار سے مشکوک ہوگئے اور کمرہ کی پشت سے انہوں نے پوچھا کہ خیریت تو ہے؟ "آزاد" نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔ "کوئي بات نہیں ہے پیغمبر پر وحی آرہی ہے" اس طرح انقلابی مومنین اپنی مہم میں کامیاب ہوئے اور پیغمبری کے جھوٹے دعویدار کو دوزخ میں پہنچا دیا۔ دوسرے دن صبح

مسلمانوں نے اسلامی نعرے لگائے اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا _ اَشْہَدُ اَنْ لَا الٰہَ اِلاَّ اللہ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمّداً رَسُولُ اللہ _ اور اعلان کیا کہ لوگو اَسوَد ایک جھوٹے شخص سے زیادہ کچھ نہ تھا اس کے بعد اس کا سر لوگوں کی طرف پھینک دیا _

شہر میں ایک ہنگامہ شروع ہوگیا اور قصر کے نگہبانوں نے اس فرصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محل کو لوٹ لیا اور جو کچھ اس میں تھا لے کر فرار ہوگئے _ اس وقت مسلمانوں نے آواز دی کہ نماز کے لئے لوگ صف بستہ ہوجائیں اور پھر نماز کے لئے لوگ کھڑے ہوگئے _(۶)

جس رات اَسوَد مارا گیا اسی رات وحی کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوگیا آپ ﷺ نے فرمایا "کل رات ایک مبارک خاندان سے ایک مبارک شخص نے عنسی کو قتل کردیا" لوگوں نے پوچھا "وہ کون تھا" _ آپ ﷺ نے فرمایا _ فیروز تھا _ فیروز کامیاب رہے _(۷)

مسیلمہ کذاب کا واقعہ

یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے بھی پیغمبری کا دعوی کرکے اپنا ایک گروہ بنالیا اور فتنہ پردازی میں مشغول ہوگیا _ وہ کوشش کرتا تھا کہ بے معنی سخن گوئی کے ذریعہ قرآن سے معارضہ کرے _ رسول خدا ﷺ ابھی سفر حج سے لوٹے تھے کہ دو افراد مسیلمہ کذاب کا خط آپ ﷺ کے پاس لے کر پہنچے _ اس میں لکھا تھا "مسیلمہ خدا کے رسول کی طرف سے محمد ﷺ خدا کے رسول کے نام" میں پیغمبری میں آپ ﷺ کا شریک ہوں آدھی زمین قریش سے متعلق ہے اور آدھی مجھ سے، لیکن قریش عدالت سے کام نہیں لیتے _(۸)

رسول اللہ ﷺ بہت ناراض ہوئے اور مسیلمہ کے نامہ بروں سے فرمایا " اگر تم سفیر اور قاصد

نہ ہوتے تو میں تمہارے قتل کا حکم دیدیتا۔ تم لوگ کس طرح اسلام سے جدا ہو کر ایک تہی مغز آدمی کے پیرو ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ مسیلمہ کو بہت سخت جواب لکھا جائے۔ "خدائے رحمن و رحیم کے نام سے محمد رسول اللہ کی طرف سے دروغ گو مسیلمہ کی طرف۔ سلام ہو ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر، زمین، خدا کی ملکیت ہے اور وہ اپنے صالح بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے زمین کا وارث قرار دیتا ہے اور نیک انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ (۹)

جھوٹے پیغمبر کی طرف میلان کا سبب "قومی تعصب"

طبری کا بیان ہے کہ ایک شخص یمامہ گیا اور پوچھا مسیلمہ کہاں ہے؟

لوگوں نے کہا کہ "پیغمبر خدا کہو"

اس شخص نے کہا "نہیں میں پہلے اس کو دیکھوں گا"

جب اس نے مسیلمہ کو دیکھا تو کہا کہ "تو مسیلمہ ہے"؟

"ہاں"

کیا تمہارے اوپر فرشتہ نازل ہوتا ہے؟

ہاں، اور اس کا نام رحمن ہے۔

نور میں آتا ہے یا ظلمت میں؟

مسیلمہ نے کہا "ظلمت میں"

اس شخص نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جھوٹا ہے اور محمد ﷺ سچے ہیں لیکن میں رَبیعہ کے جھوٹے کو مُضر (حجاز) کے سچّے سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ (۱۰)

جھوٹوں کا انجام

نبوت کی جھوٹی دعویدار سجاح کے ساتھ مسیلمہ نے شادی کرلی۔[۱۱] رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد لشکر اسلام نے اس کی سرکوبی کی اور اس کے قتل کے بعد اس کی جھوٹی نبوت کی بساط اُلٹ گئی۔[۱۲]

رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں مدعیان نبوت میں طُلَیحہ نامی ایک شخص تھا جو قبیلہ طيّ، اَسد اور قبیلہ غطفان میں ظاہر ہوا۔ رسول خدا ﷺ نے قبیلہ بنی اسد میں اپنے نمائندوں کو پیغام بھیجا کہ اس کے خلاف قیام کریں۔ وہ لوگ اس پر حملہ آور ہوئے اور وہ فرار کرگیا۔[۱۳] اس طرح رسول خدا ﷺ کی تدبیر سے آپ ﷺ کی زندگی کے آخری دنوں میں یا آپ ﷺ کی وفات کے بعد جھوٹے پیغمبروں کی بساط الٹ دی گئی۔

رحلت پیغمبر ﷺ کے وقت کے حالات کا تجزیہ

.بیماری سے نسبتاً افاقہ کے کچھ ہی دنوں بعد آنحضرت ﷺ دوبارہ علیل ہوئے۔ ہرچند کہ تمام جزیرة العرب، حکومت اسلامی کے زیر اثر تھا لیکن ایک طرف پیغمبری کے جھوٹے دعویداروں نے سر اٹھا رکھا تھا اور بہت سے قبائل کے رؤساء کہ جن کے دلوں میں ابھی تک اسلام کی جڑیں مضبوط نہیں ہوئیں تھیں۔ اپنے سابقہ امتیازات سے ہاتھ دھوبیٹھے تھے جو کہ ان پر دشوار تھا۔ وہ پیغمبری کے جھوٹے دعویداروں سے مل کر شورش پر آمادہ ہوگئے۔ دوسری طرف موقعہ کی تلاش میں رہنے والے منافقین کا مکمل پلاننگ کے ساتھ یہ ارادہ تھا کہ اسلام کے عظیم رہبر کی آنکھ بند ہوتے ہی حکومت اسلامی پر قبضہ کرلیں اور اس کو امامت وولایت کے صحیح راستہ سے منحرف کردیں۔

بہر حال، رہبر اسلام کی رحلت، شورشیوں اور مرتدین کے حوصلوں کی تقویت کا موجب ہوتی، دوسرا اہم موضوع یہ کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی جانشینی کے سلسلہ میں کھینچا تانی کے نتیجہ میں امت اسلامی کے درمیان بہت بڑا شگاف پیدا ہوجاتا جو ایک بہت بڑا خطرہ ثابت ہوتا۔ روم ایسی بڑی طاقت بھی انتظار میں تھی کہ جزیرۃ العرب پر حملہ کرکے اسلام کی جڑ کو کاٹ دے۔ فتنے اٹھ چکے تھے اندرونی و بیرونی تحریکیں اور سازشیں اسلام کی بنیادوں کو چیلنج کررہی تھی۔

لشکر اسامہ کی روانگي

رسول خدا ﷺ نے اندرونی سازشوں کے خاتمہ اور خارجی تحریکوں کی سرکوبی کے لئے لشکر اسامہ کی تشکیل اور روانگی کا حکم صادر فرمایا۔ سپاہیوں کی حوصلہ افزائي کے لئے اپنے ہاتھوں سے پرچم بنا کر ۱۷ یا ۱۸ سالہ جوان اسامہ کے سپرد کیا اور سپہ سالار معین فرمایا۔[۱۴] اس بہادر نوجوان نے اس لشکر کی کمان سنبھالی جو عالمی استکبار سے جنگ کے لئے آمادہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اسامہ کو حکم دیا کہ اپنے باپ کی شہادت گاہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور جانے میں جلدی کرو۔ صبح کو نہایت تیزی سے ناگہانی طور پر دشمن پر حملہ کردو۔[۱۵] پیغمبر اسلام ﷺ نے مسلمانوں سے کہا کہ لشکر اسامہ میں شرکت کریں اور جتنی جلدی ہو سکے روانگی کے لئے تیار ہو جائیں۔

رسول ﷺ خدا کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ تھا کہ سازشوں کا تانا بانا بننے والے، لشکر کے ساتھ مدینہ سے خارج ہوجائیں تا کہ شہر سازشیوں کے وجود سے خالی ہوجائے اور امیر المومنین علی (ع) کی خلافت کے راستہ میں رکاوٹ نہ بنیں آپ ﷺ نے جوان سال اسامہ کا

انتخاب بھی اس لئے فرمایا تھا کہ اولاً: آپ ﷺ یہ بتانا چاہتے تھے کہ ذمہ داریاں شخصیت اور لیاقت کی بناپر ہوتی ہیں نہ کہ سن و سال اور موہوم شرافتوں کی بناپر، تاکہ آئندہ لوگ حضرت علی (ع) کو یہ کہہ کر خلافت سے الگ نہ کر سکیں کہ وہ جوان ہیں_ثانیاً: اسامہ کے والد زیدابن حارثہ رومیوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے اس لئے ان میں رومیوں کے خلاف جنگ کرنے کا زیادہ جذبہ تھا اور سپہ سالاری کا عہدہ سونپ دینے کے بعد عملی طور پر ان کی دلجوئی بھی ہو جاتی_

اسامہ نے مدینہ کے قریب مقام "جرُف" میں پڑاؤ ڈال دیا_ بزرگ صحابہ اور مہاجرین سب کے سب اسامہ کے لشکر کے سپاہی اور ان کی ماتحتی میں تھے_ یہ بات ان میں سے بعض کے لئے بڑی سخت تھی انہوں نے اعلانیہ طور پر اسامہ کی سپہ سالاری پر اعتراض کیا کہ بزرگوں کی سپہ سالاری کے لئے نوجوان کو کیوں منصوب کیا گیا؟ لشکر کی روانگی میں عملی طور پر خلاف ورزیاں ہوئیں چند دنوں تک لشکر رکا رہا_ مخالفت کرنیوالوں نے لشکر کی روانگی میں کوتاہی کی اور اپنے بے ہودہ مقاصد کو انجام دینے کے لئے روانگی میں تاخیر کرائي_

رسول خدا ﷺ نے بستر علالت پر سمجھ لیا کہ لشکر گاہ سے لشکر کی روانگی کو روکنے کے لئے لوگ کیا کررہے ہیں، آنحضرت ﷺ بستر سے اٹھے اور بخار نیز غیظ و غضب کے عالم میں مسجد میں تشریف لائے خدا کی حمد کے بعد فرمایا "اے لوگو میں لشکر کی روانگی میں دیر ہونے سے بہت ناراض ہوں گویا اسامہ کی سپہ سالاری تم میں سے ایک گروہ کے اوپر گراں گذری اور تم نے اعتراضات شروع کردیئےم اس سے پہلے بھی ان کے باپ کی سپہ سالاری پر اعتراض کررہے تھے، خدا کی قسم اس کا باپ سپہ سالاری کے لئے مناسب تھا اور وہ خود بھی

مناسب ہے۔

آنحضرت ﷺ گھر واپس آ گئے اور ہر اس صحابی سے جو آپ کو دیکھنے کے لئے آتا تھا فرماتے: "لشکر اسامہ کو روانہ کرو"(۱۶)

لیکن سازشیں اس سے بالاتر تھیں یہاںتک کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔"جو لشکر اسامہ سے روگردانی کرے اس پر خدا کی لعنت ہو"(۱۷)

اہل بقیع کے مزار پر

رسول خدا ﷺ شدید بیماری کے عالم میں حضرت علی ﷺ(۱۸) کا سہارا لئے قبرستان بقیع کی طرف چلے، اصحاب آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے جب بقیع کے قبرستان میں پہنچے تو فرمایا:"میں مامور ہوں کہ خداوند عالم سے اہل بقیع کے لئے طلب مغفرت کروں"۔پھر فرمایا"اے زیر خاک آرام کرنے والو تم پر میرا سلام ہو، تم اطمینان و مسرت سے آرام کرو کہ تمھارا زمانہ ان لوگوں کے زمانہ سے زیادہ آسودہ ہے۔فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح بڑھ آئے ہیں"پھر فرمایا"علی (ع) ہر سال جبرئیل (ع) میرے پاس قرآن کو ایک مرتبہ پیش کرتے تھے اور اس سال دو بار انہوں نے پیش کیا اس لئے کہ میرا وقت قریب آگیا ہے"(۱۹)

واقعہ قرطاس یا نا مکمل تحریر

آنحضرت ﷺ کی زندگی کے آخری دن تھے، جب آپ ﷺ نے آنکھیں کھولیں تو اپنے بستر کے اردگرد چند اصحاب کو دیکھا جن کو آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اس وقت لشکر اسامہ کے

ساتھ ہونا چاہیئے تھا_ امت میں اختلاف کی روک تھام کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا_ "کاغذ اور دوات لاؤ تا کہ میں تمہارے لئے ایک چیز لکھ دوں کہ اس کے بعد گمراہ نہ ہوگے"_ ان میں سے ایک صاحب نے چاہا کہ اٹھ کر قلم دوات لے آئیں لیکن جناب عمر نے اظہار خیال فرمایا "یہ (پیغمبر اسلام ﷺ کی جانب اشارہ) ہذیان بک رہے ہیں، قرآن تمہارے پاس ہے اور کتاب آسمانی ہمارے لئے کافی ہے" ایک گروہ نے عمر کا ساتھ دیا اور کچھ لوگوں نے ان کی مخالفت کی، شور و غل برپا ہوا_ رسول خدا ﷺ نے فرمایا "اٹھو اور میرے گھر سے نکل جاؤ"_ (۲۰)

ناتمام نماز

آنحضرت ﷺ کی علالت کے دوران ایک دن حضرت بلال نے اذان دی اور آنحضرت ﷺ کے گھر و دروازہ پر آکر آواز دی "نماز... خدا تمہارے اوپر رحمت نازل کرے"_ رسول خدا ﷺ بہت زیادہ بیمار تھے اس وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ "لوگوں کو کوئي نماز پڑھا دے اس لئے کہ میں بیمار ہوں"_ عائشےہ نے کہا کہ ابوبکر کو تلاش کرو اور حفصہ نے کہا عمر کو لاؤ آنحضرت ﷺ نے دونوں کی باتیں سنیں اور دونوں بیویوں سے کہا "ان باتوں سے خود کو روکو کہیں تم ان عورتوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے یوسف کو گمراہ کرنا چاہا تھا"_ آپ ﷺ شدید بیماری کے عالم میں اٹھے، علي(ع) اور فضل بن عباس نے آنحضرت ﷺ کے دونوں شانوں کو سہارا دے رکھا تھا، مسجد میں تشریف لائے، ابوبکر کو محراب میں دیکھا کہ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے ہیں، آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ہٹ جاؤ_ رسول خدا نے ان کی نماز کو مکمل نہ ہونے دیا اور دوبارہ نہایت مختصر نماز کا اعادہ کیا_ جب آپ- ﷺ گھر تشریف لے گئے تو ابوبکر،

عمر اور دوسرے افراد کو بلوا بھیجا جب یہ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ " لشکر اسامہ کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟ انہوں نے جواب دیا " ہم آپ ﷺ سے تجدید بیعت کے لئے لوٹ آئے اور ہم نے یہ نہیں چاہا کہ آپ ﷺ کی بیماری کی خبر دوسروں سے پوچھیں"[(۲۱)]_

وداع پیغمبر ﷺ

پیغمبر اسلام ﷺ کی بیماری نے شدت اختیار کرلی ، فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ،آنحضرت ﷺ کے بستر کے پاس بیٹھی ہوئي باپ کے نورانی اور ملکوتی چہرہ کو دیکھ رہی تھیں_جس پر بخار کی شدت کی بنا پر پسینہ کے قطرے جھلملا رہے تھے، جناب فاطمہ (ع) نے جناب ابوطالب علیہ السلام کا شعر جو پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں تھا پڑھا_

وأبيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بوجهه
ثمال اليتامى عصمة للارامل

یعنی : روشن چہرہ اس چہرہ کی آبرومندی کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کی پناہ گاہ اور بیوہ عورتوں کی نگہداری کرنے والا ہے_

رسول خدا ﷺ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا، بیٹی ، شعر نہ پڑھو ، قرآن پڑھو :

﴿ وَ مَا مُحَمّد الاَ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مَنْ قَبْله الرُّسُل اَفانْ مَاتَ اَوقُتل انْقَلَبْتُمْ عَلَى اَعْقابكُمْ وَ مَنْ يَنْقَلبْ عَلَى عَقبَيْه فَلَنْ يَضُرَّ اللّهَ شَيْئاً وَ سَيَجْزى اللّهُ الشَّاكريْنَ﴾[(۲۲)]

" محمد نہیں ہیں مگر پیغمبر اسلام ﷺ خدا ، ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گزر چکے ہیں تو کیا اگر

انکا انتقال ہوجائے یا قتل کردیئے ائیں توکیا تم اپنے گزشتہ لوگوں کے عقائدکی طرف پلٹ جاؤ گے ؟ اور جو اپنے گزشتگان کے آئین کی طرف پلٹ جائے گا وہ خدا کو کوئي نقصان نہیں پہنچائے گا_ خدا شکر کرنے والوں کو نیک جزاء دے گا"_

رسول خدا ﷺ نے آہستہ سے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے کان میں کوئي بات کہی آپ(ع) نے گریہ شروع کیا_ پیغمبر اسلام ﷺ اپنی بیٹی کی تکلیف برداشت نہ کر سکے اور دوبارہ آپ ﷺ نے ان(ع) کے کان میں کوئي بات کہی تو جناب فاطمہ چپ ہوگئیں اور مسکرانے لگیں_

بعد میں جب لوگوں نے جناب فاطمہ (ع) سے سوال کیا کہ رسول خدا ﷺ نے آپ(ع) سے کیا کہا تھا کہ پہلی بار آپ(ع) روئیں اور دوسری بار مسکرائیں ؟ آپ(ع) نے جواب دیا "پہلی بار آنحضرت سے رحلت کی خبر سنی تو مغموم ہوگئي دوسری بار آپ ﷺ نے بشارت دی کہ اے فاطمہ میرے اہل بیت (ع) میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی اس پر میں بشاش ہوگئي_[۲۳]

پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی حیات کے آخری لمحوں میں علی علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا " علي(ع) میرا سر اپنی آغوش میں لے لو کہ امر خدا آن پہنچا ہے"_

اے علی (ع) جب میں اس دنیا میں نہ رہوں تو مجھے غسل دینا اور پہلی بار مجھ پر نماز پڑھنا آپ ﷺ کا سر علي(ع) کی گود ہی میں تھا کہ آپ ﷺ رحمت باری سے جا ملے_

یہ عظیم حادثہ ۲۸/ صفر ۱۱ ہجری بروز پیر بمطابق ۲۸ مئي ۶۳۲ ء کو رونما ہوا[۲۴]_ لیکن مورخین اہل سنت کے مطابق پیغمبر اسلام ﷺ کی رحلت ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ ھ ق[۲۵] بمطابق ۱۰ جون سنہ ۶۳۲ کو ہوئی_

حضرت علی (ع) نے رسول ﷺ خدا کے پاکیزہ جسم کو غسل دیا، کفن پہنایا اور نماز پڑھی اس عالم

ہیں کہ آنسو آپ(ع) کی آنکھوں سے رواں تھے اور فرمایا_

"ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ بیشک آپ ﷺ کے مرنے سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا"_ وہ چیز جو دوسرے پیغمبروں کی موت کے بعد منقطع نہیں ہوئي (یعنی نبوت و احکام الہی اور آسمانی خبریں)... اگر آپ صبر کا حکم نہ دیتے اور نالہ و فغاں سے منع نہ فرماتے تو میں آپ (ع) کے فراق میں اتنا روتا کہ میرے اشکوں کا سرچشمہ خشک ہو جاتا_ [۲۶]

رسول خدا ﷺ کی رحلت کی خبر نہایت تیزی سے مدینہ میں پھیل گئي، علي(ع) جب غسل و کفن میں مشغول تھے اس وقت ایک گروہ پیغمبر اسلام ﷺ کے جانشین کا مسئلہ حل کرنے کے لئے سقیفہ [۲۷] میں الجھ رہا تھا_ غسل دینے کے بعد پہلے علي(ع) نے نماز پڑھی پھر مسلمان دستہ دستہ آتے گئے اور نماز پڑھتے گئے، پھر رسول ﷺ خدا کو مسجد کے پہلو میں آپ ﷺ کے گھر میں دفن کردیا گیا_ [۲۸]

یہ نور ہرگز نہیں بجھے گا

پیغمبر اسلام ﷺ داربقاء کی طرف روانہ ہوگئے، لیکن یہ نور نہ تو گل ہوا ہے اور نہ ہوگا_ آنحضرت ﷺ کا آئین مشعل ہدایت کی طرح بشر کے لئے تاریک راستوں میں راہنما ہے اور کروڑوں، اربوں انسان صدیوں سے اسے آئین کے پیرو ہیں_

آج بھی روزانہ ایک ارب سے زیادہ مسلمان ساری دنیا میں کروڑوں بار" اشهد ان لا الہ الا اللہ و اشهد ان محمدرسول اللہ "کی آواز گلدستہ اذان سے سن رہے ہیں اور بے پناہ محبت کے ساتھ اس آواز کے دلبر باترنم کو اپنی زبان پر جاری کرتے اور آپ ﷺ (محمد ﷺ) پر درود بھیجتے

ہیں اور آسمانی کتاب کو پڑھتے اور اس سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ قرآن کریم ۱۱۴ سورتوں کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا جاودانہ معجزہ اور زندہ گواہ ہے۔خدا نے ان کے دین کو آخری دین اور ان کو آخری پیغمبر اسلام ﷺ قرار دیا ہے۔[۲۹] جو ان کے آئین کی پیروی نہ کرے (گمراہ ہے) خدا اس کی عبادت کو قبول نہیں کرے گا اور آخرت میں وہ گھاٹے میں رہے گا۔[۳۰]

جی ہاں یہ نور آج بھی لوگوں کے دلوں اور ان کی عقل و خرد پر جلمگا رہا ہے۔

یہ نور ہر جگہ چمکا اور تھوڑی ہی مدت میں جزیرۃ العرب سے نکل کر ہر جگہ پھیل گیا۔ روم اور ایران کی مطلق العنان حکومتوں کو اپنے ہالہ میں لے لیا۔ اور ایک طرف قلب فرانس اور اسپین تو دوسری طرف ہندتک پہنچ گیا۔ڈوبتی ہوئي بشریت کو نجات بخشی اور اس کو ایک عظیم تمدن سے روشناس کرایا۔

ختم نبوت کے بعد یہ نور معصوم رہنماؤں میں درخشندہ ہوا اورہدایت کے یہ پاک انوار اور نوری پیکر، فتنوں کی تیرگی میں انسانوں کی ہدایت کے لئے کمر بستہ ہوئے اور انسانیت کو الٰہی و اسلامی زندگی کی طرف بلایا اور آج بھی نجات بشریت کا واحد راستہ قرآن و عترت کی پیروی ہے۔

آخر کلام میں عرض ہے کہ مسلمان، ان کی تعلیمات سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے راستہ کو تلاش کریں، ستم کے بوجھ تلے دبے ہوئے تیرہ بخت اور حیران و سرگردان انسان کی رہائي کا واحد راستہ آنحضرت ﷺ کا آئین ہے۔ تحریکیں شروع ہوں گی اور کفر و ارتداد و نفاق اور ظلم و ستم مغلوب ہوں گے اور کمزور افراد زمانہ کے راہبر اور زمین کے وارث ہونگے۔[۳۱]

امام مہدی (عجل اللہ لہ الفرج) تشریف لائیں گے پھر ساری دنیا میں ایک اسلامی حکومت قائم ہوگی اور ساری دنیا میں ایک پرچم لہرائے گا: لَآ الٰہَ الَّااللّٰہَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہ ۔یہ نور کبھی بجھ نہیں سکتا۔

سوالات

١_ اَسوَد عسنیّ کون تھا؟

٢_ رسول خدا ﷺ نے مدعیان پیغمبر سے کیسے مقابلہ کیا ؟

٣_ رسول ﷺ خدانے اسامہ کو سپہ سالار کے عنوان سے کیوں منصوب فرمایا؟

۴_ رسول ﷺ خدا اسامہ کے لشکر کی روانگی پر کیوں اصرار کررہے تھے؟

۵_ رسول خدا ﷺ "تحریر" کیوں نہ لکھ سکے؟

٦_ رسول خدانے کس تاریخ کو رحلت فرمائی؟

٧_ پیغمبر اسلام ﷺ کو کس نے غسل و کفن دیا ؟

٨_ پیغمبر اسلام ﷺ نے حضرت فاطمہ(ع) کے کان میں کیا راز بتایا؟

٩_ کیا آخر میں لشکر اسامہ روانہ ہوا ؟ کس وقت ؟

١٠_ رسول خدا ﷺ کہاں مدفون ہوئے ؟

حوالہ جات

۱_ باذان بھی مرقوم ہے_ ر_ک کامل بن اثیر ج ۲ ص ۳۳۷_

۲_ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۳۰_۲۲۷_

۳_ در آستانہ سال زاد پیامبر ﷺ ص ۲۴۷_

۴_ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۳۱_

۵_ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۳۱_

۶_ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۲۷_۲۳۶_

۷_ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۳۹_

۸_ خط کا متن: من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فاننی قد اشرکت فی ہذا الامر معک و ان لنا نصف الارض و لقریش نصف الارض ولکن قریشا قوم یعتدون تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۳۶_ العبر ج ۲ ص ۵۸_

۹_ خط کا متن: بسْم اللہ الرّحْمن الرَّحیم ، منْ مُحَمَّد رَسُول اللہ الی مُسَیْلمہ الکَذَّاب: السَّلامُ عَلَی مَن اتَّبَعَ الْهُدي، اَمَّا بَعْدُ : فَانَّ الْاَرْض للہ یُورثُهَا مَنْ یَشَاءُ منْ عبَادہ وَالْعَاقبَةُ للْمُتَقین_ تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۳۶_ العبر ج ۲ ص ۵۸_

۱۰_ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۸۶_

۱۱_ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۷۴_

۱۲__ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۹۰_

۱۳_ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۵۶_

۱۴_ سیرت حلبی ج ۳ ص ۲۰۷_ پرمرقوم ہے کہ اسامہ ۱۷ سال کے اور بعض نے ۱۸ سال لکھا ہے لیکن مُسلّمہ طور پر انکی عمر ۲۰ سال سے زیادہ تھی_

۱۵_ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۹۰_

۱۶_ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۹۰_۱۹۱_

۱۷_ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۲۱_ منتہی الآمال ص ۱۲۸_ انیس المومنین نسخہ قلمی ص ۳_

۱۸_ ابن سعد نے لکھا ہے کہ اُبُو مَوَیھبَة کے ساتھ گئے ،طبقات ۲۰۳_

۱۹_ ارشاد شیخ مفید ص ۹۷_

۲۰_ ارشاد ص ۹۸_ منتھی الآمال ص ۱۲۸_ بحارالانوار ج ۲۲ص ۳٦۹_جناب عمر کا یہ قول اہل سنت کی کتابوں میں مختلف طریقوں سے مذکور ہے_ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتا ہے: رسول خدا ﷺ نے فرمایا قلم اور دوات لاؤ تا کہ تمہارے لئے وہ بات لکھ دوں جس سے تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے_ لوگوں نے کہا رسول خدا ﷺ ہذیان بک رہے ہیں (نعوذ باللہ)_ برہان الدین حلبی شافعی لکھتے ہیں_ قال بعضھم و ہو سیدنا عمر: بعض نے کہا یعنی عمر نے کہا رجوع کریں کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۳۲۰_ سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۴۴_مزید مطالعہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں صحیح بخاری کتاب العلم ج ۱ ص ۲۲_ مسند احمد ج ۱ ص ۳۲۴_ طبقات ج ۲ ص ۳۷_ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴_ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۱_ البدایۃ و النہایہ ج ۵ ص ۲۲۰_حیاۃ محمد ص ۴۷۵_شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۲۲۰_ملل و نحل ج ۱ ص ۱۳_ سقیفہ جوہری_ الوفاء ج ۲ ص ۷۸۹_کنز العمال ج ۳ ص ۱۳۸_ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۳۳_

۲۱_ ارشاد شیخ مفید ص ۹۷_۹۸ منتہی الآمال ص ۱۲۸_ تلخیص الشافی شیخ طوسی ج ۳ ص ۲۲٦_

۲۲_ آل عمران /۱۴۴_

۲۳_ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۴۷ و ۲۴۸_ ارشاد شیخ مفید ص ۹۸_ اعلام الوری ص ۱۴۳_ ذہبی نے کتاب سیرت میں لکھا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم مومنہ عورتوں کی سردار ہو ، یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟ تو فاطمہ (ع) زہرا ہنس پڑیں_ سیرت ذہبی ص ۳۸۰_

۲۴_ بحار الانوار ج ۲۲ ص ۵۱۴_

۲۵_ بحارالانوار ج ۲۲ ص ۵۳۴_

۲٦_ نہج البلاغہ فیض خطبہ ۲۲٦ص ۷۳۲_

۲۷_ سائبان والی جگہ جہاں لوگ جمع ہوتے تھے_

۲۸_ بحار الانوار ج ۲۲ ص ۵۱۸_

۲۹_﴿وَلکنْ رَسُوْلُ الله وَ خَاتمُ النَّبیّنَ﴾(سورہ احزاب/۴۰)

۳۰_ ﴿وَ مَنْ یَبْتَغ غَیْرَ الاسْلَامَ دیناً فَلَنْ یُّقْبَلَ منْهُ وَ هُوَ فی اْلآخرَة منَ الْخَاسرینَ﴾(آل عمران/۸۵)

۳۱_﴿وَ نُرِیْدُ اَنْ نَمُنَّ عَلَی الَّذینَ اسْتُضْعفُوا فی الْاَرْض وَ نَجْعَلَهُمْ ائمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الْوارثیْنَ﴾(قصص/۵)

فہرست

عرض ناشر: ۳
مقدمہ ۵
سیرت نگاری کی مختصر تاریخ ۵
ہدف تالیف ۷
پہلا سبق ۹
غزوہ بنی قَینُقاع ۱۰
حضرت فاطمہ زہرا (ع) کا حضرت علي (ع) کے ساتھ عقد ۱۲
غزوہ سویق ۱۴
غزوہ بنی سُلَیم ۱۵
"قَرَدَة" میں سریّہ زید بن حارثہ ۱۶
غزوہ غَطَفَان ۱۷
جنگ احد کے مقدمات ۱۷
جنگ رونما ہونے کے اسباب ۱۷
پہلا قدم ، جنگی بجٹ کی فراہمي ۱۹
لشکر کی جمع آوري ۱۹
سیاسی پناہ گزین ۲۰
لشکر قریش کی مدینہ روانگي ۲۱
عبّاس کی خبر رساني ۲۱
سپاہ قریش راستہ میں ۲۲

معلومات کی فراہمي ۲۲
لشکر ٹھہرنے کی خبر ۲۳
مدینہ میں ہنگامی حالت ۲۴
فوجی شوری کی تشکیل ۲۴
آخری فیصلہ ۲۶
سوالات: ۲۷
حوالہ جات ۲۸
دوسرا سبق ۳۰
لشکر اسلام کی روانگي ۳۱
لشکر توحید کا پڑاؤ ۳۱
منافقین کی خیانت ۳۳
صف آرائي ۳۴
دشمن اپنی صفوں کو منظم کرتا ہے ۳۵
جنگی توازن ۳۶
جنگ کیسے شروع ہوئی؟ ۳۶
دشمن کے حوصلے بلند کرنے میں موسیقی کا کردار ۳۷
اجتماعی حملہ ۳۸
فتح کے بعد شکست ۳۹
پیغمبر اسلام ﷺ کا دفاع کرنیوالوں کی شجاعت ۴۲
اُمّ عمارہ شیر دل خاتون ۴۳

لشکر کی جمع آوری ۴۵
سوالات.. ۴۷
حوالہ جات.. ۴۸
تیسرا سبق.. ۴۹
شہیدوں کے پاکیزہ جسم کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ ۴۹
شہیدوں کے پاکیزہ جسم کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ ۵۰
طرفین کے نقصانات ۵۰
مفہوم شہادت.. ۵۱
نفسیاتی جنگ.. ۵۱
کہاں جا رہے ہیں؟ ۵۲
احد میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب کا جائزہ.. ۵۳
شہداء کی لاشیں.. ۵۴
ان کو یہیں دفن کروانیکی دُعا مستجاب ہوگئی.. ۵۵
مدینہ کی طرف.. ۵۷
نماز مغرب کا وقت آن پہنچا.. ۵۹
شہیدوں کی ایک جھلک.. ۵۹
ایک عقلمند صاحب ثروت کی شہادت.. ۶۰
بوڑھے عارف کی شہادت.. ۶۰
حجلہ خون.. ۶۱
مدینہ میں منافقین کی ریشہ دوانیاں.. ۶۳

مدینہ سے ۲۰ کیلومیٹر دور" حمراء الاسد" میں جنگی مشق............ ٦٣
ابو عَزَّہ شاعر کی گرفتاری............ ٦۴
سوالات............ ٦٦
حوالہ جات............ ٦٧
چوتھا سبق............ ٦٩
سریہ ابو سَلَمَہ بن عبدُالاسد............ ٧٠
سریہ عبداللہ بن انیس انصاری............ ٧١
رَجیع کا واقعہ............ ٧٢
بئرِ مَعُونہ کا واقعہ............ ٧٣
سریہ عَمرو بن اُمیَّہ............ ٧۵
غَزوَہ بَنی نُضَیر............ ٧٦
دہشت گرد سے انتقام............ ٧٨
غزوہ بدر الموعد............ ٧٩
۴ ہجری میں رونما ہونے والے دیگر اہم واقعات ـ............ ٨٠
سوالات............ ٨١
حوالہ جات............ ٨٢
پانچواں سبق............ ٨٣
غَزوہ ذاتُ الرِّقاع............ ٨۴
غزوہ دُومَۃُ الجَندَل............ ٨۴
غزوہ خَندَق (اَحزاَب)............ ٨۵

غزوہ خندق کے اسباب.. ۸۵
لشکر احزاب کی مدینہ کی طرف روانگي.. ۸۸
لشکر کی روانگی سے متعلق رسول خدا ﷺ کا آگاہ ہونا.. ۸۸
بجلی کی چمک میں آنحضرت ﷺ نے کیا دیکھا؟.. ۸۹
مدینہ لشکر کفار کے محاصرے میں.. ۹۱
بنی قُرَیظہ کی عہد شکني.. ۹۱
خطرناک صورتحال.. ۹۳
ایمان و کفر کا آمنا سامنا.. ۹۴
سوالات :.. ۹۷
حوالہ جات.. ۹۸
چھٹا سبق.. ۱۰۰
دشمن کی صفوں میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش.. ۱۰۱
بنی قریظہ اور مشرکین کے درمیان پھوٹ.. ۱۰۲
دشمن کی صفوں میں لشکر اسلام کا سپاہي.. ۱۰۶
شہداء اسلام اور کشتگان کفر.. ۱۰۷
لشکر احزاب کی شکست کے اسباب.. ۱۰۷
مکمل حفاظت_.. ۱۰۸
جنگ احزاب کے نتائج.. ۱۰۸
غزوہ بنی قُرَیظَہ.. ۱۰۹
ایک خیانت کار مسلمان اور اسکی توبہ کی قبولیت.. ۱۱۰

بنی قریظہ کا اپنے آپ کو رسول خدا ﷺ کے حوالے کرنا ۱۱۲
سعد بن معاذ کا فیصلہ ۱۱۲
سَعد کے فیصلے کی دلیلیں ۱۱۴
پیمان شکنی کا انجام ۱۱۵
اساری اور مال غنیمت ۱۱۵
سوالات ۱۱۶
حوالہ جات: ۱۱۷
ساتواں سبق ۱۱۹
چھ ہجری کا آغاز ۱۲۰
غزوہ بنی لحی ان ۱۲۰
مفسدین فی الارض کا قتل (مطالعہ کیلئے) ۱۲۱
غزوہ بنی مُصطَلق یا مُریسیع ۱۲۲
ایک حادثہ ۱۲۳
زید بن ارقم کا آنحضرت ﷺ کو خبر پہنچانا ۱۲۴
باپ اور بیٹے میں فرق ۱۲۵
بَنی مُصطَلق کا اسلامی تحریک میں شامل ہونا ۱۲۶
ایک فاسق کی رسوائی ۱۲۶
آنحصرت ﷺ کی بیوی پر تہمت (واقعہ افک) (مطالعہ کیلئے) ۱۲۷
صلح حدیبیہ ۱۲۸
مکہ کی راہ پر: ۱۲۹

قریش کا موقف ۱۳۰
قریش کے نمائندے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ۱۳۱
آنحضرت ﷺ کے سُفرائ ۱۳۲
بیعت رضوان ۱۳۳
صلح نامے کا متن ۱۳۴
صلح کے مخالفین (مطالعہ کیلئے) ۱۳۶
ابو بصیر کی داستان اور شرط دوم کا خاتمہ (مطالعہ کیلئے) ۱۳۷
صلح حدیبیہ کے نتائج کا تجزیہ ۱۳۸
سوالات ۱۳۹
حوالہ جات ۱۴۰
آٹھواں سبق ۱۴۳
پیغمبر اسلام ﷺ کے عالمی پیغام کا اعلان ۱۴۴
سیاسی حکمت عملی کے نکات کی رعایت ۱۴۵
شاہ ایران خسرو پرویز کے نام رسول اللہ کے خط کا متن ۱۴۷
خسرو پرویز کے نام خط اور اسکی گستاخي ۱۴۷
حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام آنحضرت ﷺ کا خط ۱۴۹
دوسرے حکمرانوں کا موقف ۱۵۱
خیبر کے یہودیوں سے جنگ کے اسباب ۱۵۱
لشکر توحید کی روانگي ۱۵۲
معلومات کی فراہمي ۱۵۳

جنگی اعتبار سے مناسب جگہ پر لشکر گاہ کی تعیین ۱۵۳
لشکر کے لئے طبی امداد رسانی کا انتظام ۱۵۴
جدید معلومات ۱۵۴
آغاز جنگ اور پہلے قلعہ کی فتح ۱۵۴
سردار کے حکم سے روگرداني ۱۵۵
جنگی حکمت عملي ۱۵۵
علی علیہ السلام فاتح خیبر ۱۵۶
سوالات ۱۵۹
حوالہ جات ۱۶۰
نواں سبق ۱۶۲
طرفین کے خسارے کا تخمینہ ۱۶۳
اسیروں کیساتھ اچّھا برتاؤ ۱۶۳
فتح کے وقت درگزر ۱۶۴
مال غنیمت ۱۶۴
مال غنیمت میں خیانت کی سزا ۱۶۵
مال غنیمت کی تقسیم ۱۶۵
خیبر پر حملے کے نتائج ۱۶۶
خیبر میں لشکر اسلام کی کامیابی کے اسباب ۱۶۶
فدَک ۱۶۷
غزوہ وادی القري (۷ھ ق) ۱۶۷

تیمائ(۷ ھ ق) ۱٦۸
فتح خیبر کے بعد انجام پانے والے سرایا............ ۱٦۸
مکہ کی طرف (عمرة القضائ)............ ۱٦۸
جنگ موتہ ۱۷۰
عالمی استکبار سے پہلا مقابلہ............ ۱۷۰
گریہ کیوں؟............ ۱۷۱
غیر مساوی طاقتوں کی جنگ............ ۱۷۳
لشکر اسلام کے دلیر سردار جعفر ابن ابی طالب(ع) کی شہادت............ ۱۷۴
عبداللہ ابن رواحہ اور زید ابن حارثہ کی شہادت............ ۱۷۴
مجاہدین کی واپسي............ ۱۷۵
رسول خدا ﷺ جعفر ابن ابیطالب(ع) کے سوگ میں............ ۱۷٦
جنگ ذات السّلاسل............ ۱۷۷
سوالات............ ۱۷۸
حوالہ جات............ ۱۷۹
دسواں سبق............ ۱۸۲
فتح مکہ............ ۱۸۳
قریش کی عہد شکني............ ۱۸۳
تجدید معاہدہ کی کوشش ۱۸۴
لشکر اسلام کی تیاري............ ۱۸٦
راستوںکو کنٹرول کرنے کیلئے چیک پوسٹ ۱۸٦

ایک جاسوس کی گرفتاري ۱۸۶
مکّہ کی جانب ۱۸۸
دشمن کو ڈرانے کیلئے عظیم جنگی مشق ۱۸۸
مشرکین کا پیشوا، مومنین کے حصار میں ۱۹۰
مکہ میں نفسیاتی جنگ ۱۹۲
شہر کا محاصرہ ۱۹۲
ایک فوجی دستہ کے ساتھ مشرکین کی جھڑپ ۱۹۳
سوالات ۱۹۴
حوالہ جات ۱۹۵
گیارھواں سبق ۱۹۶
شہر مکہ میں داخلہ ۱۹۷
صدائے اتحاد ۱۹۷
اذان بلال ۲۰۰
بت شکن، بت پرست ۲۰۱
آزاد شدہ شہر "مکہ" کے لئۓ والی اور معلم دین کا تقرر ۲۰۱
اسلام کے نام پر خونریزی اور جرائم ۲۰۱
جنگ حنین ۲۰۲
دشمن کی سازش سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آگاہي ۲۰۳
حنین کی طرف روانگي ۲۰۳
دشمن کی اطلاعات اور تیاري ۲۰۴

دره حنین میں ۲۰۴

فرار ۲۰۵

واپسی، مقابلہ، کامیابي ۲۰۵

عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو ۲۰۷

آغاز جنگ میں مسلمانوں کی شکست کا تجزیہ ۲۰۷

سوالات ۲۰۹

حوالہ جات ۲۱۰

بارھواں سبق ۲۱۲

طائف کی جنگ ۲۱۳

جدید جنگی ہتھیاروں کی ٹیکنالوجي ۲۱۳

واپسي ۲۱۴

ہوازن کے اسیروں کی رہائي ۲۱۵

مال غنیمت کی تقسیم ۲۱۶

وہ افراد جن کی دلجوئي کی گئي ۲۱۶

منافقین کا اعتراض ۲۱۷

دوستوں کے آنسو ۲۱۸

مدینہ واپسي ۲۱۸

غزوہ تبوک (۱۳) ۲۱۸

ایک ہولناک خبر ۲۱۸

منافقین کی حرکتیں ۲۱۹

بہانے تراشیاں ۲۲۱
منافقین کے خفیہ مرکز کا انکشاف ۲۲۲
جنگی اخراجات کی فراہمي ۲۲۲
اشک حسرت ۲۲۳
سوالات ۲۲۵
حوالہ جات ۲۲۶
تیرھواں سبق ۲۲۸
بے نظیر لشکر ۲۲۹
منافقین کی واپسي ۲۲۹
شخصیت پر حملہ ۲۳۰
تپتا صحرا ۲۳۱
حضرت ابوذر کا واقعہ ۲۳۲
لشکر اسلام تبوک میں ۲۳۳
دومۃ الجندل کے بادشاہ کی گرفتاري ۲۳۴
پیغمبر اسلام ﷺ پر حملہ کی سازش ۲۳۴
مسجد ضرار کو ویران کردو ۲۳۵
اسلحہ فروخت نہ کرو ۲۳۶
جنگ میں دعا کی تاثیر ۲۳۶
غزوہ تبوک سے ماخوذ نتائج ۲۳۷
سوالات ۲۳۹

حوالہ جات ۲۴۰
چودھواں سبق ۲۴۲
منافقین کے سربراہ کی موت ۲۴۳
مدینہ میں مختلف قبائل کے نمائندہ وفود کی آمد ۲۴۳
وہ دین جس میں نماز نہیں اس کا کوئي فائدہ نہیں ۲۴۴
ابراہیم کا سوگ ۲۴۴
خرافات سے جنگ ۲۴۵
مشرکین سے بیزاري ۲۴۵
حضرت علی (ع) اہم مشن پر ۲۴۵
مباہلہ ۲۴۷
حضرت علی (ع) کی یمن میں ماموریت ۲۴۹
سوالات ۲۵۰
حوالہ جات ۲۵۱
پندرھواں سبق ۲۵۳
حجۃ الوداع ۲۵۴
جہان عدالت باعث عداوت ہے ۲۵۵
حجۃ الوداع کے موقعہ پررسول خدا ﷺ کی پر جوش تقریر ۲۵۵
غدیر خم ۲۵۹
رسول خدا ﷺ کی تقریر کا ترجمہ ملاحظہ ہو ۲۶۰
سوالات ۲۶۴

حوالہ جات ۲۶۵

سولہواں سبق ۲۶۷

شورشیں ۲۶۸

اسود عنسيّ کا واقعہ ۲۶۸

یمن میں انقلابی بغاوت ۲۶۹

مسیلمہ کذاب کا واقعہ ۲۷۱

جھوٹے پیغمبر کی طرف میلان کا سبب "قومی تعصب" ۲۷۲

جھوٹوں کا انجام ۲۷۳

رحلت پیغمبر ﷺ کے وقت کے حالات کا تجزیہ ۲۷۳

لشکر اسامہ کی روانگي ۲۷۴

اہل بقیع کے مزار پر ۲۷۶

واقعہ قرطاس یا نا مکمل تحریر ۲۷۶

ناتمام نماز ۲۷۷

وداع پیغمبر ﷺ ۲۷۸

یہ نور ہرگز نہیں بجھے گا ۲۸۰

سوالات ۲۸۲

حوالہ جات ۲۸۳